(خالقہ ماتم)

رضوی، سید وزیر حسین

ذالفقیر
جبل مجلی شبر

۳۲

فہرست کتاب واقعہ ماتم عرف چہل مجلس شبیر تالیف وزیر

بعونِ صانعِ مکین و مکان و فضلِ خلاقِ زمین و زمان نسخہ

صلِ علیٰ کیا کتاب ثواب انتما ہے کہ جس میں فضائل و مصائب خامس آلِ عبا اور شہدائے کربلا علیہ التحیۃ والثنا ہے ۰ یہ طرز ہے جذب سے گریہ و بکا جاری زبان پہ صلِ علیٰ ہو جدا

اسم تاریخی

ذائقۂ ماتم ع

معروف بہ

چہل مجلسِ شبیر ع

جو تصنیفات

ذاکر آلِ عبا مداحِ سید الشہدا السید وزیر حسین صاحب رضوی المشہدی الاثنا عشری متخلص بہ وزیر
سب جج رائے بریلی سے ہیں ۰ گر ہے سببِ عفوِ جرائم تو یہی ہے ؛ کیا وسعتِ دامانِ حسینؑ ابن علیؑ ہے

مطبع نامی منشی نول کشور واقع لکھنؤ میں مزین بہ طبع ہوا
محمد نوبت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام خدا تو ہو چکا پیشانی پر رقم	حمد خدا کے لکھنے کو لیتا ہون اب قلم

لآلی متلالی حمد متوالی نثار بارگاہ عالی کبریائے متعالی کے سزاوار ہے کہ جس نے ہم ابدان عقیدت نشان کو اپنے فضل وکرم سے اُمت حبیب اپنے پیغمبر آخر الزمان مین پیدا کر کے بخطاب مستطاب کُنتُم خَیرَ اُمَّۃٍ ممیز وممتاز فرمایا بیت

جیسی نبی پہ اُسکی عنایت کمال ہے	اُمت پہ مصطفےٰ کی وہی اسکا حال ہے

اور مودت وولائے اہلبیت اطہار اُس خاتم الانبیا کو وسیلۂ نبیلۂ مغفرت ونجات موجودات کا ٹھہرایا بیت

دکھلائی ہر بصیر کو صورت نجات کی	کیا مدح ہو جناب شہ کائنات کی

اور جواہر زواہر نعت تمکا نثر ریاض منوّر رسول منذر ومبشر اور آل طیب وطاہر اُسکے بر لائق قربان ونثار ہے کہ جنھون نے واسطے آمرزش وبخشش ہم شیعیان وموالیان سراپا اذعان

کے مصائب عظمے ونوائب کبرنے اوپر نفوس قدسیہ ذوات علیۂ اپنے اور اہلبیت اطہار اپنے کے اٹھایا اور ماتم وعزا وگریہ وبکا صبح ومسا انکم سبط رسول کریم ممدوح آیہ کریمہ وَفَدَیْنَاہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ یہ ارشاد وَمَنْ بَکٰی عَلَی الْحُسَیْنِ اَوْ اَبْکٰی اَوْ تَبَاکٰی وَجَبَتْ لَہُ الْجَنَّۃُ ہم عزاداروں کو سکھایا۔ بیت

روئے گا جو مصائب شاہِ شہید پر	احسان اسکا ہوگا رسولِ مجید پر

اور قربان ہو جان شیعیان علی ابن ابی طالبؑ کی اوپر اُسی اسد اللہ الغالب مطلوب کل طالب کے کہ جس نے دونوں مرتبے یعنے پیدایش اور شہادت کے خانۂ خدا میں حاصل کیے۔ بیت

فخر انکی ولادت سے ہے اللہ کے گھر کا	جیسے پسر نیک سے ہو نام پدر کا

اور ہم گم گشتگان وادی ضلالت کو صراطِ مستقیم پر لگایا۔ بیت

مصداقِ انماؑ کے امامِ مجید ہین	شاہد ہے ہل اتی کہ عطا مین وحید ہین

اور فدا ہون مال وزر ودل وجگران سبطین اطہر پر کہ جنھون نے واسطے بخشش ہم عاصیون کے اپنی جان عزیز کو عزیز نہ کیا یعنی جناب امام حسن علیہ السلام نے الماس سودہ نوش فرما کر لختِ جگر گرائے اور جناب سید الشہداؑ نے مع تمام عزیز واقربا کے گلا کٹوایا۔ بیت

راہِ خدا مین گھر کا گھر اپنا فدا کیا	ہم عاصیون کو بند گُنہ سے رہا کیا

امّا بعد بندۂ ہیچ میرز وہیچمدان وحقیر وناتوان سراپا عصیان متمسک بولائے آل رسول الثقلین سید وزیر حسین غفر اللہ ذنوبہ ابن سید ثابت علی طاب ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ رضوی المشہدی الاثنا عشری ساکن قصبۂ ہیاپک بھر سر علاقہ راج بھرت پور منصف درجۂ اول اکبر پور ضلع فیض آباد ملک اودھ بصد التماس خاکسارانہ ومعروض ہیچمدانہ مدعا نگار ہے کہ رجحان خاطر عقیدت مآثر از بزرگان بالیقین تا حقیر غلامان غلام سردار دین باخلاص اقامت مجالس عزاداری وذکر فضائل ومصائب وشغل ماتم وسوگواری حضرات مالکان سرکار باری فرض ومغتنم جانتا ہے کہ یہی باعث نجات ومغفرت گنہگاران امت خیر البریہ ہی بیشک۔ بیت

گر ہے سبب عفو جرائم تو یہی ہے	کیا وسعت دامانِ حسینؑ ابن علی ہے

چنانچہ درباب قدر و منزلت اُن لوگون کے جو شریک مجلس ہوتے ہین۔ **نظم**

فرماتے ہین جناب رسولِ فلک جناب چالیس بار عرش پہ ہمراہ بوترابؑ	حاضر ہو جو کہ بزم مین ملتاہے یہ ثواب گویا ہوا وہ میری زیارت سے بہرہ یاب
بزمِ عزا مین آنے سے جب یہ جزا ملے	پھر کیون نہ اہل دل کو عزا کا مزا ملے

چنانچہ اس موقع مرغوب خوش اسلوب پر کیا خوب رباعی یاد آئی ہے **رباعی**

رُخ کفر کی ظلمت سے پھرائے رہنا پروانۂ فردوس اگر لینا ہے	ایمان کے چراغ کو جلائے رہنا شمع زہرا سے لَو لگائے رہنا

ازانجا کہ بسبب کساد بازاری علم و استعداد عربیت و فارسیت کے اس زمانہ ناہنجار و روزگار جہل آثار مین حدیث خوانی و روضہ خوانی وغیرہ تو ایک طرف بلکہ جو کتابین ترجمہ کی ہوئی زبان اُردو مین مانند خلاصۃ المصائب و بحر المصائب و مجالس علویہ وغیرہ کے ہین الفاظ عربیہ کو باعراب صحیح نہین پڑھتے اور جب اُس کو ترک کر دیتے ہیں تو سلسلہ مضامین کا منقطع ہو جاتا ہے اس واسطے اس خاکسار ذرۂ بے مقدار کے خیال مین گذرا کہ فضائل و مصائب جناب رسول خداؐ و ائمہ ہداؑ و خاص شہید کربلا از ابتداے روز اول تا شہادت جناب عالیہ زینب علیہا السلام سلسلہ وار زبان اُردو خالص عام فہم مین لکھے اور فقرات و اشعار عربیہ سب ترک کر دیوے بلکہ بجاے عبارت و اشعار عربی کے جابجا بند مرثیون کے یا اشعار جو کہ تصنیف **میر انیس** صاحب و **مرزا دبیر** صاحب مرحومان فردوس مکان اور نیز دیگر اساتذہ سلف اور جناب مخدومی **میر صفدر علی** صاحب دام ظلکم اور اکثر اپنے موزون کئے ہوئے مقامات مناسب پر درج کر دیے تاکہ سلسلہ مضمون کا منقطع نہ ہو بلکہ ان مرثیون کے بندون اور اشعار متفرقہ سے زیادہ تر ربط اور باعث وفور حزن و غم و ہیجان رقت و الم ہوگا معہذا اس کتاب کو بدستور مذکور چالیس مجلسون پر حسب فہرست منسلکۂ جلد ہذا مرتب کیا اور نام اس کا

ذائقۂ ماتم

چہل مجلس شبیر تالیف وزیر رکھکر ذائقہ ماتم اسم تاریخی مقرر کیا حضرات اخوان صالحین وشیعیان مومنین اور ناظرین باتمکین اور ذاکران بالیقین وباعتقاد ان سے امیدوار دعائے مغفرت ہے **بیت**

بہر ثواب جب یہ مجالس پڑھا کرین — بخشش کے واسطے مرے حق مین دعا کرین

اور ملتجی ہے کہ اگر سہو وخطا ونسیان کہ لازمۂ بشریت ہے یا کسی جگہ خلاف ربط عبارت ملاحظہ ہو تو اسکو معائنہ کرکے بخیال عیب پوشی قلم اصلاح سے درست فرمادین **بیت**

مہر وکرم ہو اُسپہ صغیر وکبیر کی
برباد تا نہ ہووے ریاضت وزیر کی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احوال روز ازل وپیدایش ارواح انبیاء از نور وبرداشتن بار شہادت حسین مظلوم

ثابت قدم ایسا کوئی زنہار نہوگا — شبیر سا تو صادق الاقرار نہوگا

دل مین ہے حمد خالق کون ومکان کرون — پڑھکر درود نعت رسولؐ زمان کرون
وصف علیؑ وفاطمہؑ ورد زبان کرون — وجہ حسن سے مدح حسن کچھ بیان کرون
پھر آرزو ثنائے شہ بے کفن کی ہے — اُس ایک تن کی مدح ثنا پنجتن کی ہے

آگاہ ہون مومنین کہ مدح وثنا شہید کربلا اسقدر لاانتہا ہے کہ جس کی فکر مین عقل انسان ضعیف البنیان تو ایک طرف بلکہ تمام ملائک اور نبی مرسل سب کے سب حیران ہین اور شرف اور بزرگی اس جناب کی ایسی لاتعد ولاتحصے ہے کہ بیان اُسکا احاطۂ تحریر وتقریر سے باہر ہے چنانچہ شمۂ فضائل اُس جناب سے عرض کرتا ہون کہ جس وقت خالق کون ومکان کو اپنی قدرت کاملہ سے خلقت بنی آدم کی منظور ہوئی جمیع انبیا واولیا کی ارواح طیبہ کو جو خلقت نور سے موجود تھین جمع کیا اور بقدر حال سب کے اشکال مصائب

بھی پیش نظر موجود کئے **نظم**

سب نے بقدر حوصلہ منظور کی بلا	درجہ خدا نے اُس کے موافق کیا عطا
تقدیر نے جو اسم لکھے تھے جدا جدا	ظالم ہوا کوئی کوئی مظلوم بے خطا
دیوانہ کوئی اور کوئی ہشیار ہو گیا	مجبور کوئی اور کوئی مختار ہو گیا
افضل ہر ایک سے درجہ ہمارے نبی کا تھا	ہمپایۂ رسول نہ پایا کسی کا تھا
پھر اُن کے بعد رتبہ اعلےٰ علیؑ کا تھا	درجہ وہی ورائے نبوت وصی کا تھا
درجہ ہر اک نبی کا علی قدر حال تھا	قرب خدا موافق رنج و ملال تھا
بعد از وقار شاہ رسل سید البشر	اک درجہ سب کو ارفع و اعلےٰ پڑا نظر
ہر دل مین آرزو ہوئی اُسکی زیادہ تر	لیکن بغور اُسکو جو دیکھا پڑا نظر
ہم پلہ اُس سے پایا بلائے عظیم کو	ڈر ڈر کے دیکھنے لگے عرش کریم کو

کیون مومنین یقین ہے کہ گوشۂ خاطر مین یہ کنایہ آگیا ہوگا **بنظر** حصول ثواب گوش گذار مومنین کرتا ہون کہ وہ پایۂ عظیم رتبۂ شہادت تھا اور قریب اُس کے جو بلا تھی وہ بلائے کرب و بلا تھی یعنی روز ازل معائنہ کیا کہ ایک صحرائے لق و دق جس مین نہ پانی نہ سایۂ درخت حدت آفتاب سے تفتیدہ ہر ایک بشر مثل ماہی بے آب طپیدہ ایسی گرم وہ زمین تھی کہ **شعر**

سجدہ کرو تو پیدا ہون چھالے جبین سے	اُٹھتے تھے شعلے گرد کے بدلے زمین سے

نہ سبزۂ گیاہ ہے بلکہ ہر ایک جگہ بوجہ حدت کے دود سیاہ اُٹھتا ہے پس اُس دشت پر وحشت مین ایک بشر بے خطر مع قلیل لشکر کے پہونچا **شعر**

پر تو فگن جو عارض پر نور ہو گیا	سارا وہ دشت نور سے معمور ہو گیا

پس نور کرامت ظہور دیکھکر جملہ حضار پکارے کہ بیشک یہ امام زمن ہے غریب الوطن ہے اس صحرائے ہولناک مین تشنہ دہن کھڑا ہے اور ہزارون پانی سے سیراب ہو کر اُس مظلوم

کے قتل پر مہیا اور موجود ہین اور اُس یکہ و تنہا کے **نظم**

لشکر مین تھوڑے لوگ ہین پر سب شریف ہین	کچھ بچے کچھ جوان ہین اور کچھ ضعیف ہین
گُلرو ہے کوئی اور ہے غنچہ دہن کوئی رنگ چمن کوئی ہے بہارِ چمن کوئی	گل پیرہن ہے کوئی تو ہے گلبدن کوئی شوق عروس مرگ مین پہنے کفن کوئی
معشوق ہین رسول کے عاشق خدا کے ہین	سب عندلیب گلشن آل عبا کے ہین

اور ہمراہ اُس بزرگوار کے اہلبیت اطہار عماریون مین سوار لیکن شدت گریا سے بیقرار ہین **شعر**

دریافت کرکے نام زمین کا ٹھہر گیا	فرمایا اب مقام یہین کا ٹھہر گیا

پس اس لشکر کثیر نے جس وقت حال ورود عسکر قلیل دیکھا تلوارین تول کر آئے پوچھنے لگے کہ تم کس کی اجازت سے یہان پر اُترے ہو خیمہ اٹھالیجاؤ یا بیعت کے واسطے ہاتھ بڑھاؤ یہ سُنکر علمدار حرار اُس شہسوار کے آگے بڑھا اور بغیظ و غضب فرمایا **نظم**

سمجھے ہو دل مین فوج ہماری قلیل ہے	غصہ ہمارا قہر خدائے جلیل ہے
دوڑا یہ سُنکے خیمہ سے وہ غم کا مبتلا خیمہ اٹھائے لیتے ہین ہے اس مین حرج کیا	روکا اُسے اور اہل شقاوت سے یہ کہا یہ کہکے خیمے ریتی پہ لاکر کئے بپا
فرمایا ہسم پہ آب رواں بند ہوگیا	محروم ماں کے مہر سے فرزند ہوگیا

اس پر بھی بانی جفا باز نہ آئے تمام رات تجویز شب خون کی کرتے رہے دریا کے گھاٹ روک دئے قطرۂ آب تین شب و روز لشکر مین نہ آنے دیا اُس سردار لشکر کو عجب اضطراب تھا کبھی فکر آبرو کبھی تجسس آب تھا وہ ننھے ننھے بچوں کی پیاس وہ بیبیون کا ہراس چارون طرف سے ہجوم یاس تمام ہمراہی بدحواس لیکن اس پریشانی مین صبر و استقلال سے فرمایا تھا **شعر**۔

بچے ہوں قتل سر ہو قلم گھر تباہ ہو	سب کچھ مجھے قبول ہے پر خوش الٰہ ہو

اسی تردد و تشویش مین تمام رات بسر کی صبح نمودار ہوئی اُس وقت وہ سردار فوج قلیل بعد عبادت رب جلیل واسطے لڑائی کے آمادہ ہوکر اپنے اہلبیت مین جاکر رخصت ہوا اور خیمہ سے

باہر نکل کر مع اصحاب و انصار و خویش داقربا میدان کارزار مین آکر **نظم**

لیکر قلیل فوج کو رن مین کھڑا ہوا	نولاکھ کے مقابلہ مین وہ سرہدا
یان فاقہ تیسرا تھا مہیا تھی وان غذا	سیراب وہ یہ پیاس کی آفت مین مبتلا
چتر زری تھا وان سر افسر کے واسطے	یان سایہ دھوپ کا سر اطہر کے واسطے

باوجود ان شدائد کے اُس لشکر کفار سے بجائے سختی و درشتی کے بکمال نرمی کلمات ہدایت فرماتا تھا اور ارشاد فرماتا تھا کہ مین سید تشنہ لب ہون رسولؐ خدا کا لخت جگر ہون میرے حال پر رحم کھاو بچون کو تھوڑا سا پانی پلاؤ سیدانیون کو نہ رُلاؤ تمھارے بُلانے سے آیا ہون لیکن ان باتون کا جواب وہ خانہ خراب کچھ بھی نہ دیتے تھے آخرش جنگ وجدال شروع کی اگر تمام حالات یہان پر لکھتا ہون تو ابتدا اور تمہید کی انتہا ہوئی جاتی ہے انشاء اللہ آگے موقع پر ہر ایک کا حال مجالس آیندہ مین بیان کرونگا المختصر **بیت**

تا ظہر رن مین خون بہتر کا بہ گیا	تنہا غریب قتل کے میدان مین رہ گیا

پس جس وقت وہ سردار بے دیار اپنے خویش و برادر و انصار و یار کی لاشون کو دیکھتا تھا اشکون سے جراحت دھوتا تھا کبھی فرزند نوجوان کی لاش پر گرا اور کبھی برادر کے لاشہ سے لپٹا یہ حال دیکھ کر اہل بیت اُسکے رونے لگے تب میدان سے خیمہ مین گیا اور اہلبیت کو تشفی و دلاسا دیکر باہر آیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر روانہ میدان کارزار ہو کر درگاہ خدا مین **نظم**

کی عرض سطح سے کہ اے رب ذوالجلال — راحت ہے تیری راہ مین جو ہون غم و ملال
سر نیزے پر پھرے مرا لاشہ ہو پائمال — خیمہ جلے اسیر ہو کنبہ تلف ہو مال

ہر ہے یہ التجا کہ شہادت قبول ہو	اور روز حشر بخشش امت قبول ہو
آئی ندا کہ تیری شہادت قبول ہے	بندے سوال بخشش امت قبول ہے
دونون جہان مین تیری حکومت قبول ہے	شاہی تری بروز قیامت قبول ہے
مالک ہے کارخانۂ رب جلیل کا	مختار نار و خلد کا اور سلسبیل کا

یہ سنکر روئے زرد اُس سردار کا سُرخ ہو گیا اور فوجِ ستم مثل ابر سیاہ چاروں طرف سے آگئی تمام زمین دشت کارزار کی بھر آگئی اور اس مظلوم کو زخمہائے نیزہ و شمشیر و ضرب تبہائے گرز و تیر سے مجروح کر کے گھوڑے سے زمین پر گرا دیا اُس وقت نظم

آئی ندا کہ رحل سے قرآن گر پڑا	رکن رکین کعبۂ ایمان گر پڑا
آیا جو ہوش سر پئے سجدہ جھکا دیا	قاتل نے بڑھ کے حلق سے خنجر ملا دیا
پانی نہ پیاسے کو تہ تیغ جفا دیا	آخر اجل نے جام شہادت پلا دیا
افسر کو نذر کاٹ کے پیاسے کا سر دیا	دوڑا کے گھوڑے لاش کو پامال کر دیا

اور بعد شہید کرنے اُس مظلوم کے خیموں مین آگ لگا دی اسباب کی لوٹ مچا دی اہل حرم کو اسیر کیا اسکے بیٹے مریض کو دستگیر کر کے گردن مین طوق پانوُن مین بیڑیان پہنائین اور لاشہائے شہداء کے سر قلم کر کے نیزون پر چڑھائے اہل حرم اسکے بے مقنع و چادر بلا پالان کے شترون پر بٹھائے پس جس وقت قریب اُس عظیم رتبہ کے یہ بلا انبیا اور اوصیا کو نظر آئی اُسوقت درگاہ خدا سے سب روحوں کو نظم

تھا حکم جو اُس بار شہادت کو اٹھائے	گرمی مین وطن چھوڑ کے پردیس مین جائے
جو بیس پہر بوند وہ پانی کی نہ پائے	اُس حال مین زخم تبر و تیر بھی کھائے
پانی کا بدل آب دم تیغ کو جانے	محراب عبادت کی خم تیغ کو جانے
منظور جسے ہوئے کمائی کا لٹانا	اور چاند سے بچے کا تہِ خاک چھپانا
پیری مین جوان بیٹے کی میت کا اُٹھانا	ناموس کا سر کھولے ہوئے بلوے مین جانا
یہ بھی سہے وہ رنج اس اندوہ و محن مین	اک بیٹی ہو پاس ایک تڑپتی ہو وطن مین
نکلی جو بہن خیمہ سے باہر رہے راضی	سب خرد و کلان ہون تہِ خنجر رہے راضی
گھائل جو ہو تیرون سے برادر رہے راضی	باقی نہ رہے کوئی بھی یاور رہے راضی
ہر چند کہ بیتاب ہو دردِ جگری سے	دل چاک ہو ناموس کا بھی پردہ دری سے
پیکان کلیجہ مین تو سینہ مین سنان ہو	نیزے کی انی سے دل مجروح طپان ہو

نے ہاتھ ہو قابو مین نہ کہنے مین زبان ہو	پرحمد الٰہی مین وہ مصروف بیان ہو
اس طرح سے بندہ جو کوئی حق پہ فدا ہو	خود اُسکی دیت روز جزا رب علا ہو

پس تم مین سے جو انبیا او صیا اس بلا کو قبول کرے مین اُسکو بروز قیامت کلید نار و جنت دونگا دو عالم کی حکومت کا تاج بخشونگا اُمت کا شافع ہوگا فرمان معافی کا اُسکی مہر سے مکمل ہوگا شعر

قاسم ہو وہی کوثر و فردوس و جنان کا	مختار ہو سرکار خدائے دو جہان کا

پس جس وقت کہ یہ خطاب سرکار کبریا سے آیا کہ اے گروہ انبیا و اوصیائے فرقہ شاہ و گدا نظم

تم مین سے اس بلا کا خریدار کون ہے	اس مرتبے کا ہمسے طلبگار کون ہے
جس دم خطاب عالم بالا سے یون سُنا سنتے ہی اس ندا کے ہر اک تھر تھرا گیا	تفصیل وار دیکھ چکے تھے وہ سب بلا یارا جواب کا نہوا سر جھکا لیا
ہر ایک تھا سکوت مین تاب و توان نہ تھی	گویا کسی کے وان یہ دہن مین زبان نہ تھی

جس وقت ایک مدت تک تمام ارواح کو سکوت رہا نہ کسی نے سر اُٹھایا نہ جواب دیا بعد عرصہ کے بحکم ذوالجلال منادی نے ندا دی کہ جب تک تم مین سے اس بلا کو کوئی قبول نہ کرے گا خلقت آدم کا حکم ہرگز صادر نہ ہوگا کیونکہ جب خلقت انسان پیدا ہوگی تو اُسسے جرم و خطا دمبدم سرزد ہونگے پس بقدر گناہ مستوجب سزا متصور ہونگے اس واسطے خدا وند کریم پیشتر سے چاہتا ہے کہ سامان بخشش کا مہیا کر دے شعر

کفارہ گناہ یہ در حبس بلا کا ہے	مقبول جو کرے وہی عاشق خدا کا ہے

اور جب تک اس بلا کو کوئی قبول نہ کریگا کونین کی نجات کا سامان نہوگا اور ایک قالب انسان پیدا نہ کیا جائے گا نظم

جس دم سُنا سبھون نے یہ ارشاد کبریا کہتے تھے دیکھین کون ہے وہ عاشق خدا	حیرت سے ایک ایک کو بس دیکھنے لگا بے عذر جو اٹھائے یہ کوہ غم و بلا
جسکو کہ ان بلاؤن سے خوف و خطر نہین	قدرت ہے کبریا کی فقط وہ بشر نہین

اللہ اللہ کیا سخت منزل تھی بار شہادت کی کہ ہنوز خلقت آدم نہوئی تھی تکلیف جراحتہاے نیزہ وشمشیر وبھوک وپیاس کامزا روحون نے نہ چکھا تھا الا اسقدر خوف وبیم چھایا تھا کہ سر نہ اٹھاتے تھے قربان ہوجان شیعیان علی ابن ابی طالب کی اس مظلوم کربلا پر کہ ہنوز جملہ انبیا واوصیا نظم

حیرت سے سب تکتے تھے اُسدم کہ ناگہان	لبیک کہکے صف سے بڑھا ایک نوجوان
سردار جن وحور وملک شاہ دوجہان	خوش خلق وخوش جمال وخوش اسلوب وخوش بیان
نام اسکا ہے کتب مین لکھا شاہ مشرقین	یاقوت گوشوارۂ عرش برین حسینؑ

پس صفوف انبیا واوصیا سے نکل کر بکمال مسرت وشادمانی خوشی خوشی ۔ نظم

کی بارگاہ حق مین ادب سے یہ التجا	یارب قبول دل سے ہے بندے کو یہ بلا
جوش ولا مین کہتا ہون تیری یہ برملا	کیا یہ بلا ہے اس سے بھی ہوے اگر سوا
تیری ولا مین سب ہے گوارا حسینؑ کو	ہرگز نہ سر نہ کنبہ سے ہے پیارا حسینؑ کو
مین تجھ سے عہد کرتا ہون اے رب ذوالمنن	گرمی مین لیکے بچون کو چھوڑونگا مین وطن
آوارہ کوہ ودشت مین ہونگا مین خستہ تن	ریتی مین ذبح ہوکے رہونگا مین بے کفن
رن مین یہ شان سجدۂ آخر دکھاؤن گا	خنجر پھرے گا سر پہ نہ مین سر اُٹھاؤن گا
داغ جوانی علی اکبر اُٹھاؤن گا	اک دوپہر مین لاشے بہتر اُٹھاؤن گا
رنج اسیری زن ودختر اُٹھاؤنگا	شہ رگ پہ اپنی صدمۂ خنجر اُٹھاؤنگا
پانی سے مرتے دم بھی زبان تر نہ ہووے گی	پر تیرے شکر سے کبھی باہر نہ ہووے گی
آئی ندائے رب کہ اواہ واحسینؑ	احسنت وآفرین ہے تجھے مرحبا حسینؑ
منظور تونے کی جو ہماری رضا حسینؑ	مختار دوجہان کا تجھکو کیا حسینؑ
تجھ سا ہمارا عاشق صادق ہوا نہین	بندے سوا خدا کے ترا خون بہا نہین

اب اس مطلب کو آگے تحریر کرونگا مومنین یاد رکھین یہان اسقدر گزارش ہے کہ اے حضرات یہ مقام رونے اور سر پیٹنے کا ہے کس زبان سے عرض کرون یعنے جس برگزیدۂ حق سے وہ

خالق کونین رب مشرقین یہ فرمائے کہ خونبہا تیرا سوائے ذات میری کے کچھ نہین ہے اُس برگزیدۂ کونین کا سر زیر تخت یزید پلید رکھا جائے اور اُن لبہائے مبارک پر جنسے وعدہ ایسی بلائے سخت اٹھانے کا کیا کہ جسکو دیکھکر تمام انبیا و اوصیا خاموش ہو رہے چوب بید لگائی جاوے اور مزید بران یہ ستم ہو کہ وہ ملعون جناب زین العابدین علیہ السلام سے ایسا کلمہ کہے معاذ اللہ منہا کہ جو روز ازل خدائے مجید نے حسینؑ شہید سے کہا تھا ذاکر کے منہ سے تو نہین نکلتا ہے مگر بغیر عرض کیے مطلب جو مجلس عزا کے برپا کرنے سے ہے پورا نہین ہوتا ہے اب مومنین یاد ہے کہ جب یزید پلید نے خواب مین جناب رسول خداؐ کو ناراض دیکھا بحالت قید اہلبیت اطہار کے اور نادم اپنے فعل پر ہوا تو اہلبیت اطہار کو واسطے رہائی کے زندان سے بلایا اور امام زین العابدین علیہ السلام سے کہتا تھا کہ بیت

مالک ہون مین خزانہ کا حاکم ہون شام کا	لو خونبہا حسین علیہ السلام کا
مال و متاع و گوہر و یاقوت و سیم و زر	حاضر ہے سب حضور کا ایما ہو جسقدر
عابد نے رو کے پاس سے زینب پہ کی نظر	زینب نے بھی جھکا لیا بیچارگی سے سر
سر پیٹ کر کہا سر شاہ شہید سے	کیون بھائی خونبہا مین ترا لون یزید سے
حاکم سے پھر خطاب کیا اے زبون خصال	اب تو جگر مین رانڈون کے ناسور تو نہ ڈال
زہرا کے لعل کی دیت افسوس دُر و لعل	دولت کہان علیؑ کی کہان یہ متاع و مال
نادار ہین پر ایسے بھی نادار ہم نہین	خواہان خونبہائے امام اُمم نہین
کس کس کا اہلبیت کو تو دیگا خونبہا	تو جانتا ہے پنجتن پاک کو جُدا
زہرا کا مرتضے کا پیمبر کا خونبہا	بھائی کے ساتھ ذبح ہوے رن مین مجتبا
اے بید ریغ پوچھ یہ اہل دریغ سے	کاٹے گئے ہین پانچ گلے ایک تیغ سے

اے یزید کیا اسی واسطے یہ بیکس و ناچار بعد بھائی کے زندہ رہی ہے کہ خونبہا لیوے جب مین مدینہ جاؤن گی اہل وطن مجھکو تشنیع دینگے کہ کیسی بہن ہے کہ بھائی کو شہید کرا کے عوض خون کے دُر و لعل

لائی اسی عرصہ مین جناب فاطمہؑ کی صدا آئی کہ خونبہا حسینؑ کا محشر مین لونگی

نظم

یہ سُن کے بس حسینؑ تو سجدے کو خم ہوئے　　تقدیر مین تمام مصائب رقم ہوئے
غل پڑ گیا حسینؑ شفیع امم ہوئے　　امت کے لوگ مورد لطف و کرم ہوئے
قالب مین روح حکم خدا سے روان ہوئی　　جب آب و گل سے صورت آدم عیان ہوئی

نظم

ابلیس بھی اُس دن مع اتباع تھا حاضر　　مولا کے مراتب ہوے مردود پہ ظاہر
حضرت کے فضائل سے ہوا خوب وہ ماہر　　کہتا تھا کہ اپنی تو یہان عقل ہے قاصر
شبیرؑ نے وہ بار اُٹھایا ہے غضب کا　　بندون کو وسیلہ یہ ملا رحمت رب کا
افسوس کہ بگڑا ہوا امت کا بنا کام　　شبیرؑ کے کام آنے سے مین ہوگیا ناکام
لیکن ہے بہت سخت اس آغاز کا انجام　　اُس دن سے اسی فکر مین تھا وہ سحر و شام
کیا ہوتا ہے اور دیکھے کہ کیا کرتے ہین شبیرؑ　　کس طرح سے وعدے کو وفا کرتے ہین شبیرؑ

پس جس وقت کہ خلقت بنی آدم ہوئی ہر ایک پیغمبر اور نبی کے دل کو خیال مراتب اور تشویش مصائب حسینؑ کا تھا چنانچہ بعد پانے جسم خاکی کے ہر ایک نبی کو اشتیاق معائنہ صحرائے کربلا کا ہوا اور جس جس نبی کا گزر اُس دشت ہولناک مین ہوا تھوڑے تھوڑے مصائب سب پر گزرے چنانچہ حال حضرت آدمؑ خراب ہوا اور حضرت نوحؑ کی کشتی کو طوفان آیا حضرت سلیمان کا تخت پریون نے گرا دیا علٰے ہذا القیاس

القصہ وہ دن وعدہ وفائی کا بھی آیا　　واللہ انھین صادق الاقرار ہی پایا
سب مان گئے صبر و تحمل وہ دکھایا　　وہ ظلم اٹھائے کہ فرشتون کو رولایا
یہ حوصلہ یہ دل یہ کلیجہ تھا کسی کا　　حقا کہ یہ حصہ تھا حسینؑ ابن علیؑ کا
عاشور کی جب صبح ہوئی جلوہ کنان آہ　　جبرئیلؑ امین حاضر خدمت ہوئے ناگاہ
تسلیم بجا لا کے کہا اے شہ ذیجاہ　　کیا قصد ہے فرمایا کہ جو مرضی اللہ

آیا ہون یہان وعدہ وفا کرنے کو بھائی
لایا ہون یہ سر نذر خدا کرنے کو بھائی

جو کچھ رضاے حق ہے سب گوارا ہے بھائی بھتیجا بیٹا اسکی مرضی کے آگے کوئی پیارا نہین ہے لیکن ایک اندیشہ لاحق ہے کہ وقت وعدہ وفائی کا قریب پہونچا حال پیغمبران سلف یاد آتا ہے اُسکے عتاب وغضب سے جی بھرآتا ہے۔

ڈرتا ہون کہین عرش سے میرے لئے آئے
پھر سوے وطن پھر کے یہ جانباز نجائے
بندہ نہ امان مثل سماعیل کے پائے
اللہ مری عزت و توقیر بڑھائے
سر میرا کٹے تیغ ستم سے دشت بلا مین
پر فرق سر مو نہ ہو وعدے کی وفا مین

یہ سُنکر حضرت جبرئیلؑ بیہوش ہوگئے اور حضرت کی محبت ایام طفلی یاد آئی یعنے جھولا جھلانا تھکہتا خلد برین لانا عرش اعلیٰ پر حضرت کا لیجانا پوشاک عید خازن جنت سے لانا ان امور کو یاد کرکے بہت روئے اور عرض کی

نظم

اندیشہ ہے خود مجھکو کہ اس جور وجفا مین
کن آنکھوں سے دیکھونگا تمھین کرب وبلا مین

یہ کہکر حضرت جبرئیلؑ رخصت ہوے اور جناب امام حسین علیہ السلام مع عزیز و رفقا آمادہ پیکار ہوکر درجہ بدرجہ ہر ایک نے شہادت پائی یکہ وتنہا وہ مظلوم بمقابل اُس گروہ اشقیا کے رہگیا باوجود تشنگی چوبیس پہر کے ہزارون اعداے بدشعار کو واصل جہنم کیا

نظم

معروف تھے یون جنگ مین سلطان دو عالم
تلوار کو روکا سر پرنور کیا خم
جو وعدہ وفائی کا خیال آگیا اُس دم
آواز یہ دی لشکر کفار کو بہم
لو آؤ کرو قتل حسین ابن علیؑ کو
منظور شہادت ہے جگر بند نبی کو
ہے ہے کلمہ گویون کو کچھ رحم نہ آیا
اک قطرہ ترس کھاکے نہ پانی کا پلایا
مظلوم کو سید کو مسافر کو ستایا
پانی کے عوض پیاسے کا خون بہایا
فوارے لہو کے تن اطہر سے روان تھے
تشنہ دہن اُس خون مین شہ غلطان تھے

اوراسی حالت مین درگاہ رب العزت مین عرض کرتے تھے کہ اے خدا اے ودود حاضر ہے تیرا بندہ شہادت

پر تیار ہے وعدہ وفائی کو حاضر ہوں صرف تیرے فضل کا امیدوار ہوں نہ عباس دلاور ہے نہ ہمشکل پیمبر ہے نہ عون و جعفر ہے نہ اصغر ہے

نظم

اب میں ہوں فقط ایک بقیہ شہدا کا	خواہاں ہوں ترے فضل و کرم لطف و عطا کا
لاریب کہ تو صادق الاقرار ہے مولا	بندے سے کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا
اب اسکے سوا کوئی تمنا نہیں اصلا	شیعوں کو مرے بخش دے اے خالق یکتا
دنیا میں عزاداروں کی تو عمر سوا کر	عقبے میں انہیں کوثر و تسنیم عطا کر
پیدا ہوئی اُس وقت یہ آواز الٰہی	اے مالک و مختار سفیدی و سیاہی
خود صبر ترے صبر پہ دیتا ہے گواہی	کی تونے مری راہ میں سب گھر کی تباہی
واقف ہیں کہ سو جان سے تو ہم پہ فدا ہے	خوشنودی حق کے لئے پابند بلا ہے
مسرور ہو اے عاشق جانباز ہمارے	کونین میں تم ایک ہو اللہ کے پیارے
ناجی ترے زوار و عزادار ہیں سارے	لو بخش دیا آج ہی شیعوں کو تمھارے
بندے مرے تو مالک سرکار خدا ہے	جو تیری رضا ہے وہی خالق کی رضا ہے
حضرت نے کہا اب مجھے مرنے کا نہیں غم	اب اپنی شہادت پہ ہے بندہ خوش و خرم
جو چاہیں کریں ظلم و ستم کافر اظلم	حاضر ہوں تری راہ میں اے خالق اکرم
ہیں اہل و عیال اور یہ گھر بار تصدق	اس بندہ نوازی پہ میں سو بار تصدق
اُس وقت تھی سب خلق خدا شش در و مضطر	جن غش تھے زمین پر تو ملک چرخ بریں پر
لکھا ہے کہ ابلیس نے دیکھا جو یہ محشر	سمجھا یہ ہم آج قیامت کی ہوئی سر
اندیشہ تھا جسکا وہی سامان نظر آیا	آلودہ بخون شاہ شہیدان نظر آیا
سوچا کیا تدبیر مگر کچھ نہ بن آئی	چلایا کہ دوزخ سے ہوئی سب کو رہائی
جنت کی سند آج گنہگاروں نے پائی	شبیر ہوئے مالک و مختار خدائی
حالت جو یہ ابتر ہوئی مردود خدا کی	مابین زمین و فلک آکر یہ ندا کی

یارب یہ بلا جو پئے شاہ شہدا ہے	ہو مغفرتِ کل یہ نہین اُسکا صلا ہے
پر اسکی جزا سلطنت روز جزا ہے	ہان کوئی بلا اس سے فزون ہو تو بجا ہے
ہو فوق جسے قوت و زور بشری پر	نازل وہ بلا ہوئے حسینؑ ابن علیؑ پر

ہنوز شیطان لعین اپنی عرض تمام نکر چکا تھا کہ ناگاہ ایک گرم ہوا اس شدومد کی چلی کہ کسی کو تاب و برداشت اس گرمی کی نہ ہوئی درخت جل گئے زمین سے شعلے اٹھنے لگے دریا کا پانی مثل حمام کے گرم ہو گیا لشکر یزید باوجود پینے آب سرد کے پریشان ہوا قلب سینون مین تڑپنے لگے اللہ رے صبر و تحمل جناب امام حسین کا کہ آپ نے عشق راہ خدا مین اس باد سموم کو نسیم سحری تصور فرما کر بند قبا کھول دیے پس **نظم**

شق ہو گیا ہر زخم جو حدت کی تعب سے	پر شہ نے کہا کچھ بھی نہ سوکھے ہوئے لب سے
مایوس ہوا دیکھ کے اس صبر کو شیطان	یان قبلہ کی جانب کو مڑے شاہ شہیدان
مشغول ہوئے شکر خدا مین بدل و جان	اتنے مین بڑھا شمر لعین دشمن یزدان
مردود ہوا مرتکب اس بے ادبی کا	دل ہلگیا سینہ مین جگر بند نبی کا
کافی یہ اشارہ ہے مجنون کے لئے آہ	سینہ جو دبا اور بھی تڑپے شہ ذیجاہ
فرمایا لب خشک سے اے ظالم گمراہ	اک بوند پلادے مجھے پانی کی تو للہ
اب کوچ ہے دنیا سے حسین ابن علیؑ کا	پھر تو نہ سُنے گا یہ بیان تشنہ لبی کا
یہ سُنتے ہی ظالم نے ہلایا سر انکار	ریتی پہ لگے پانؤن رگڑنے شہ ابرار
لکھا ہے یہ زیر قدم خاصۂ غفار	اک چشمہ ہوا پانی کا فی الفور نمودار
ہو کر متعجب یہ کہا شمر لعین نے	کیون پانی طلب مجھسے کیا قبلۂ دین نے
پانی کی تو قدمون کے تلے نہر ہے جاری	اک گھونٹ کی خاطر مین عبث منت و زاری
شہ بولے یہ اعجاز نمائی ہے ہماری	سب کچھ ہمین قدرت ہے سن اے دشمن باری
کونین کے مختار ہین پروا ہمین کیا ہے	اتمام ہوئی حجت حق شکر خدا ہے

اعجاز کا قائل ہوا شمر ستم ایجاد	پر قتل سے سید کے نہ باز آیا وہ جلاد
اللہ و نبی سے نہ ڈرا بانی بیداد	فریاد ہے فریاد ہے فریاد ہے فریاد
کس ملت و مذہب مین یہ بیداد روا ہے	پہنے ہوئے موزے کوئی سینہ پہ چڑھا ہے

آہ حضرات اب کس زبان سے عرض کرون وہ ملعون سینۂ اقدس پر چڑھا ایک حشر برپا ہو گیا نظم

یہ واقعہ لکھتے ہیں یہان راقم اخبار	جب زانوے قاتل کے تلے تھے شہ ابرار
منہ پیٹ رہے تھے حرم احمد مختار	آثار قیامت ہوئے ناگاہ نمودار
دیکھا کہ سوئے ابن علی آتی ہے زہرا	کالی کفنی پہنے چلی آتی ہے زہرا

پس جس وقت کہ شمر ولد الزنا نے خیال کیا کہ فاطمہ بنت رسولؐ آتی ہے ششدر و حیران ہو کر وہ بے ایمان اس طرف دیکھنے لگا کیون حضرات واقف ہوئے یہ کون بی بی تھی پس اسی عرصہ مین نظم۔

دوڑی ہوئی مقتل کے وہ نزدیک جو آئی	ثابت ہوا اس دم کہ یہ زہرا کی ہے جائی
چلائی کہ اے دشت کدھر ہے مرا بھائی	اے خاک کدھر ہے مری اماں کی کمائی
اے چرخ محمدؐ کے نواسے کو بتا دے	اے نہر کئی روز کے پیاسے کو بتا دے
سر پیٹ کے کہتی تھی کبھی ہائے برادر	کیا تجھ پہ بنی اے مرے ماں جائے برادر
مظلوم برادر مرے دکھ پائے برادر	کیونکر ترے لاشے پہ بہن آئے برادر
تلوارون مین رستہ بھی نہین پاتی ہے زینبؑ	محروم زیارت سے رہی جاتی ہے زینبؑ
لو مومنو سر پیٹو گریبان کرو چاک	جنگل مین نبیؐ قبر سے چہرہ پہ ملے خاک
ہلتی ہے زمین اور لہو روتے ہین افلاک	ظالم نے کیا خاتمۂ پنجتن پاک
کونین مین اس واقعہ سے حشر بپا ہے	جبریلؑ کا شہزادہ زمانہ سے اٹھا ہے

اب مومنین سے امید دار اس دعا کا ہون

دیدے خدا وزیر کو دوزخ سے تو نجات	عزت جہان مین ہوے تو راحت پس از وفات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

درذکر پیدائش جناب امام حسین علیہ السلام وآنا لعیاء حور جنان کا

ذکر پیدائش مقبول خدا ہے ہوتا ۔ جسکا نانا ہے نبی باپ علی ماں زہرا

مورخان شیرین مقال وذاکران جلسہ تہنیت وملال نے حال پیدائش سبط رسول الثقلین یعنی حضرت ابو عبداللہ الحسینؑ اسطرح پر تحریر فرمایا ہے کہ جب بحکم قدرت کاملۂ باغبان حقیقی نسیم عنایت بغایت چمنستان رسالت مین چلی تو ایک نہال خشک اس دنیا کا بوزیدگی اس نسیم کے گل شگفتہ ہو کر سرسبز و شاداب ہو گیا چنانچہ روایت ہے **نظم**

تیسری تھی مہ شعبان کی شب جمعہ تھی ۔ مبتلا درد مین زہ کے جو ہوئی بنت نبی
پہونچا لعیاء کو یہ حکم جناب احدی ۔ خلق ہم کرتے ہین دنیا مین ولی ابن ولی
خدمت فاطمہ زہرا مین ابھی جا لعیاء ۔ کام جو قابلہ کا ہے وہ بجا لا لعیاء

آگاہ ہون مومنین لعیاء نام ہے ایک حور کا حوران فردوس اعلیٰ سے کہ جملہ حورون سے مرتبہ اسکا بلند ہے اور حسن اسکا سب سے دہ چند ہے عنایت خدا اسپر زیادہ ہے سب حورونکی سردار ہے **نظم**

دیئے یاقوت کے خالق نے اسے قصر کثیر ۔ گئے اقصار زمرد بھی عطا با تنویر
قصر مرجان کی بھی مالک ہے وہی باتوقیر ۔ دُر یکدانہ کا ہے قصر غرض جو تعمیر
اسمین وہ حور بعد جاہ وحشم رہتی ہے ۔ اسمین وہ قابلۂ شاہ امم رہتی ہے

پس جس وقت حکم رب جلیل لعیاء کو پہونچا اسی کے ساتھ یہ بھی ارشاد ہوا **نظم**

آج پیدا مرا مقبول جہان مین ہوگا ۔ مرتے مرتے جو کریگا مری طاعت کو ادا
ہوئیگا وہ نہ سوا میرے کسی کا شیدا ۔ امت جد کے لیے اپنا کٹاوے گا گلا
ہم اسے حشر مین مختاری محشر دینگے ۔ ہم اسے روز جزا کار شفاعت دینگے
چشمۂ کوثر وتسنیم سے پانی لیکر ۔ جلد جا حجرۂ زہرا پہ لواے نیک سیر

خلق جسوقت کہ ہو ساقی کوثر کا پسر	صرف ہو غسل مین مولود کے آب کوثر
نہ اُسے دار مصیبت کی پنھانا پوشاک	پہلے شبیر کو جنت کی پنھانا پوشاک

پس بہ فرمان رب کریم لعیاذ اپنی تیاری مین مشغول ہوئی اور جملہ حوران جنان سے فخریہ کہتی تھی کہ آج میرا رتبہ حوران عرش برین اور فرشتگان مقربین سے بلند ہو گیا کیونکہ مین دایہ فرزند فاطمہ زہرا جگر گوشۂ رسولؐ خدا آرام جان مشکلکشا برادر جناب حسنؑ مجتبیٰ کی تجویز ہوئی ہون اور بتعمیل حکم خدا بکمال فرحت وبشاشت آفتابہ مین آب کوثر وتسنیم و طشت یاقوت لیکر مع ستر ہزار حورون کے روانہ ہوئی جس وقت دولتسرائے جناب فاطمہ زہرا پر آئی اجازت باریابی کی چاہی الغرض بعد حصول اجازت لعیاذ داخل سرائے جناب فاطمہ زہرا باآئین کنیزان ہوئی اور تمام حورون کو صف بستہ استادہ کرکے آداب تہنیت بجالائی اب اپنے دل مین مومنین غور کرین تو بدنسبت ذاکر آل کار مجلس کو یہ فقرے کافی ہین

نظم

مومنو تم نے سُنا مرتبۂ بنت نبیؐ	غور کی ہے یہ جگہ روؤ محبان علیؑ
ماں کے آگے تو کھڑی ہووین صفین حورونکی	ظلم اُمت سے یہ اولاد کی نوبت پہونچی
بیٹیاں بہووین کھلے سر پھرین بازارونمین	ریسمان بستہ مقید گئین دربارون مین
جائزہ انکا لگا لینے یزید بدین	نام بتلانے لگا بیبیون کے شمر لعین
بنت زہرا ہین یہی زینب وکلثوم حزین	یہ سکینہ یہ رقیہ ہے یہ بانو غمگین
زوجۂ مسلم مظلوم یہ دل خستہ ہے	اور عباس کی وہ بیوہ رسن بستہ ہے
پاس زینب کے جو روتی ہے یہ مادر دو محسن	بیٹی شبیر کی ہے اور علی اکبر کی بہن
قتل قاسم جو ہوا دشت مین فرزند حسن	ہیگی اُس کشتۂ شمشیر ستم کی وہ دولھن
عقد اسکا بھی شب قتل ہوا تھا رن مین	کی تھی شادی اسی بیٹی کی بلا کے بن مین

پس اسوقت کا حال اگر لکھتا ہون تو غرض کمترین باقی رہجاوے گی القصہ جواب سلام سے دل لعیاذ کا شاد فرمایا اور من بعد بمشاہدہ شکل وشمائل لعیاذ خوش اندام باستعجاب تمام زبان معجز بیان سے

ارشاد کیا کہ اے خواہر مین نے تجھکو آج تک نہین دیکھا جلد بیان کر تو کس قوم و قبیلہ سے ہے اور کیا نام رکھتی ہے اور سبب تیرے آنے کا اسوقت میرے گھر مین کیا ہے یہ سنکر لعیاء نے دست بستہ ہو کر عرض کی کہ اے بنت رسول خدا بتول عذرا مین ایک حور ہون حوران جنان سے اور نام میرا لعیاء ہے اور مسکن میرا فردوس اعلےٰ اور سبب استحضار کنیز ناچیز کا مع حوران باتمیز دولتسرائے عالی مین یہ ہے کہ برگزیدۂ خدا جو اسوقت آپ کے بطن اقدس سے رونق افزائے گلشن دنیا ہوا چاہتا ہی سو واسطے بنا بر خدمتگزاری اس مولود باجود کے بفرمان خالق ارض و سما واسطے خدمتگزاری قابلہ گری سرافراز و ممتاز ہو کر فیضیاب خدمت عالی ہے حضرات بمجرد استماع سخنان لعیاء وہ شفیعۂ روز جزا بسبب بیسروسامانی شرم و حیا سے اسقدر ملول و محزون ہوئی کہ وفور حزن و ملال سے قریب تھا کہ اشک گوہر رشک چشمہائے حق بین سے جاری ہون بلکہ مرقوم ہے کہ اُس روز اُس معصومۂ دو جہان پر فاقہ تھا اور بنا بر فرش بجز ایک حصیر کہنہ کے کچھ بھی نہ تھا پس آپ نے لعیاء سے ارشاد فرمایا کہ اے لعیاء مین بجز اس حصیر کہنہ کے کچھ نہین رکھتی

نظم

سنکے لعیاء نے یہ ارشاد جناب زہرا	باندھ کر ہاتھ یہ کی عرض کہ اے نور خدا
آپ کے فرش پہ بیٹھون نہین مقدور مرا	مجھسے ہرگز یہ نہوگا یہ نہ ہوگا حاشا
ترک آداب ہی گر پاؤن رکھون مین اسیر	ہان باجازت ہو تو آنکھون کو ملون مین ابیر
یہ جگہ پیٹنے اور رونے کی ہے اہل عزا	پاس آداب یہ لعیاء نے کیا زہرا کا
بوریے پر بھی نہ پاؤن کو ادب سے رکھا	مگر اُمت نے نہ کی قدر نبی و زہرا
ذبح بیجرم و خطا فاطمہؑ کا لال کیا	مسند احمد مختار کو پامال کیا

ہنوز جناب فاطمہ زہرا یہ ارشاد فرما رہی تھین کہ فوراً حکم رب جلیل حضرت جبرئیل کو ہوا کہ اے جبرئیل نور دیدۂ رسول ہماری کنیز خاص بتول لعیاء سے معذرت عدم موجودگی فرش کر رہی ہیں اور بوجہ حسرت محزون و ملول ہے اسوقت ہمکو معذرت فاطمہ بمقابلۂ لعیاء ناگوار ہے پس بتعجیل تمام فرش سندس و استبرق بہشت عنبر سرشت سے مع حوروں کے لیجا کر خانۂ فاطمۂ زہرا مین

بچھوادے تاکہ شان وبزرگی میری فاطمہؑ کی لعیاد پر ظاہر ہوئے پس حضرت جبرئیلؑ نے **نظم**

حکم یون خالق کونین نے حورا کو دیا — فرش استبرق وسندس کا شتابی لیجا
مجھکو اللہ نے یہ حکم دیا ہے حورا — مترود ہے پئے فرش جناب زہراؑ
اسکو جلدی سے بچھا گھر مین تو اب زہراؑ کے — ہے وہ محزون بٹھانے کے لئے لعیا گئے

کیون حضرات خداوند کریم کو ملال خاطر فاطمہ زہرا اسقدر ناگوار تھا آہ واویلا امت جفا کار اسی فاطمہ کی بیٹیون اور بہوون کو کیسی خواری اور ذلت سے گرفتار کر کے شام کو لیگئی اور ایسے ویر لسنے مقام مین محبوس کیا **نظم**

خراب حال تھا اس درجہ وہ خرابۂ شام — نہ سقف اسپہ تھی جون سقف چرخ نیلی فام
سوائے خاک نہ تھا نام کو بھی فرش کا نام — زمین بھی اسکی تھی پست و بلند ہر یک گام
وہ ایک عرصہ سے مسکن تھا ماروکژدم کا — گذر نہ ہوتا تھا اس سرزمین پہ آدم کا

اگر تمام حال اس خرابی کا عرض کرتا ہون تو حال پیدائش جو عرض کرنے کو باقی ہے رہجاوے گا پس جبرئیلؑ بحکم رب جلیل مع حورا فرش لائے جس وقت حورا دولتسرائے حضرت فاطمہ مین مع فرش گئی بعد بجا آوری سلام مستفسر مقام فرش کی ہوئی پس جناب فاطمہ نے نام اور سبب فرش لانیکا پوچھا تو حورا نے اسم اپنا اور سبب لانے فرش کا بحکم خدائے جلیل ہمراہی جبرئیل مفصل عرض کیا اسیوقت اس حال کے حضرت فاطمہؑ نے سجدۂ شکر درگاہ معبود مین ادا کرنے کو سر جھکایا ہنوز سر مبارک سجدے سے نہ اُٹھا تھا کہ حورا نے فرش بچھا کر مکان جناب فاطمہ رشک وہ گلزار جنان کر دیا جسوقت کہ اس مخدومۂ دارین نے سجدے سے سر اُٹھایا ملاحظہ فرمایا کہ تمام گھر فرش سندس و استبرق سے آراستہ ہے اُس وقت آپ نے لعیاد کو اجازت بیٹھنے کی دی اور لعیاد بعد بجا آوری سلام مع گروہ حوران ہمراہی کے باآداب تمام بیٹھ گئی الغرض جس وقت کہ ساعت سیلاد جناب امام حسینؑ قریب پہونچی اور صدمہ دروزہ سے چہرۂ مبارک جناب فاطمہ کا متغیر ہونے لگا تب حوریان بہشتی نے اُٹھکر پردہ ہائے بہشتی کو ہر چہار طرف اس مخدومہ کے آویزان کر دیا اور سبب کی سب گرد پیش

واسطے خدمتگزاری کے موجود ہوئین نظم

الغرض پیدا ہوئے جسدم شہِ گلگون قبا
باادب آغوش مین لعیا نے مولا کو لیا
ہو گئی پُرنور دنیا اور منور ہر سما
پیار سے پیشانی پُرنور پر بوسہ دیا

بولی صدقے تیرے اے روح روان فاطمہؑ
تجھسے حق روشن کرے نام و نشان فاطمہؑ

اے مرے آقا مرے مولا امیر مومنان
اے مرے ہادی مرے رہبر امام انس و جان
اے مرے سید مرے سرور شہ ہر دو جہان
اے قسیم نار و جنت اے شفیع مذنبان

زینت عرش علیٰ جان پیمبر والسّلام
خامس آل عبا دلبند حیدر والسّلام

کہکے یہ پھر بہر غسل سرور عالیجناب
سلسبیل و کوثر و تسنیم کا جسمین تھا آب
لی اُٹھا لعیا نے وہ ابریق نورانی شتاب
لا رکھا پھر طشت فردوس برین باآب و تاب

خوش ہو لعیا غسل جسم پاک کو دینے لگی
آب غسل ہر حور جنت ہاتھ مین لینے لگی

جسم شہ سے جتنا پانی طشت کے اندر گرا
چشم و پیشانی و عارض پر تفاخر سے ملا
لکھتے ہین حورون نے وہ پانی تبرک کر لیا
نام تک اس طشت مین پانی نہ اک قطرہ ملا

ملکے رخساروں پہ ہر اک حور شادان ہو گئی
آبرو اس آب سے انکی فراوان ہو گئی

پس اُس وقت حکم رب جلیل حضرت جبرئیلؑ کو اس طور پر ہوا کہ اے جبرئیلؑ آج تیرے استاد علیؑ بن ابیطالب کے گھر مین فرزند سعادتمند پیدا ہوا ہے پس تجھکو لازم ہے کہ گروہ فرشتگان کو اپنے ساتھ لے اور تاج جواہر اپنے سر پر رکھکر بخدمت رسول حاضر ہو اور میر اسلام کہکر اسطرح پر نظم

کہیو پیغمبر مقبول سے تو بعد سلام
ہوگا امت پہ تصدق نہین کچھ اسمین کلام
یہ نواسہ ہو مبارک تمھین اے خیر انام
خونبہا اسکا خلائق کی شفاعت ہے مدام

یہ پسر شاہ شہیدان کا لقب پائیگا
یہی لڑکا تری اُمت کو بھی بخشائیگا

جو کہ لیویگا بعزت ترے فرزند کا نام
ہم اسے دیوینگے کونین مین توقیر مدام
تبرکو اسکی کریگا جو کوئی جھک کے سلام
ہم سلام اُسپہ کرینگے بعطا و اکرام

اسی سید کے الم میں جو کوئی روے گا	اسکا اللہ پہ احسان بڑا ہووے گا

اور اس طرح کہنا کہ اے نبیؐ ہمنے اس فرزند کو اپنے نور سے پیدا کیا ہے یعنی تمھارا جسم مطہر میرے نور سے بنا ہے اور تمھارے جسم سے حسینؑ پس اسکی خاطرداری اور دلداری کرنا سب کو لازم ہے **بیت**

جس کو شبیر مرا خوب کہے خوب ہے وہ	جو محب اسکا ہے اللہ کا محبوب ہے وہ

بموجب اس حکم قضا شیم کے جبرئیلؑ امین واسطے حاضری خدمت بابرکت ختم المرسلین کے بعد شوکت وجلالت برائے ادائے مراسم تہنیت آسمان سے طرف تختۂ زمین کے روانہ ہوئے اثناء راہ مین فطرس فرشتہ کہ مقربان درگاہ الٰہی سے تھا بوجہ ترک ادبی برق عتاب سے بال و پر سوختہ راستہ مین پڑا ملا بمجرد دیکھنے جبرئیلؑ کے فطرس نے نہایت سراسیمہ ہوکر **نظم**

کہا اسوقت فرشتہ نے یہ جبرئیل سے آ	یعنی اے زمزمہ سنج چمن واحی خدا
کیا زمانے مین ہوئی عید نئی ہے برپا	نقش نو یا کوئی نقاش ازل نے کھینچا
وضع دیگر ہین زمین و فلک پیر ہے آج	کیا نیا باغ لگانے کی یہ تدبیر ہے آج
اس فرشتہ سے کہا روح امین نے ہنسکر	ایسا مدہوش پڑا ہے کہ نہین تجھکو خبر
آج اللہ نے بخشا وہ محمدؐ کو پسر	حشر مین تاج شفاعت وہ رکھیگا سر پر
مرتبہ پایا بڑا اس شہ ذیجاہ نے ہے	تہنیت کے لیے بھیجا مجھے اللہ نے ہے

یہ سنکر بامید شفاعت بعد حصول استصواب جبرئیلؑ فطرس بھی ہمراہ ہوا الغرض حضرت جبرئیلؑ بصد تعجیل خدمت بابرکت رسول مقبولؐ مین حاضر ہوئے اور مراسم تہنیت وسلام از جانب خدائے ذوالاکرام ادا کر کے اپنی طرف سے مبارکباد دی اس وقت آپ حضرت امام حسینؑ کو آغوش مین لئے ہوئے منھ سے منھ سینہ سے سینہ ملکر دمبدم لحمک لحمی فرماتے تھے یہ حال دیکھکر حضرت جبرئیل رونے لگے اور عرض کی یارسول اللہ اس وقت گلے کا چومنا آپ کا مجھکو معرکۂ کربلا یاد دلاتا ہے پس جناب رسول خدا نے فرمایا کہ اے اخی سچ کہتے ہو اس گلے کا کٹنا خود حسینؑ روز ازل کو منظور کرچکا ہے **بیت**

ہے گلا اسکا بنا تیغ تلے دھرنے کو	پالتا ہون اُسے اُمت پہ فدا کرنے کو

بعد ازان حضرت جبرئیلؑ نے سفارش فطرس عرض کرکے تمام حال بال و پر سوختہ ہونے کا بوجہ عتاب الٰہی عرض کیا اور گذارش کی کہ یہ گنہگار آپ کے آستانہ پر بامید شفاعت آیا ہے کہ شاید بتصدق انبساط مولد حسینؑ اسکی تقصیر معاف ہونے کے واسطے آپ دعا فرمادین یہ سُنکر **نظم**

اُس فرشتہ سے محبوب الٰہی نے کہا	کرلے مس بازوے شبیر سے بازو اپنا
وہ فرشتہ سخن شہ سے بہت شاد ہوا	بازوے پاک سے بازوے شکستہ کو ملا
سب سے کہتا تھا کہ کیا خوب دوا پائی ہے	دیکھو شبیر کی یہ پہلی مسیحائی ہے
روبقبلہ ہوئے اُس وقت رسولؐ دوسرا	اور شبیرؑ کو ہاتھون پہ محمدؐ نے لیا
ایک جانب کو بتولؑ ایک طرف شیر خدا	فوج قدسی لیے جبریلؑ امین پشت پہ تھا
یان تو محبوب الٰہی نے کہا بسم اللہ	آئی وان باب اجابت سے صدا بسم اللہ

اور جناب رسول خداؐ واسطے شفاعت کے دعا فرماتے تھے اور جناب فاطمہؑ و علی مرتضیٰؑ و حسنؑ مجتبیٰ آمین کہتے تھے کہ ناگاہ بہ قدرت الٰہی زبان مبارک جناب امام حسین علیہ السلام سے آمین کا لفظ جاری ہوا یہ معجزہ اول جناب امام مظلوم کا تھا کہ روز ولادت کلمۂ آمین مُنھ سے نکلا ۔

معجزہ ہے تو یہان شاہ نے آمین کہا	اور وہان عرش پہ اللہ نے آمین کہا
قلزم مغفرت رحمت رب اکبر	جوش مین آگئی شبیر کی آمین سُنکر
اس فرشتہ کو عنایت کئے اللہ نے پر	فخر کرتا تھا فرشتون مین یہ وہ نیک سیر
کس کو رتبہ یہ دیا مالک تقدیر نے ہے	مجھکو آزاد کیا حضرت شبیرؑ نے ہے

بس اگر تمام حال پیدایش کا عرض کرتا ہون تو مطلب جو اس مجلس کی بنا سے ہے رہجاوے گا بس اسی قدر کافی ہے **نظم**

سو منو تمنے سُنا پیدایش مولا کا حال	روز پیدایش تو تھا اس شہ کا یہ جاہ و جلال
قابلہ لیکا بنی آکر بہ حکم ذو الجلال	آب کوثر آیا بہر غسل شاہ خوشخصال

ہے غضب اُس شاہ کی اعدا نے یہ توقیر کی ... غسل کو محتاج تھی لاش اُس شہِ دلگیر کی

آہ آہ اُسی حسینؑ کی پیاس کا ذکر ہے کہ ہفتم محرم سے وہی شاہزادہ کونین فرزند رسول الثقلین امام دارین بالب تشنہ وگرسنہ میدان کربلا مین فریاد کرتا تھا اور کوئی اُس مظلوم کی گریہ وزاری نہ سُنتا تھا بلکہ **نظم**

روزِ عاشورہ اُسی شہ پر سپاہ اشقیا ... صبح سے تا دوپہر کرتی رہی جور و جفا
یاروہنگام زوال شمس جس دم آگیا ... قتل پر سبط نبی کے لشکر ناری جھکا
ہر طرف سے نرغہ احمدؐ کے نواسے پر کیا ... چار سو سے حملہ پھر اس بھوکے پیاسے پر کیا

پس اب آگے کیا عرض کرون دل کانپتا ہے قلم ہاتھ سے گرا جاتا ہے زبان کو لکنت ہے کلیجہ منھ کو آتا ہے کہ جس وقت ان ظالمان بیحیا نے اُس مظلوم کو چارون طرف سے گھیر لیا اور وار نیزہ و شمشیر کا کرنے لگے تو فوارے خون کے جسم مطہر سے جاری ہوے مگر آپ نے مطلق خیال نہ کیا آہ! جس وقت ایک تیر پیشانی مبارک پر لگا اور خون آنکھون پہ آکے بہا اس وقت۔ **نظم**

دامن سے لہو پونچھ رہے تھے شہِ دلگیر ... جو سینۂ اقدس پہ سم آلود لگا تیر
گھوڑے پہ نہ سنبھلا گیا پیدل ہوئے شبیرؑ ... اک دوش پہ اک سر پہ لگی ظلم کی شمشیر
پتھرائے لہو دیکھ کے یوں خاک پہ حضرت ... پہلو پہ سنان کھاکے گرے خاک پہ حضرت
تھی سخت جفا فاطمہؑ کے لال کے تن پر ... حربون سے سوا پڑتے تھے ہر سمت سے پتھر
اک صدر پہ ہین گھاؤ سنانون کے بہتر ... کھائے تھے تیر سیکڑون اور سیکڑون خنجر
سجدے تھے جو زخم دم شمشیر لگے تھے ... بتیس تو سینے پہ فقط تیر لگے تھے
زخمی ہوئے یان تک کہ ہوا حال دگرگون ... سب ڈوب گیا جسم مطہر پہ بہا خون
بدلی جو تڑپ کر وہ جگہ با دل محزون ... وان کی بھی زمین ہوگئی سب خون سے گلگون
ہے کون جو اس غم کو فراموش کرے گا ... اب حشر کے دن پھر وہ لہو جوش کرے گا
ہان مستعد گریہ و ماتم ہون عزادار ... قتل شہ مظلوم کے اب بند ہین دو چار
لکھا ہے کہ تھے سجدۂ حق مین شہ ابرار ... مارا کسی ظالم نے تبر فرق پہ کیبار

تربت میں ید اللہ نے کی آہ تڑپ کر	سیدھے ہوے یاں سید ذیجاہ تڑپ کر
غش تھے کہ گیا قتل کو خولی ستمگر	پھر آئے مگر ہاتھ جدا کر نہ سکا سر
پھر آیا سنان ابن انس بھی یونہین جاکر	اُس وقت بڑھا شمر لعین کھینچ کے خنجر
کی دست درازی غضب اُس دشمن دین نے	حضرت کے گریبان پہ رکھا ہاتھ لعین نے
فرمانے لگے کھول کے آنکھین شہ ذیجاہ	واقف ہے کہ مین کون ہون اے ظالم گمراہ
بولا وہ جفا کار کہ آگاہ ہون آگاہ	جد آپ کے احمدؐ ہین پدر ہین اسد اللہ
لیکن نہ پیمبر سے نہ حیدر سے ڈرونگا	سر لے وینگے یون آپکو مین ذبح کرونگا
قاتل سے کہا شہ نے زبان خشک دکھا کے	پیاسا ہون مین کر ذبح مجھے پانی پلا کے
اُسنے کہا اب پیجیو کوثر ہی پہ جاکے،	پھر کچھ نہ کہا شہ نے بجز شکر خدا کے
زہراؑ کی صدا آئی کہ اس پیاس کے صدقے	بیکس مرے بچے مین تری پیاس کے صدقے
وان پیٹتے تھے در پہ حرم باسر عُریان	اور نکلی ہوئی تکتی تھی فضہؔ سر میدان
روکر یہ پکاری وہ کہ اے زینب نالان	اب تیغ سے کٹتا ہے سر سرور ذیشان
گھبرا کے وہ دو روز کی پیاسی نکل آئی	پردے سے محمدؐ کی نواسی نکل آئی

اور جناب امام حسین علیہ السلام کو آواز دی کہ اے بھائی جان اگر حکم ہو تو یہ جان نثار بہن حاضر ہوکر سایہ چادر تن اطہر پہ کرے پس اُس وقت جناب امام حسینؑ نے فرمایا کہ اے بہن اسوقت مین ہمکو شرمندہ نکرو کہ یہ کفار بدشعار تمھاری آواز سُنتے ہین تو میری روح کو صدمہ ہوتا ہے جبتک میرے دم مین دم ہے تب تک تم باہر نہ نکلو پس حضرت زینب نے فرمایا کہ اے فضہؔ یہ آواز تو میرے بھائی کی ہے مگر صورت و شمائل تو نہین ملتی ہے پس فضہؔ نے عرض کی کہ اے شاہزادی **بیت**

شکل پہچانی نہیں جاتی شہ دلگیر کی	تا محاسن خون مین تر ہے شکل سب شبیرؑ کی

پس اب ذاکر خاتمہ کرتا ہے کیونکہ شہادت کا بیان آگے منظور ہے پس اس وقت جناب امام حسینؑ درگاہ مالک کونین مین یہی فرماتے تھے کہ **بیت**

ہے تجھسے التجا یہی اس دل ملول کی ؛ امت کو بخش دے مرے نانا رسولؐ کی

عزت بڑھے وزیر کی مطلب حصول ہو
سرکار شاہ مین مراد یہ قبول ہو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دربیان مراتب و منزلت حسینؑ بایام طفلی پیش خدا و رسول ہدا

تنبیر ساد زبیر کوئی دوسرا نہین ؛ جیسے بجز خدا کے کوئی اور خدا نہین

آگاہ ہون مومنین کہ فضائل اور مراتب جناب امام حسین علیہ السلام اسقدر لاتعد و لاتحصیٰ ہیں کہ جسکا احاطہ انسان تو ایک طرف بنی جان اور فرشتگان آسمان سے بھی ممکن نہین ہے پس یہ کمترین کب اسکی مدح لکھ سکتا ہے اور اُسکے مدارج کا بیان گوش گزار مومنین کے کر سکتا ہے **مولف**

یا شاہ کربلا تری مدحت محال ہے
دعویٰ جو اُسکا تجھے نقص کمال ہے
مین کیا زبان طوطی سدرہ کی لال ہے
تو فاطمہؑ کا ماہ ہے حیدرؑ کا لال ہے
قرآن مین وصف جب ترا رب ہدا کرے
بندے کی کیا مجال جو مدح و ثنا کرے

پس کمترین چاہتا ہے کہ تھوڑا سا حال قدر و منزلت حضرت امام حسینؑ برگزیدہ کونین کا گوش گذار مومنین کرون روایت ہے کہ جس وقت پیدا ہوئے آپ صفیہ دختر عبدالمطلب فرماتی ہین کہ گودی مین لیا مین نے آپ کو اور اسی وقت تشریف لائے رسول مقبولؐ اور فرمایا مجھسے کہ اے صفیہ میری گودی مین دیدے میرے نور چشم کو عرض کی مین نے یارسول اللہ ابھی پاک نہین کئے گئے اور نہ غسل دیا گیا اس وقت فرمایا آپ نے افسوس ہے اے عمہ تم واقف نہین ہو کہ یہ فرزند میرا درگاہ خدا سے پاک و طیب پیدا ہوا ہے تم اسکو کیا پاک کرو گی اور لیلیا میری گودی سے حسینؑ کو اور بوسہ دیا رسول برحق نے پیشانی نورانی پر اُس مولود کی اور زبان دی اپنی اسکی زبان مین اور جبکہ آپ جھولے مین جھولنے کے لائق ہوئے تو اکثر جبرئیل امین عرش سے آتے تھے اور ملاحظہ

فرماتے تھے کہ فاطمہ بنت رسول بوجہ مشقت کاروبار خانہ داری تھک کر سوگئی ہین اور امام حسینؑ روتے ہین اسوقت جبرئیلؑ جھولا جھولاتے تھے آپ کا اور لوریان دیتے تھے جب آپ بیدار ہوتی تھین تو آواز لوری دینے کی سماعت فرماتی تھین مگر کوئی نظر نہ آتا تھا اتفاقاً ایک روز آپ حجرہ طاعت مین عبادت اپنے پروردگار کی فرماتی تھین کہ اس روز بھی آپ نے لوری سُنی **مخمس**

ہست منقول کہ یک روز بتولؑ	بود در حجرۂ طاعت مشغول	
مے شنید این کلمات معقول	اِنَّ فِی الْجَنَّةِ نَهْرًا مِنْ رَحِيقٍ وَّلَبَنٍ	
	لِعَلِيٍّ وَّلِزَهْرَاءَ وَحُسَيْنٍ وَّحَسَنٍ	

پس فاطمہ زہرا نے عرض کی اِس قصہ کو جناب رسول خدا سے کہ اے بابا اکثر جب مین سوجاتی ہون یا عبادت پروردگار مین مشغول رہتی ہون اور حسینؑ میرا روتا ہے اُس وقت مین آواز لوری کی سنتی ہون مگر کوئی نظر نہین آتا فرمایا آپ نے اے جان پدر نور نظر میرے پروردگار عالم کو گریہ حسینؑ منظور نہین ہے اسواسطے بحکم رب جلیل جبرئیلؑ آتے ہین اور لوری دیتے ہین اور اکثر روایت مین یہ بھی تحریر ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کو واسطے بہلانے کے جھولے سے عرش پر لیجاتے تھے چنانچہ مؤلف نے ایک مناجات مین عرض کیا ہے **نظم**

کیون پیار حق کا تم پہ نہووے زیادہ تر	اللہ کے رسول کے ہو پارۂ جگر
جھولے سے تمکو لیگئے جبرئیلؑ عرش پر	اکثر تمھارے واسطے اپنے بچھائے پر
جبرئیلؑ نے شرف تری خدمت سے پائے ہین	میوے طبق طبق تمھین جنت سے آئے ہین

اور کتبہائے معتبرہ مین لکھا ہے طبری سے اور اُسنے طاؤس یمانی سے جب وقت امام حسینؑ کو مکان تاریک مین لیجاتے تھے تو گلوئے مبارک سے ایسا نور ساطع ہوتا تھا کہ تمام مکان روشن ہوجاتا تھا اور ابن شہر آشوب نے حسن بصری اور ام سلمہ سے روایت لکھی ہے کہ اکثر حضرت جبرئیلؑ بشکل دحیہ کلبی آپ کے پاس وحی لیکر نازل ہوتے تھے ایک روز کچھ وحی الٰہی لائے اور جناب امام حسینؑ اُنکو دحیہ کلبی جان کے کہ اکثر دحیہ کلبی آپ کے واسطے میوے لاتے تھے گودی مین جبرئیلؑ کی جا بیٹھے اور دامن و

آستین مین کچھ ڈھونڈھنے لگے رسول خدا نے چاہا کہ حسین کو گود جبرئیل سے اتارلین عرض کی جبرئیل نے کہ یارسول اللہ انکو بیچین نکیجئے فرمایا حضرت نے اے اخی مین شرمندہ ہون کہ تمھاری گودی مین گستاخانہ جا بیٹھے ہین عرض کی جبرئیل نے کہ آپ ایسا نفرمادین یہ برگزیدۂ خدا ہین اور مان انکی خاص کنیز پروردگار فاطمہ اطہر مالک محشر ہین جب چکی پیستے پیستے تھک کر سوجاتی ہین تب مجھکو حکم پروردگار ہوتا ہے کہ جلد جا زمین پر فاطمہ سوتی ہے حسین نہ رووین جھولا جھلا اور جبتک سوکر اٹھے آٹا پیسکر تیار کر کہ وقت پر روٹی پکے اور حسین کے کھانے کو دیر نہو فاطمہ کے آرام مین فرق نہ آوے یانبی اللہ جب پیش خدا انکی یہ خاطر ہے کہ مجھکو خدمت گہوارہ جنبانی اور آسیہ سائی کی ملی اگر میری گود مین بیٹھے تو کیا مضائقہ مگر ارشاد فرمائیے کہ میرے دامن اور آستین مین کیا ڈھونڈھتے ہین ارشاد فرمایا کہ اے اخی تمکو اس وقت حسین نے دحیہ کلبی جانا ہے کیونکہ جب وہ سفر سے آتے ہین تو اُسکے واسطے کچھ نہ کچھ لاتے ہین پس بسماعت ان کلمات کے حضرت جبرئیل نے بلند کیا ہاتھ اپنے کو طرف آسمان کے اور ایک سیب اور ایک بہی اور ایک انار لیکر دونون صاحبزادونکو دیئے اس وقت صاحبزادے بہت خوش ہوئے اور کھاتے ان میون کو سب بزرگوار مگر تھوڑا سا باقی رکھتے تھے کہ پھر بقدرت الٰہی وہ میوے اصلی حالت پر ہوجاتے تھے چنانچہ لکھا ہے کہ ان میوون مین سے انار غائب ہوگیا وقت وفات جناب رسول خدا اور بہی وقت شہادت جناب امیر علیہ السلام اور سیب باقی رہا تا معرکۂ کربلا اور جس وقت تشنگی سے امام مظلوم بیچین ہوتے تھے تو اس سیب کو سونگھ لیتے تھے کہ تشنگی کم ہوجاتی تھی اور وقت سفر خلد برین آپنے اُسکو نوش فرمایا اور ایک روایت مین منقول ہے کہ ایک روز جناب رسول خدا نماز پڑھکر سجدے مین گئے اتفاقاً جناب امام حسین مسجد مین کھیلتے کھیلتے وارد ہوئے اور پشت مبارک پر چڑھکر گردن پر آ بیٹھے اور آپ نے سجدے کو طول دیا سوچا اصحاب نے کہ سبب طول کا کیا ہے پس دیکھا کہ جناب امام حسین آپ کی گردن پر سوار ہین بعد تھوڑی دیر کے آپ گردن سے اُترے تب عرض کی یارسول اللہ اسقدر طول سجدے مین جائز ہے فرمایا آپ نے کہ جس وقت حسین میری

گردن پر سوار رہا چاہا مین نے کہ بعد فراغت ذکر سجدے سے سر اُٹھاؤن حضرت جبرئیلؑ نازل ہوئے
اور وحی لائے کہ یا رسول اللہ سر نہ اٹھایئے کہ ہمارا پیارا تمھاری گردن پر سوار ہے بیچین ہوگا

ایجاد کائنات برائے حسینؑ ہے	مرضی کردگار رضائے حسینؑ ہے

پس حضرات کہان تک اوصاف برگزیدہ خدا کے عرض کرون بوجہ ولولۂ عشق عرصہ سے طریقہ
اور طرز کتاب چھوٹ گیا ہے مگر میری خطا نہین اس وادی مین جو کوئی آتا ہے مدہوش ہو جاتا ہے نظم

وصف گل زہرا مین ہے بلبل کی زبان لال	بلبل کا بھلا ذکر ہے کیا گل کی زبان لال
کیا گل کی حقیقت ہے جز و کل کی زبان لال	فہم و خرد و عقل و تحمل کی زبان لال
گر ہفت فلک کے بھی ملک ایک زبان ہون	پیمبر کے اوصاف بیان ہون تو بیان ہون
سر جس نے دیا حق پہ وہ سردار یہی ہے	فوج غم و اندوہ کا سالار یہی ہے
ہر بیکس و عاجز کا مددگار یہی ہے	مختار کی سرکار کا مختار یہی ہے
یکتائی کا یہ راز دو عالم پہ جلی ہے	ہے ایک خدا اک حسینؑ ابن علیؑ ہے

باوجود اس جاہ و منزلت کے ہمیشہ ترک و احتشام دنیائے دنی سے کچھ تعلق نہین تھا چنانچہ روایت
ہے ایک سال عید قریب آگئی اور کچھ سامان پوشاک جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام کو واسطے
تیاری پوشاک کے بوجہ عُسرت میسر نہ ہوا نظم

برپا ہر ایک گھر میں ہوا عید کا اساس	سامان کیا امیرون نے بیحد و بیقیاس
رنگوائے خرد سالون کے ہر ایک نے لباس	سب طفل شادمان تھے حسینؑ و حسنؑ اداس
رنگین لباس سے تو یہ خود نا اُمید تھے	نیرنگ دیکھنا کہ نہ رخت سفید تھے
سامان عید کرتے تھے اطفال نیکذات	منھ دیکھی لگا کے مان کو دکھاتا تھا کوئی ہات
بھلا کے فرط شوق سے کہتا تھا اک یہ بات	جائینگے عیدگاہ کو کل ہم پدر کے سات
تھا ایک کا یہ قول کہ عیدی جو پائین گے	اپنی بہن کے واسطے سوغات لائین گے

تمام لڑکے اہل محلہ کے شوق عید مین خندان خندان پھرتے تھے ناگاہ جناب حسنین سب لڑکونکی مسرت

حسن کے بشوق لباس اپنی ماں کے پاس آئے اور گلے سے لپٹ کر عرض کرنے لگے کہ اے اماں عید کی دھوم ہے آپ کو معلوم ہے اس امر سے واقف ہر ایک بشر ہے کہ نانا ہمارا سید البشر ہے لیکن **نظم**

سامان اب تلک نہیں عیش و سرور کے	کیا کل نہ عید ہوئیگی گھر مین حضور کے
عسرت پہ اپنی روکے یہ معصومہ نے کہا	قربان جاؤن عید سے فاقہ کشون کو کیا
اہل دول کے واسطے ہے عید کا مزا	آل نبی کی عید ہے خوشنودی خدا
زہرا کو چاند عید کا پیارون کی دید ہے	تم جب گلے سے لپٹے مین سمجھی کہ عید ہے

یہ سنکر جناب حسنین نے عرض کی اے فلک جناب آپ کی شفقت بیحساب کا حال معلوم ہے مگر اسقدر رجائے حجاب بمقام ہمچشمون کے ہے کہ ہمارے پاس پوشاک نہو **بیت**

درجے ملے تمہاری بدولت بڑے بڑے	لینگے اُسی گھڑی نئے کپڑے کھڑے کھڑے

آپ کو بوجہ عسرت کے ششدر و دلگیر ہین الامختار کارخانہ تقدیر ہین تاجدار آیۂ تطہیر ہین ہم تمھارے شبر و شبیر ہین **نظم**

اماں لباس عید بنا دو ابھی ابھی	تیار ہو تو لاکے دکھا دو ابھی ابھی
کیا جانیں ہم کہین سے منگا دو ابھی ابھی	رکھکر سرہانے سوئینگے لادو ابھی ابھی
سرتاج اوصیائے سلف کے پسر ہین ہم	آ پہونچی سر پہ عید بھی اور ننگے سر ہین ہم

پس ان کلمات سے حضرت بتول دختر رسول مقبول بہت ملول ہوئین اور واسطے خاطر داری صاحبزادون کے مصلحتاً فرمانے لگین کہ اے نور دیدگان مین تمھارا دل لیتی تھی تمھارے کپڑے **بیت**

خیاط لیگیا ہے وہ اب سیکے لائے گا	مین دونگی میرا ذمہ کوئی دم مین آئیگا

ناگہان دن گذرا شام ہوئی حسنینؑ پھر جناب فاطمہؑ سے متقاضی پوشاک کے ہوئے تو آپ فرماتی تھین کہ اے بیٹو تم لیٹو پوشاک آتی ہوگی کہ اسی عرصہ مین حسنین سوگئے اور جناب فاطمہؑ سجادہ پر نماز پڑھکر فرماتی تھین کہ اے رب میرے صبح کو حسنینؑ کو کیا منھ دکھلاؤنگی اطفال عام اور خاص کے آپسمین ملینگے میرے بچے روئین گے پوشاک کہان سے لاؤن گی۔ **نظم**

صدیقہ نام رکھا ہے تونے بتولؑ کا	جھوٹا نہ مجھکو کیجیو صدقہ رسول کا
مشغول تھین دعا مین ابھی اشرف النسا	زنجیر در ہلا کے کسی نے جو دی ندا
زہرا ایکاری کون کہا بندۂ خدا	فدوی غلام خادم اولاد مصطفےٰ
خیاط ہون حضور کے ہر نور عین کا	لیجائیے لباس حسنؑ اور حسینؑ کا
خیبر کشا کی زوجہ نے در کو جو وا کیا	رومال اک بندھا ہوا اُسنے اُسے دیا
کھولا جو لاکے پھیل گئی نکہت و ضیا	کپڑے وہ تہ بتہ تھے کہ اسرار کبریا
خیر النسا تھین صرف دعا در دو پاس مین	نازل ہوئی تھی رحمت حق اس لباس مین
وہ موزے تھے وہ تحفہ زمین جنسے سرفراز	شمس و قمر کے ہاتھونسے دستانہ تھے دراز
دو کرتے تھے وہ عمدہ کہ باصد شکوہ و ناز	جنکو پہن کے عید پڑھے عید کی نماز
فانوس شمع طور کے دو زیر جامہ تھے	پر نور دو عبائین تھین اور دو عمامہ تھے
رکھے جو اُنکے سر پہ عمامے جو یک دگر	دستار کی طرح سے پھرا عرش گرد سر
پڑھکر دعائین کپڑے جو پہنائے سر بسر	غل تھا کھلا جہان مین ادریس کا ہنر
پوشاک سے شہزادون کی یہ شان ہوگئی	اک عید صدقے دوسری قربان ہوگئی

پس بوقت صبح جناب رسول خدا گھر مین جناب فاطمہؑ کے تشریف لائے اور پوشاک نواسون کی ملاحظہ فرماکر پوچھا کہ اے نور دیدگان یہ پوشاک کہان سے پائی عرض کی دونون شاہزادون نے کہ ہمکو امان جان نے دی ہے پس آپ نے جناب فاطمہؑ سے دریافت فرمایا کہ اے لخت جگر تُم جانتی ہو کہ یہ پارچے کہاں سے آئے ہیں عرض کی فاطمہؑ نے کہ اے بابا آپ رسول خدا ہین آپ جانتے ہونگے پس فرمایا حضرت نے کہ اے نور دیدہ یہ پوشاک بہشت سے خازن جنت دیگیا ہے پس عرض کی نواسون نے کہ نانا سب لڑکون کے لباس تو رنگین ہین ہمارے پارچے سفید ہین امیدوار ہین کہ ہمارے پارچے بھی رنگین ہون یہ گزارش سنکر حضرت خاموش ہوگئے اور سر مبارک خم کرلیا کہ اسی عرصہ مین حضرت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہؐ

خدائے عزوجل نے بعد سلام کے ارشاد کیا ہے کہ تم مالک کونین ہو حسنینؑ کو خواہش رنگ ہے تو جو رنگ پسند ہو پارچے رنگ دیے جائیں ابریق وطشت حاضر ہے آپ کپڑوں کو رنگ فرماویں میں پانی ڈالوں الغرض **بیت**

حضرت نے حُلّہ حسنؑ مجتبیٰ لیا ۔ ابریق کو ادب سے ملک نے اُٹھا لیا
پوچھا نبی نے رنگ تو بولا وہ خوشخرام ۔ نانا میں رنگ سبز کا عاشق ہوں والسلام
تب پانی ڈالنے لگے جبریلؑ نیکنام ۔ محبوب نے نچوڑا تو وہ سبز تھا تمام
ہم رنگ خضر آل نبی کی قبا ہوئی ۔ اس پیرہن سے قدر زمرد سوا ہوئی
اس رخت سبز گوں نے حسنؑ کو یہ خوش کیا ۔ تسلیم کر کے ہاتھ سے نانا کے لے لیا
چاہا کہ پہنیں تن میں وہ ملبوس پرضیا ۔ جو ماں پکاری دونوں ہو تم خاص کبریا
کرتا ابھی ہے سادہ مرے کربلائی کا ۔ ٹھہر و حسنؑ کہ دل نہ کڑھے چھوٹے بھائی کا
پھر حلہ جلد جلد اُتارا حسینؑ نے ۔ پیش نبی لگن میں سنوارا حسینؑ نے
ہنسکر کیا نبی سے اشارا حسینؑ نے ۔ بھائی یہ دیکھا پیار تمہارا حسینؑ نے
پیش نبی تھا طشت میں حلہ پڑا ہوا ۔ کاندھے یہ ہاتھ رکھ کے نواسا کھڑا ہوا
کی عرض جلد رنگیے نہ دیر اب لگائیے ۔ بڑھکر رسول حق نے کہا آگے آئیے
رنگتے ہیں ہم جمال مبارک دکھائیے ۔ کس رنگ کا لباس ہو یہ تو بتائیے
ہنسکر کہا کہ آل کا درجہ بلند ہے ۔ ہمکو تو سُرخ رنگ ازل سے پسند ہے

پس جس وقت کپڑے رنگین جناب حسنینؑ نے پہنے **نظم**

مشغول شکر میں ہمہ تن پنجتنؑ ہوئے ۔ اور سبز پوش خضرؑ کی صورت حسنؑ ہوئے
گلگوں قبا حسینؑ تو جسم حسنؑ ہوئے ۔ بیساختہ رسول خدا خندہ زن ہوئے
بولے کہ خوب حلہ نور و ضیا دیئے ۔ قدرت سے کیا رنگ عجب خدا نے دکھائے

اللہ اکبر کیا آپکی خاطر پیش کردن حال پوشاک عید مومنین سن چکے اب دوسری عنایت کا حال

ممدوح مرا پھر مجھے بندش کا صلا دے
ہے شرط اک مضمون کہن لطف نیا دے
بیٹھے ہوئے اک روز تھے مسجد مین پیمبر
تابندہ رخ پاک تھا مثل مہ انور
انجم کی طرح گرد تھے اصحاب بھی اکثر
مصروف تھے تہلیل مین تکبیر مین تکبیر
غل عرش پہ تھا صلّ علیٰ صلّ علیٰ کا
پروانہ تھا خورشید فلک نور خدا کا

کہ ناگاہ ایک اعرابی بچہ آہو لیکر خدمت رسولؐ خدا مین آیا اور عرض کی کہ یا حضرت مین نے اسکو شکار کیا ہے اور واسطے حسنینؑ کے بطور تحفہ لایا ہون حضرت نے اسکو لیلیا اسی عرصہ مین جناب امام حسنؑ آئے اور برغبت اپنے نانا سے اُس بچے کو لیلیا اور گھر مین تشریف لائے تب امام حسینؑ نے پوچھا کہ آپ کہاں سے بچہ لائے تب ارشاد کیا آپ نے نانا جان نے دیا ہے تم بھی کھیلو کیونکہ آپ واقف تھے کہ دوسرا بچہ نہین ہے تب امام حسینؑ نے بجواب اپنے بھائی کے کہا۔

کھیلو تمھین نانا نے دیا ہے یہ خوشی سے
ہم اپنا بھی حصہ لیے آتے ہین نبی سے
مسجد مین گئے اور پھرے ڈھونڈھتے ہر سو
پر دوسرا پایا نہ کہین بچہ آہو
یہ دیکھتے ہی نانا سے رُوٹھے شہ خوشخو
نے جاکے گلے لپٹے نہ بیٹھے سر زانو
روئے تو نہ تھے رونے کا پر قصد کیا تھا
کیا کیا تہ و بالا دل محبوب خدا تھا
گھبرا کے اُٹھے اور محمد یہ پکارے
لے میرے نواسے مرے جانی مرے پیارے
خاموش ہو کیون سست ہو کیون کیا ہوا پیارے
کیا والدہ روتی ہے تری فاقہ کے مارے
کھیلنے مین تجھے کسی لڑکے نے کہا ہے
نا داری کا طعنہ مرے پیارے کو دیا ہے

اے نور نظر کیا علیؑ نے آنکھ دکھائی ہے جو تجھ سے جی کو برداشت نہین آتی یا فاطمہؑ نے کوئی بات سخت سنائی ہے یہ بھولا بھالا منھ آج کیون اترا ہے غصہ سے تیوری کیون چڑھی ہے ماں باپ کے سکھنے مین غیرت دہانہ بیٹھنا چاہیے گھر صبر کی عادت کا شعار رکھنا چاہیے۔

نظم

فاقے سے ہو تو قدرت کی سوغات کھلا دین
پیاسے ہو تو ہم انگلیون سے دودھ پلا دین
مشتاق سواری ہو تو کاندھے پہ چڑھا دین
گر یاد ہو تو خلد و فردوس پہنچا دین

راغب ہو جو سیر فلک و عرش بریں پر — بھجوا دون بٹھا کر پر جبریل امین پر
حیران ہے کیون اے مرے آئینہ اقبال — دیکھو سے گے بہت دکھا ابھی کیا دیکھا ہے اے لال
آشفتہ تری زلفون کی صورت ہے مرے لال — کیا ٹوٹ گیا کنگھی مین زہرا سے کوئی بال
کرتا ترا کیا ٹھیک نہین مان نے سیا ہے — دلتنگ گریبان کی تنگی نے کیا ہے

دل کیون الجھتا ہے بات نہین کرتے منھ سے نہین بولتے میرے دل کو کڑھاتے ہو دل ہی دل مین پیچ و تاب کھاتے ہو کسی چیز پر دل مائل ہو بیان کرو اور بغیر کہے تو نانا واقف نہین گو مال دنیا سے بجز عبا کے اپنے پاس کچھ نہین رکھتا ہون لیکن عنایت خدا سے رسول دوسرا ہون جو ہم سے مانگو خدا سے دلا دین جو منھ سے کہو ابھی ہو جاوے پژمردہ دل شگفتہ ہو جاوے یہ فرما کر شبیر کی طرف یہ سوچکر ہاتھ بڑھائے کہ میری گود مین آجائے پس جناب امام حسینؑ

نظم

بیٹھے تو نہ زانوے شہ پاک کے اوپر — آہ کو کہا اور لوٹ گئے خاک کے اوپر
کچھ ہو کے خجل بولے یہ پیغمبر خوش خو — لو اب یہ کھلا ہمپہ کہ ہمسے ہے خفا تو
مین اپنے نواسے کو ابھی دیتا ہون آہو — نانا کی قسم تجھکو بہائے اگر آنسو
بات اتنی سی غصہ یہ بڑا واہ مری جان — لو ہنس دو جگر پھٹ گیا واللہ مری جان
سمجھا کے حسنؑ کو بھی بچہ تجھے لے دون — وہ کہنے لگے کا ہیکو لون بھائی سے کیون لون
یون مین تو کوئی اور ہی لون ورنہ خفا ہون — کم پیار ہمارا ہوا اور بھائی کا افزون
کیا مین نہین حضرت کا نواسہ یہ بتا دو — جی چاہے منگا دو جو نہ چاہے نہ منگا دو
شہ نے کہا ہم اور ہی تمکو ابھی دینگے — وہ بولے کہ وعدہ نہین ہمتو ابھی لینگے
حضرت نے کہا تم جو کہوگے سو کرینگے — اب آپ گلے سے کبھی لپٹینگے نہ ملین گے
وہ بولا مین لوٹونگا اگر گود مین لوگے — تب گود مین آؤنگا جب لے ہمین چھوڑ دوگے
جو لائق آہو ہے بہت آپ کے پیارے — نانا بھی اب پیار کے قابل ہین تمھارے
بھائی کا دہن چومتے ہو پیار کے مارے — منھ اپنا ملاتے نہین تم منھ سے ہمارے

آہو جنھین حضرت نے دیا ہمکو چھپا کے	بہلائیے اب گود مین بھی انکو بٹھا کے

ہمارا دل تو آپ نے تھوڑا کیا لو مین تمھارا نواسہ نہین بنتا آپ کی مرضی مین ہمارا کیا اجارہ خیر بھائی جان ہی تمھارا نواسہ پیارا ہے اے نانا آپ ہزار دلاسا دین مین ہرگز نہ مانونگا اب اماں فاطمہ اور بابا شیر خدا سے جا کر اسکا شکوہ کرونگا تکیے پر سر رکھ کے ڈھونڈونگا اور اگر بچۂ آہو عطا فرمائیے تو پھر ہم تمھارے وہی نواسے ہین آپ ہمارے نانا ہین

نظم

ہون شستہ پر آہو جو ابھی پاتا ہون ستے	پھر تم وہی نانا ہو وہی ہم ہین نواسے
نانا کو قلق ہوتا تھا بس سن کے یہ گفتار	قبلہ کی طرف ہاتھوں پہ رکھتے تھے دستار
گر کھول کے گیسو کو تھے آہو کے طلبگار	کہتے تھے نواسے سے کبھی اے مرے دلدار
دے ہنس کے یہ ریحان کہ اب آتا ہے آہو	تیرے لئے جبرئیل امین لاتا ہے آہو
دے ہم تمھین آہو جو ابھی دیوینگے دلدار	بتلاؤ کہ لپٹو گے گلے سے مرے کے بار
ہے شرط یہی کیجیو نانا کو بہت پیار	کاندھے پہ بھی چڑھنے کا ابھی سے کرو اقرار
نانا تو ترا حکم بجا لائیگا پیمبر	اک دن مری اُمت کے تو کام آئیگا شبیر

ہر چند جناب رسولؐ خدا بہلاتے اور دلجوئی کرتے تھے مگر وہ امام کسی طرح راضی نہوتے تھے اور یہی فرماتے تھے کہ جبتک بچۂ آہو نہ ملیگا ہم ہرگز پیار نکرینگے نہ کسی امر کو قبول کرین گے یہان تو یہ گفتگو نازکی نانا و نواسے مین ہوتی تھی وہان جناب فاطمہؑ گھر مین یہ حال سنکر متفکر تھین اور بار بار مضطر ہو کر فضہ کو بھیجتی تھین کہ اے فضہ تو دیکھ تو بابا سے کچھ فکر بچۂ آہو کی ہوئی یا نہین میرا حسینؑ روتا تو نہین ہے اور یہی تاکید دمبدم تھی

نظم

اے فضہ ذرا دیکھ تو تو در سے نکل کے	لوٹا تو نہین خاک پہ شبیرؑ مچل کے
کہتی تھی کبھی حکم جو [illegible] سے ہین پاؤن	جنگل مین روا اوڑھ کے مین آپہی جاؤن
بچہ یہان آہو کا ملے ڈھونڈھ کے لاؤن	بگڑا ہے مرا شیر پسر اُس کو مناؤن
چکی تو سدا پیسی ہے شبیرؑ کی خاطر	اب خاک بھی چھانون شہ دلگیر کی خاطر

کہتی تھی حسنؑ سے یقین اسکو ہو رولانے
اور لاتے بھی تو بھائی کو اپنے نہ دکھاتے
بھائی کی خوشی جسمین ہو وہ سب کیجئے اماں
فرمایا تھین زہرا وہ اس آہو کو نہ لیگا
کیون لاڈلے آہو کہین اس وقت ملیگا
اغلب ہے حزین دیکھ کے زہرا کے خلف کو
اب آج یہ کہدونگی کہ بابا مین ہون ناوار
محتاجون کے بچونکو یہ چیزین نہین درکار
اس فیض سے ہاتھ اپنے اٹھا لیجئے بابا
یہ کہہ کے غریبی سے جو رونے لگی زہرا
آہو کا ہے مشتاق مرے شیر کا بیٹا
جو کچھ کہ خدائی مین ہے سب اسکو دیا ہے
جبریلؑ بہ تعجیل چلے جتنا تھا قابو
کیون نانا نہ جبریلؑ ہی آئے نہ وہ آہو
دیکھا یہ نبیؐ نے کہ ہین جبریلؑ تو رو مین
جبریلؑ در آئے در مسجد سے بصد جاہ
بیساختہ ہنسنے لگا ابن اسد اللہ
اور بولے اس آہو کو جو لایا وہی جانے
واللہ بڑے آپ ہین اللہ کے پیارے
واللہ اگر آنسو نکل آتے تمھارے
دیکھا نہ رسولان سلف مین یہ کسی پر

اے کاش کہ تم آہو لیے گھر مین نہ آتے
وہ کہتے تھے یہ جانتے تو کاہیکو لاتے
ہم خوش ہین یہ آہو انھین دیدیجئے اماں
اب لیگا وہ آہو جو اسے نانا ہی دے گا
نازون کا پلا میرا حسینؑ آج کڑھے گا
اصحاب کو بھجوایا ہو جنگل کی طرف کو
یہ کھیل امیرون کے ہین لڑکونکو سزاوار
عسرت مین نہو اور یہ مانگے تو ہے دشوار
محتاجی زہراؑ پہ نظر کیجئے بابا
جبریلؑ سے خالق نے کہا بیٹھا ہے تو کیا
ہرنی کو مع بچہ ابھی دم ابھی لیجا
اسکے لئے حاجت مرے ارشاد کی کیا ہے
یان کہتے تھے ہر دم یہ تقاضا شہ خوشخو
ناگہ در مسجد سے اٹھا غلغلہ ہر سو
بچہ لیے ہرنی چلی آتی ہے جلو مین
داخل ہوئی ہرنی بھی لیے بچہ کو ناگاہ
آہو اسے جبریلؑ نے خود نذر کیا واہ
شبیرؑ کو نبیؐ نے دیا اور تم کو خدا لائے
آہو کو لیے جلد مین پہونچا یہان بارے
جلتے غضب حق سے پر و بال ہمارے
جو پیار خدا کا ہے حسینؑ ابن علیؑ پر

القصہ ہرنی خوشی خوشی بچہ نذر کر کے جنگل کو چلی گئی اور جناب رسول خدا نے حق مین اسکے دعائے خیر کی اور سجدہ شکر بدرگاہ رب العالمین بجالا کر عرض کی کہ اے رب میرے اسوقت عجیب احسان کیا فوراً پیغام خدا پہونچا کہ اے رسول یہ احسان تم پر نہین ہے حسینؑ میری راہ مین قربان ہوگا بیت

ہمنے اسے آہو دیا یہ دیگا سر اپنا — یہ دیگا سر اپنا یہ لٹا دیگا گھر اپنا

اسی طرح مومنین پر ظاہر ہے کہ جب دونون صاحبزادونمین بحث اور خوشخطی کی ہوئی تو روایت مین ہے

مرقوم ہے یہ حال خط شبرؑ و شبیرؑ — دونون نے لکھا تھا یہی کلمہ مع تقصیر
اکثر ہے لکھی خط و کتابت مین یہ تقریر — بسم اللہ قرآن کی خداداد ہے تحریر
طفلی مین بھی الفت تھی یہ رب دوسرا کی — کی مشق بھی تو نام خدا نام خدا کی
خط اپنے لیے پیش بتول آئے وہ ناگاہ — کی عرض کہ کون اچھا ہے امان کرو آگاہ
زہراؑ نے کہا دونون کے خط خوب ہین واللہ — کیا حرف ہین کیا نقطے ہین کیا دائرے ہین واہ
یہ خط نہین اعجاز ہے تائید خدا سے — قربان مین اُن ہاتھون کے جنسے یہ لکھا ہے
شبیرؑ پکارے ہوئی ترجیح نہ ظاہر — لکھے مری خاطر نہ مرے بھائی کی خاطر
کہدیجئے اک بات یہ خط دونون ہین حاضر — زہراؑ نے کہا مجھ سے علیؑ خوب ہین ماہر
سنکر یہ سخن بنت رسول دوسرا سے — دونون ہوئے انصاف طلب شیر خدا سے
خط دیکھ کے وہ دائرۂ مرکز انصاف — اُن دونون کی تحریر کا کرنے لگے وصاف
دو سطرین جواہر کیطرح تھین وہ عیان صاف — دکھلا کے بسر چشم انھین واہ رے الطاف
فرمایا کہ خط دونون کے منظور نظر ہین — پر مرتبہ دان ہمسے سوا خیر بشر ہین
دکھلائے خط اپنے کہا نانا سے یہ ناگاہ — لکھ دستخط اسپر کرو جو خوب ہو یا شاہ
حضرتؐ نے یہ دل سے کہا یون اے دل آگاہ — کس کے ورق دل پہ لکھون خط شکست آہ
دونون مین سے منظور کرون کس کے لکھے کو — مظلوم کے کٹے کو کہ مسموم کے غم کو

پس اُس وقت جناب رسول خدا نے یہ سوچکر کہ مجھ سے کوئی ناراض نہو فرمایا کہ اپنے مان باپ کو

تختی دکھاؤ عرض کی حسینؑ نے کہ ہم پہلے بخدمت حضرت زہراؑ و علی مرتضیٰ گئے تھے مگر جواب صاف نہ پایا تب یہ قضیہ حضور کے پاس فیصلے کو آیا سبحان اللہ جناب رسول خدا نے **بیت**

فرمایا مین امتی ہون بہت دخل نہین ہے	یہ فیصلہ تو قابل جبریلؑ امین ہے

حضرات کمترین کے کنایہ اور اشارہ کو تو سمجھتے جاتے ہونگے یہ محض فضائل نہین ہین اگر غور کریے اور انجام کو دیکھیے تو گریہ و زاری کے واسطے بیان ان فضائل کا کافی ہے الغرض اسی عرصہ مین **نظم**

وارد ہوے جبریلؑ امین صاحب توقیر	احمدؐ نے دیا انکو خط شبرؑ و شبیرؑ
جبریلؑ نے لیلے کے وہ شہزادون کی تحریر	بالائے جبین رکھی مثال خط تقدیر
فرمایا خوزادون نے کچھ ارشاد کرو تم	خط جسکا خوش آیا ہو تمھین صاد کرو تم
جبریلؑ نے کی عرض یہان دخل مرا کیا	خاموش جہان مین نبی و حیدر و زہرا
ہان وحی سے ہوتا ہون سرافراز مین جیجا	اب لیکے وہان جاتا ہون دونون خط زیبا
مین دونون کسے ترجیح برابر یہ رقم ہے	ہوجائیگا وان صاد جہان لوح و قلم ہے

الغرض حضرت جبریلؑ وہ خط شبرؑ و شبیرؑ لیکر راہی طرف منشی تقدیر ہوے سبحان اللہ ایک نکتہ یہان پر یاد آیا ہے کسی اُستاد نے کیا خوب شعر تحریر فرمایا ہے **شعر**

نازل ہوا افلاک سے قرآن تو زمین پر	یہ ایسے تھے مصحف کہ گئے عرش برین پر

پس جس وقت کہ جبریلؑ امین قریب پردۂ قدرت پہونچے خط کھول کر رکھدیے اور عرض کی کہ اے پروردگار تیرے رسول مختار کے نواسون نے یہ مشق انصاف کے واسطے بھیجی ہے فاطمہ زہراؑ اور علی مرتضیٰؑ اور رسول خدا نے بوجہ خاطر شکنی صاحبزادون کے کسی کو فوقیت نہین دی **نظم**

آواز یہ آئی طرف عز و جل سے	خاطر ہمین دونون کی برابر ہے ازل سے
جبریلؑ یہ تم فاطمہ سے کہدو بہ تکرار	میرا تو ہے ان دونون پہ تمسے بھی سوا پیار
انمین سے کرے جائیگا نہین ایک کو غمگین	اب ہمنے تمھین اپنی طرف سے کیا مختار
غمگین یہ حسنؑ ہو نہ حسینؑ ابن علیؑ ہو	کہدو وہی اک بات کہ خوش دونون کا جی ہو

جبرئیلؑ نے آکر یہ نبی سے کیا اظہار
وہ صبر کی مختار یہ سنکر ہوئی ناچار
دل کو یہ تردد تھا کہ کیا ہووے گا یارب

زہرا سے کہے احمدؐ مرسل نے سب اخبار
پیارون کی طرف دیکھتی تھی پیار سے ہر بار
اک لعل تو خوش ایک خفا ہوئیگا یارب

کچھ منھ سے تو فرما نہ سکی بنت پیمبر
بیٹون سے کہا پھینکتی ہون اسکو زمین پر
اور فاطمہؑ نے پھینکے نثار اُن پہ جو کر کے

اک موتیون کا ہار تھا سات اُسمین تھے گوہر
موتی جو بہت لائے نوشت اُسکی ہو بہتر
زہرا کے گھر چننے لگے دانے گہر کے

اک فاطمہؑ کے لعل نے تو تین گہر پائے
اب کون ہے جو ساتوین گوہر کو اُٹھا لائے
شش ماہ حسینؑ ابن علیؑ عمر مین کم تھے

اتنے ہی گہر گشتۂ الماس کے ہاتھ آئے
جبتک یہ جبرئیلؑ سے دو ٹکڑے نہو جائے
یہ قدر مین ہم آبروئے کشتۂ سم تھے

جبرئیل امین عرش کے پہلو مین تھے استاد
ہان موتی کو دو کر کہ یہ دونون رہین دلشاد
دُر ہو گیا دو ٹکڑے ادھر اور اُدھر آئے

فی الفور ہوا انکو یہ اللہ کا ارشاد
جبرئیلؑ نے اظہار کیا زور خدا داد
ایک ایک کے حصہ مین برابر کے گہر آئے

ٹکڑے تو ہوا خاطر شبیرؑ سے گوہر
گویا کہ شگاف قلم اِس موتی مین دیگر
وان زہر ہے یان آب دم تیغ ستم ہے

پر کاتب قدرت کا یہ ادنی سا تھا جوہر
یہ آب گہر سے لکھا دونون مین برابر
جو آبرو انکی ہے وہی اُنکا حشم ہے

پس اب اگر فضائل جناب لکھتا چلا جاؤن تو طول ہوگا اور یہ گزارش کمترین اوپر کر چکا ہے کہ فضائل شبیرؑ تحریر و تقریر کے احاطہ سے باہر ہین پس جو چیز امکان سے باہر ہو انسان کا اُسکا قصد کرنا فضول ہے اب صرف دو کلمہ مآل کار مجلس کے واسطے عرض کرنا باقی ہین کہ محنت کمترین کی ٹھکانے لگے اور مومنین داخل ثواب ہون یقین ہے کہ فضائل مرقومۂ بالا گوشۂ خاطر مین مکنون ہونگے الا شاید کسی صاحب کے خیال مین نہ رہے ہون تو عرض کرتا ہون کیون حضرات جسکے دہن مین روز پیدایش رسولؐ خدا اپنی زبان دیتے تھے اور لب جو حسینؑ ہائے واے بلا انھین لبون کے اوپر یزید لعین چوب بید

لگائے اور جس حسینؑ کا جھولا جبرئیل امین جھلائے وہی حسینؑ جہلم تک بے گور و کفن ریگ گرم پر پڑا رہے اور جس حسینؑ کو جبرئیلؑ امین اکثر عرش پر لیجائین اُسکا سر لشکر شام کے سنگدل نیزہ پر چڑھائین اور جس بزرگوار کے گلوئے انور کے نور سے مکان تیرہ و تار مین روشنی مانند ماہتاب منوّر کے ہوجائے اسی امام کا سر گلو بریدہ تنور مین رکھا جائے جس عالی وقار صاحبزادہ کو میوہ ہائے جنت آوین افسوس ہے کہ وہ اور اسکے اہل حرم اور چھوٹے چھوٹے بچے کھانا اور پانی نہ پاوین جس حسین کو رسول خدا حالت سجدہ مین شانون پر چڑھائین اور بخاطر حسینؑ جبرئیلؑ امین بحکم رب العالمین رسول کو سر سجدے سے اٹھانے سے منع فرماوین اسی حسینؑ کے جسد مبارک پر ملعون نعلبندی کر کے گھوڑے دوڑائین جسکے واسطے خداوند کریم بچۂ آہو بھیجے اُسکے چھوٹے چھوٹے بچے کربلا مین بھوک پیاس سے ذبح کئے جائین جسکی خاطر موتی کے دو ٹکڑے ہون اور رسول خدا اور علی مرتضیٰ اور فاطمہؑ زہرا اور جبرئیلؑ امین بلکہ خود رب علے کو یہ خاطر مد نظر ہو کہ صرف خوشخطی کے اچھا کہنے پر ملول نہ ہون اس کے واسطے **نظم**

اب سوچیو یارو ستم گردش افلاک	گو ہر ہوئے ٹکڑے پئے سبطِ شہ لولاک
اور کان سکینہ کے ہون گوہر کے لیے چاک	رونے لگے تو مارین طمانچے اسے سفّاک
سینہ کے کلیجے کے جبین کے تن و سر کے	کیا ٹکڑے ہوئے فاطمہؑ زہرا کے گہر کے

جس حسینؑ کے واسطے رب کریم پوشاک عید بھیجے افسوس ہے کہ اُسی حسینؑ کا جد اطہر ریگ گرم پر لشکر ملعون نے برہنہ کر کے ڈالدیا **بیت**

نے خوف خدا نہ پاس رسول زمن کیا	اُمّت نے پردہ پوش کا عریان بدن کیا

اگر سب حال لکھتا ہون تو مومنین کو تاب سننے کی نہ رہیگی الغرض اشعار پر خاتمہ کرتا ہون کہ جب بعد شہادت مظلوم کے

سب لُٹ گیا لباس تن شاہ ارجمند	لکھا ہے پائجامہ مین تھا اک ازار بند
قدر و بہا مین حلۂ فردوس سے دو چند	جمّال نابکار نے اسکو کیا پسند
غلّہ ازار بند مین دل کو تعب رہا	وہ روسیاہ منتظر وقت شب رہا

الغرض بوقت شب نظم

آیا قریب لاش امام فلک وقار — چاہا ازار بند نکالے وہ نابکار
پائی مگر گرہ یہ گرہ اس میں بیشمار — منظور شہ تھا اسکو نہ لیجائیں بدشعار
تھا ساربان کا قصد کہ گرہ ہونکو وا کرے — لیجائے جس سے عرش خدا وہ جفا کرے

جنبش میں آگیا تن سلطان نیکذات — رکھا ازار بند پہ حضرت نے دھنا ہات
اُسنے بھی خوب زور کیا حوصلہ کے سات — پر آسکا مگر نہ کسی طرح بدصفات
پھر بھی نہ باز ظلم سے وہ بیحیا رہا — ہرگز نبی کا پاس نہ خوف خدا رہا

لایا کہیں سے تیغ شکستہ وہ روسیاہ — اور بیخطر جدا کیا لاشہ کا ہاتھ آہ
آیا ازار بند پہ دست یسار شاہ — وہ بھی شقی نے قطع کیا وا مصیبتاہ
واحسرتا یہ ظلم و ستم دست پاک پر — کیوں گر پڑا نہ پنجۂ خورشید خاک پر

لکھا ہے جب ہوئی شہ بیکس پہ یہ جفا — تارے گرے زمین پہ ہلا عرش کبریا
تھرائے لاشہائے شہیدان کربلا — غل شش جہت میں نالہ و فریاد کا ہوا
تا عرش تھی بلند صدا شور و شین کی — اور کانپتی تھی لاش شہ مشرقین کی

مقبول ہے وزیر کہے جو زبان سے
آمین کی آرہی ہے صدا آسمان سے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فضائل وفات جناب سرور کائنات حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مرا وہ پیمبر ہے عالی مقام — کہ جس سے خدا بھی ہوا ہمکلام
یا شاہ رسل نائب یزدان تم ہو — شاہد ہے خدا عاشق سبحان تم ہو
کعبہ ایمان ہے مومنوں کا لیکن — کعبہ کی قسم قبلۂ ایمان تم ہو

اے بادصبا اگر احیاناً تیرا گذر حرم محترم مین ہووے اور طواف سے شرف یاوے تو تسلیم میری جانب سے اُس روضۂ اقدس پر نثار کرنا جس مین جناب خاتم الانبیا سردار دوسرا شفیع روز جزا رسول خدا پیمبر ہدی مدفون ہین اور جسم نورانی اس جناب کا تہ خاک پنہان ہے اے حضار مجلس ہمارے پیغمبر رحمۃ للعالمین شفیق حال امت گنہگار کے ہین اللہ اکبر اے مومنین روز قیامت عجیب ہولناک دن ہوگا جیسا کہ قرآن مجید مین لکھا ہے مگر اوّل مرحلہ سخت قبر کا ہے کہ جب دو فرشتے باشکل مہیب وہیئت عجیب آکر سوال کرینگے کہ تیری کتاب کیا ہے اُسوقت خداوند کریم زبان مُردون کی گویا کریگا پس جو مومن محب اس پیغمبر ہدی اور اُسکی اولاد کا ہوگا آپ تلقین فرمائینگے اور جواب ادا ہوگا کہ قرآن میری کتاب ہے اسی طرح ہر سوال کا جواب بعنایت جناب رسول خداؐ وائمۂ ہدا مومن ومومنہ دینگے کہ رب خدا ہے پیغمبر ہمارا محمدؐ مصطفٰے ہے امام اوّل علی مرتضٰے ہے اسی طرح تا جناب امام مہدی آخر الزمانؑ جواب دینگے در حقیقت خداوند عالم نے ایسی ہی شفیع دو جہان کی اُمّت مین ہمکو پیدا کیا ہے کہ تمام انبیا سلف ماسلف کی اُمّت پر اُمّت کو اس رسول مقبول کی فخر حاصل ہے شعر

گناہون کا ہے گو کہ دفتر عظیم	پیمبر ہوا ایسا تو کیا خوف وبیم

ایہا الناس بعد مرحلۂ قبر کے روز محشر عجیب ہولناک دن ہوگا اُس روز ہر شخص اپنے مان اور باپ اور بھائی بہن سے بھاگیگا اور زوجہ شوہر واولاد سے بھاگیگی اور اپنے حالمین گرفتار ہوگی نظم

غضب حشر کے روز کا ہے حساب	رسولون کا دل جس سے ہے آب آب
سفارش کا کس کو جگر کس کو تاب	فقط نفسی نفسی کا ہوگا جواب
مگر اُمّتی اُمّتی کا خطاب	کرینگے ہمارے رسالتمآب
شَفِیْعٌ مُّطَاعٌ نَبِیٌّ کَرِیْمٌ	قَسِیْمٌ جَسِیْمٌ نَسِیْمٌ وَسِیْمٌ

وارد ہے کہ بعضے منھ اس روز مثل ماہ کے روشن اور خندان ہونگے وہ کون سے منھ ہین آگاہ ہون مومنین کہ وہ منھ وہ ہونگے کہ جنکی خبر جناب پیغمبر سنا دی ہے کہ روز قیامت

ہر آنکھ گریان ہوگی مگر وہ آنکھ جو روئی ہوگی میرے حسینؑ پر خندان ہوگی اور ساتھ نعیم جنت کے بشارت دیجائیگی بہرحال قیامت کے دن تمام خلائق معرض حساب مین عریان طلب کیجائیگی اِلّا اس قدر پردہ پوشی ہوگی کہ نام سے مان کے ہر ایک بیٹا بیٹی اس طور پر پکارا جائیگا فلان بن فلانہ و فلانہ بنت فلانہ اسکا یہ سبب ہے کہ جن لوگون کا نطفہ غیر باپ سے ہے وہ خجالت نہ اُٹھائین سبحان اللہ کیسی صفت غفاری اور ستاری ہے بعضے لوگ غرق خجالت تا بزانو اور بعضے تا بکمر غرق ہونگے اور رسول خدا مع جمیع ائمہؑ ہدٰی مغفرت امت گنہگار مین مصروف ہونگے اور جو کچھ سفارش کرینگے خداوند کریم قبول کریگا پس ایسے پیمبر کی شان مین کیون نہ یہ اشعار موزون ہون **نظم**

نبی وہ کہ جو فخر پیغمبران	وہ رہبر دکھا دے جو راہِ جنان
وہ بندہ کہ قوسین جس کا مکان	زہے اُسکا رتبہ زہے اُسکی شان
امام رسل پیشوائے سبیل	امین خدا مہبطِ جبرئیل

اللہ اللہ کیا مرتبہ تھا ہمارے نبی کا کہ خدائے کریم نے اسے جسم نورانی سے عرش اعلےٰ پر سیر کے لیے بلایا اور تمام سیر آسمان اور بہشت اور عرش اور کرسی کی کراکر پھر رخصت فرمایا **نظم**

نہ کیونکر ہو ایمان کی دل مین ضو	لگائے ہین شمع رسالت سے لو
نہین غم گنہ بھی جو سرزد ہون سو	نماند بعصیان کسے در گرو

کہ دارد چنین سیّد پیشرو

حضرات ممکن نہین کہ بشر تو کیا اگر تمام انسان اور تمام جان از ابتدائے پیدائش آدم تا روز قیامت سب مہیّا اور موجود ہون اور تمام اشجار قلم ہون اور تمام دریا سیاہی اور طبقہائے افلاک و زمین کاغذ بنین اور ہزار مرتبہ ختم ہوکر پھر موجود ہون تب بھی ایک شمہ انکے فضائل اور مراتب کا نہین کہہ سکتے پس یہ نحیف بجز اسکے کیا کہہ سکے **نظم**

تری مدح ممکن نہین لکھ سکون	تو رشک سلیمان ہے مین مور ہون
خموشی کا منھ مین نہ کیون قفل دون	مری عقل حیران ہے کیا کہون

نہ دانم کدامے سخن گو بمست	کہ بالا تری زانچہ من گویمست

اے حضار مقام گریہ ہے اپنے حال زار پر کہ جب ایسا پیغمبر عالی مقام اس دار ناپائدار مین ہمیشہ زندہ نہ رہا پس ہم گنہگارون کو ایک لمحہ اس حیات مستعار پر تکیہ کرنا عقل سے بعید ہے معلوم نہین کہ کس وقت پیک اجل دامنگیر ہو کر کشان کشان لیجاوے اب تھوڑا سا مضمون وفات اُس سرور کائنات کا عرض کرتا ہون یقین ہے کہ سامعین سنکر سر پٹکین کیونکہ ایسا پیغمبر جسکو ابتدائے پیدائش سے تاقیامت بجز ہم لوگونکی نجات کے اور کوئی فکر نہ تھی بیت

جناب سرورِ عالم کی رحلت	قیامت ہے قیامت ہے قیامت

روایت مین وارد ہے کہ جب آپ کو شوق وصال اپنے پروردگار کا ہوا تو تین چیز کا قلق اور افسوس فرمایا کرتے تھے اول کلام کا چھوٹنا دوسرے اُمت گنہگار کی تیسرے یتیمی اپنے لخت جگر فاطمہ زہراؑ کی اور تنہائی علیؑ مرتضیٰ و حسنؑ مجتبیٰ و حسینؑ شہید دشت کربلا کی اور اکثر فرماتے تھے نظم

کہ کرتا ہون مین اس جہان سے سفر	رہی بیٹی زہراؑ مری بے پدر
مرا مرتضیٰ ہائے تنہا رہے	مرے بعد دُکھ درد کس سے کہے
حسینؑ و حسنؑ ناز کس پر کرین	مرے بعد وہ ہائے روتے پھرین

چنانچہ راوی لکھتا ہے کہ قریب وفات آپ کو جو مرض لاحق تھا روز بروز بڑھتا جاتا تھا مؤلف لکھتے لکھتے یہان پر پہونچا تو نظم

جگر شق ہوا اور ٹوٹا قلم	یہ قصہ مفصل کرون کیا رقم
زبان لال کس طرح ہوئے بیان	محمدؐ کی رحلت کی یہ داستان
عزیزو قیامت کی ہے یہ گھڑی	کہ سر ننگے ہے بنت احمد کھڑی

اس حالت مرض مین آپ کو یہی شغل رہتا تھا کہ بعد بندگی حق سبحانہ تعالیٰ کے واسطے رستگاری گنہگاران اُمت کے دعا فرمایا کرتے تھے ایک روز آپ نے سب اہلبیت اطہار و اصحاب کبار کو جمع فرما کر کہا کہ مجھکو سفر آخرت درپیش ہے تمکو سپرد بخدا کرتا ہون تمام حضار

بصد بیقراری و اضطرار ڈاڑھین مار مار کر رونے لگے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ وہ روز سیاہ کب تک نظر آئیگا فرمایا آپ نے کہ بہت قریب ہے نظم

محبو آپ کے ماتم مین رو لو		مژہ مین اشک کے موتی پرو لو	
اگر کچھ اُلفت خیر الورا ہے		مقام گریہ ہے رونے کی جا ہے	

الغرض جب وہ دن تیرہ و تار جو مشیت پروردگار مین تھا آیا آپ مسجد مین وعظ فرماتے تھے کہ اے امتیو جو راہ میرے آگے ہے اُسی راہ پر چلے جانا اور پاس حرمت کلام خدا و اہلبیت اپنے پیغمبر کا کرنا سبحان اللہ کیا پاس اہلبیت کا کیا کہ اگر اسکو یہان بیان کرون تو طول ہوگا حال معرکہ کربلا نزدیک و دور مشہور ہے زینب بنجور کا حال بھی مخفی نہین ہے الغرض بعد ان کلمات کے آپ نے فرمایا اگر مین نے کسی پر ظلم کیا ہو تو شعر

قصاص اسکا مجھ پر کرو بیخطر		نکرو برائے خدا درگزر	

یہ سُنکر تمام حضار کہنے لگے کہ یا رسول اللہ ہمپر کوئی ستم آپ نے نہین فرمایا اور شور گریہ و بکا کا برپا ہوا کہ عرش خدا بھی جنبش مین آگیا نظم

یہ تھلبل ہوگئی پیغمبرون مین کس لیے اسدم		پرے باندھے ملک روتے چلے آتے ہین جو بہم	
ہجوم غم دلون پر آہ کیسا سب کے طاری ہے		زبان پر سب کے کیون صل علی با آہ و زاری ہے	

مگر روایت مین تحریر ہے کہ حضار مسجد سے ایک شخص عکاشہ نام نے عرض کی کہ یا رسول اللہ اگرچہ میری مجال عرض کی نہ تھی مگر الامر فوق الادب گزارش کرتا ہون کہ ایک روز آپ نے مجھکو تازیانہ مارا تھا اگر وہی تازیانہ ہو تو مین عوض اسکا لون جناب رسول مقبول نے برطبق گزارش عکاشہ کے بعد دریافت نشان و علامات تازیانہ کے سلمان سے ارشاد فرمایا کہ اے سلمان وہ تازیانہ ممشوق فاطمہ کے گھر مین ہے جلد لا الغرض سلمان نے اس شاہزادی کونین مادر حسنین کے دروازے پر دق الباب کرکے پیام رسول مقبول عرض کیا کہ تازیانہ جو رکھا ہے وہ اس شاہ دارین نے طلب فرمایا ہی

یہ سُن فاطمہ نے تعجب کیا		کہ سلمان تو اس وقت کہتا ہے کیا	

کہ بابا مرے ہین بہت ناتوان		سواری کی طاقت ہے انکو کہان	

اے سلمان تازیانہ سے نبی کو ایسی حالت مین کیا کام ہے مگر شکر ہے کہ شاید صورت آرام ہے اس کلمہ کو سُنکر سلمان رونے لگے کہ اے فاطمہ ؑ مرض سے افاقہ نہین ہے حقیقت حال یہ ہے کہ آپ نے سب کو وعظ مین ہدایت فرمائی ہے کہ جس پر مین نے تعدی کی ہو عوض اپنا مجھ سے لے کہ عکاشہ نے عوض تازیانہ کا طلب کیا اور اسی تازیانہ سے تمھارے باپ نے مارا تھا یہی طلب کیا ہے یہ سنکر بارشاد پدر بزرگوار تازیانہ سلمان کو فوراً دے دیا مگر اُس وقت جو حال کیا کیا عرض کرون **نظم**

کیا چاک کرتا گریبان سے کہ بابا مرا سخت بیمار ہے		لگی رو رو کہنے یہ سلمان سے لگے تازیانہ تو کیونکر جیے	

اے سلمان میری طرف سے جاکر عکاشہ سے کہنا کہ بابا میرا سخت علیل ہے معاوضہ سے درگزر کہ اسی اثنا مین سلمان وہ تازیانہ لیکر مسجد مین آیا تب پیغمبر خدا نے فرمایا کہ اے عکاشہ تازیانہ آیا اب جلد مجھکو معاوضہ سے سُبکدوش کر اس وقت حاضرین مسجد مین ایک غلغلہ فغان کا برپا ہوا اور عکاشہ سے کہنے لگے **نظم**

کہ اے شخص ہمپر جو چاہے سو کر حسین ؑ اور حسن ؑ پر بہت درد تھا پیمبر کے قدمون پہ رکھتے تھے سر تمھارے عوض ہمکو نانا رسول		پیمبر ؐ کی ایذا سے کر درگزر کہ رُخ زرد تھا اور دل سرد تھا یہ کہتے تھے نانا ہمین حکم کر ہین ایک ایک کوڑے کے سَو سَو قبول	

اللہ اللہ قربان عدل رسُول کے کیا انصاف تھا فرمایا آپنے دونون شاہزادگان اور اصحاب سے کہ یہ امر انصاف سے باہر ہے کہ میرا عوض دوسرے پر ہو الغرض عکاشہ اٹھا اور یہ کہا کہ یا نبی اللہ جس روز آپ نے مجھکو کوڑا دست مبارک سے مارا تھا یاد کرتا ہون کہ مین ننگی پیٹھ تھا پس عوض پورا جب تک نہین ہو سکیگا کہ آپ بھی پشت اقدس سے جامۂ مبارک کو علیحدہ نفرمادین۔

مقام عبرت و محل حیرت ہے کہ رسولؐ کو ایک ادنیٰ شخص کے معاوضہ مین یہ اہتمام بوجہ خوف خدا کے ہو رہا ہے کیا حال ہوگا ہم سب کا سومنو کہ صبح سے شام تک سیکڑون امور ایسے ہوتے ہین پس آپ نے فوراً پوشاک اطہر کو تن مطہر سے جدا کیا اے حضرات جس وقت کہ جامہ جسم پاک سے علیحدہ کیا کہ عکاشہ بکمال اشتیاق دوڑا اور مہر نبوت پر جو کہ پشت اطہر پر تھی بوسہ دیا

گرا پانوٴن پر اور کہا یا نبیؐ، | مجھے آرزو ایک مدت سے تھی
کہ مہر نبوت کو دیکھون ذرا | عوض تازیانہ کا حیلہ کیا
مرا یہ گنہ بخشدو یا رسولؐ | کیا دھوکے سے مین نے مقصد حصول
کی پھر اُسکے حق مین نبی نے دعا | اور اُس خاص مجلس کو رخصت کیا

پس آپ بھی مسجد سے اُٹھکر گھر مین تشریف لائے اور بوجہ شدت بخار اور شوق وصال ایزد غفار بیہوش لیٹے ہوئے تھے اور جناب فاطمہ زہراؑ آپ کے پاس بصد غم و یاس نہایت مضطرب بیٹھی تھین اور سر مبارک جناب رسالتمآبؐ کا گود مین لیے تھین کہ ناگاہ حضرت عزرائیلؑ کو حکم رب جلیل ہوا کہ اے عزرائیلؑ

شعر

مرے دوست کی روح مجھ پاس لا | اگر اُن کی مرضی نہ ہو چھوڑ آ

یہ فرمان ایزد غفار عزرائیلؑ در اقدس پر آیا اور اذن چاہا کیونکہ بلا اجازت خانہ مبارک مین جانے کا قصد نکرسکا اس جگہ ذاکر کو ایک امر یاد آیا ہے کہ محل عبرت و باعث ثواب مومنین کا ہوگا **نظم مخمس**

پانوٴن جس گھر مین نہ رکھتا تھا فرشتہ بے رضا | سایہ جنکا آفتاب چرخ نے دیکھا نہ تھا
لیک در میدان بعد از قتل شاہ کربلا | شامیان بستند بازو زینبؑ و کلثومؑ را
اے فلک آن ابتدا این انتہائے اہلبیت

روایت مین وارد ہے کہ جس وقت عزرائیلؑ نے بزبان عرب اجازت حاضری کی چاہی تو فاطمہ زہرا صلوٰت اللہ علیہا نے بجواب اسکے فرمایا کہ اے عرب ابھی وقت ملاقات نہین ہے پھر عزرائیل نے عرض کی کہ السلام علیک یا بنت رسول اللہ عرض دو اپنے باباؐ کو مجھے اذن ملے یہ مسافر

پیام کسی کالایا ہے وہ عرض کرتا ہے جواب دیا حضرت فاطمہ نے عَلَیکُمُ السَّلَامُ اور کہا کہ اے
بندے رسول خدا بوجہ شدت بخار غش مین ہین اِس وقت پھر جا موقع حضور کا نہین ہے بپاس
ادب جواب جناب سیدہ سُنکر متوقف ہوا اللہ اللہ کیا پاس ولحاظ خانہ رسول مقبول فرشتون
کو تھا آہ واویلا کہ اسی فاطمہ کی بیٹیون کے خیمہ مین فوج یزید بعد شہادت حضرت امام حسین در انہ
چلی گئی اور ہر ایک بی بی کا زیور وچادر سر سے اُتار کر مقید کین اور کربلا سے تا شام شتران بے
کجاوہ پر بلا مقنعہ وچادر لیجا کر بازار شام مین پھرایا اور دربار یزید پلید مین ننگے سر وہ بیبیان کھڑی
کی گئین المختصر پھر عزرائیل نے عرض کی کہ اے سیدہ دارین لخت جگر رسول الثقلین مجھکو ضرورت
پیام پہونچانے کی ہے اور کوئی چارہ نہین ہے کہ بلا حصول ملازمت دولتسرا سے واپس جاؤن
یہ سنکر جناب سیدہ پر ایک خوف طاری ہوا بدن اطہر کانپنے لگا کہ جنبش بدن سے چشم جناب
رسول خدا غش سے وا ہو گئی اور سبب کانپنے کا پوچھا اُس وقت جناب فاطمہ نے مال عرب
اور اصرار اجازت عرض کیا یہ سنکر جناب رسول نے **نظم**

کہا جان بابا نہین یہ عرب	نہ اسکو ملاقات کی کچھ طلب
یہ وہ ہے زنون کو جو بیوہ کرے	جو لڑکوں کے سر پر یتیمی دھرے
رکھے اپنا جس گھر کے اندر قدم	یہ پہونچا دے سب کو بہ ملکِ عدم
نہو جس مکان مین ہوا کا گذر	وہان دخل کرتا ہے یہ بے خطر
کسی سے اجازت کی حاجت ہے کب	مری آل کا پر ہے سب کو ادب

اے فاطمہ یہ ملک الموت ہے جو قبض روح کرتا ہے پس آپ نے جب یہ فرمایا تو جناب فاطمہ
رونے لگین اور عرض کی کہ اے بابا مدینہ کی بستی اجڑتی ہے فاطمہ پدر بزرگوار سے بچھڑتی ہے اب
میرے حسنین کس پر ناز کرینگے جناب رسول خدا نے فرمایا کہ اے فاطمہ اس وقت مت رو **نظم**

تجھے دیکھ روتے ہین سب قدسیان	سبھی عرش اوپر ہین زاری کنان
کہا اپنے بیٹون کو اس دم بلا	کہ میں دیکھ لون اُن کی صورت ذرا

مین کرون کوئی دم انھین پیار اب	کہ جاتا ہون دنیا سے اب سوے رب

الغرض جب وقت نواسون کو پیام جد بزرگوار ملا **نظم**

چلے دونون روتے گئے کھیل بھول	وہان آکے ٹھہرے جہان تھے رسول
ملا اک گلے ایک چھاتی لگا	محمدؐ نے دونون کا بوسہ لیا

اس وقت دونون صاحبزادے بصد بیقراری عرض کرتے تھے کہ اے نانا ہمارا ناز کون اُٹھائے گا کاندھے پر کون چڑھائیگا اس وقت شاہزادون کے دل پر عجیب درد تھا جناب فاطمہؑ کا دم سرد تھا جناب رسول مقبول نے جب یہ حال دیکھا تو درگاہ ذوالجلال مین عرض کی **بیت**

مرے ہجر مین صبر دیجو انھین	گرفتار غم کا نہ کیجو انھین

اور ارشاد فرمایا کہ اے فاطمہ دیر مت کرو اب عزرائیلؑ کو اجازت دو پس باجازت رسول کریم بصد تعظیم ملک الموت حاضر ہوئے پہلے تسلیم بکمال تکریم بجالائے اور عرض کیا کہ اے رسول مقبول ملک العلام رب کرام نے آپ کو سلام فرمایا ہے اور اختیار دیا ہے کہ چاہے دنیا مین ہمیشہ رہو اور اگر مزاج اقدس مین آوے تو ہماری ملاقات اختیار کرو کہ تمام حور و غلمان جنت و رضوان مشتاق ملاقات اور منتظر قدوم میمنت لزوم ہین ارشاد فرمایا جناب رسول خدا نے کہ اے عزرائیلؑ اسقدر مہلت دے کہ جبرئیلؑ میرے پاس آدین بفرمان آپ کے عزرائیلؑ نے توقف کیا کہ اسی اثنا مین حضرت جبرئیلؑ بحکم رب جلیل نازل ہوے اور عرض کی اے حبیب خدا مین بوجہ آراستگی عرش و کرسی و جنت و رضوان عدیم الفرصت تھا حسب الطلب حاضر ہوا خداوند کریم نے تمپر سلام بھیجا ہے اور ارشاد فرمایا کہ اے رسولؐ خدا ہمنے تمکو مالک روز حشر کیا چاہے جسکو بخشوا ناکل کے مختار ہو **نظم**

محمدؐ نے جس دم سنی یہ خبر	نہایت ہوے شاد اس بات پر
کیا سجدۂ شکر حق کی طرف	کہ مقصود کا گوہر آیا بکف

اور عرض کی کہ اے بار خدا تیری رحمت سے مین مطمئن ہوا کہ میری امت کو تونے اپنے فضل و کرم سے بخش دیا بعد اسکے آپ نے حضرت جبرئیلؑ کو رخصت فرمایا اور عزرائیلؑ کو روبرو بلاکر ارشاد کیا

کر اے ملک الموت حکم آلہی بجالا پھر حضرت جبرئیلؑ مع میکائیلؑ آئے اور یمین و یسار بیٹھکر رونے لگے **نظم**

مجبو آپ کے ماتم مین رو لو — مژہ مین اشک کے موتی پرو لو
اگر کچھ الفت خیر الورا ہے — مقام گریہ ہے رونے کی جا ہے

ملک الموت سامنے بیٹھا ہے قبض روح پر آمادہ ہے ہاتھ علی ابن ابی طالبؑ کا زیر رخسارۂ مبارک رکھا تھا کہ ناگاہ عزرائیلؑ نے **نظم**

پیمبر کی چھاتی پہ پنجہ دھرا — اٹھے کانپ اُس وقت ارض و سما
کیا زور اپنا فرشتہ نے جب — پیمبر کا تھا حال اُس دم عجب

الغرض وفعۃً روح اقدس نے آشیان جنت کو پرواز کی پھر تو ایک کہرام دولت سرائے رسالتمآبؐ مین ایسا برپا ہوا کہ کوئی اسکا بیان نہین کرسکتا رونا اور تڑپنا حضرت فاطمۂ زہراؑ کا اور نالہ و شیون علی مرتضیٰ کا اور سر پیٹ کر آہین سرد بھرنا حسنؑ مجتبیٰ اور شہید کربلا کا اگر تحریر کردن تو سامعین کو طاقت سُننے کی نرہیگی **نظم**

جہان مین شور محشر سر بسر ہے — قیامت رحلت خیر البشر ہے
ملک جن و بشر ہین زار و نالان — زمین و آسمان بھی نوحہ گر ہے
رسول اللہ کا نظرون سے چھپنا — اگر سمجھو بڑا داغ جگر ہے
اندھیرا کیون نہو سارے جہان مین — چھپا پردے مین وہ رشک قمر ہے

آجرکم علی اللہ خوب پُرسا دیا جناب سیدہ کو **رباعی**

بس اے اہل مجلس بکا کر چکے تم — ہوا شور آہ و فغان سے تلاطم
نہین غم سے ذاکر کو تاب تکلم — سلام علیکم سلام علیکم
کرین اب دعا یہ صغیر و کبیر
بر آئین جو مطلب ہون تیرے وزیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

در ذکر فضائل و وفات مخدومۂ کونین پارۂ جگر رسول الثقلین

یعنی جناب فاطمہ زہرا بنت محمد مصطفیٰ صلعم

فضائل ہون زہرا کے اکر تا رقم		مقام ادب ہے سنبھل کر قلم	

مورخان جادۂ راہ رضا اور پیروان رسول خدا نے کتاب امالی اور فضائل و معانی الاخبار سے اس طور پر تحریر کیا ہے کہ فرمایا ہے جناب صادق علیہ السلام نے کہ حضرت فاطمہ زہرا میری جدہ نامور کے بہت سے نام ہین انمین سے بعض اسم ذاتی اور بعض صفاتی ہین مگر نو نام مشہور ہین فاطمہ ۱ صدیقہ ۲ مبارکہ ۳ طاہرہ ۴ زاکیہ ۵ راضیہ ۶ مرضیہ ۷ محدثہ ۸ زہرا ۹ سوال کیا ایک نے اصحاب حضرت سے کہ یا حضرت اور نامون کا سبب تو معلوم ہوتا ہے مگر اسم فاطمہ زہرا کا وجہ تسمیہ معلوم نہین ہوتا فرمایا حضرت نے اصحاب باوفا سے کہ سنو یعنی فاطمہ کا وجہ تسمیہ یہ ہے کہ وہ معصومہ جدا کرنے والی ہین اپنے شیعون اور دوستون کو آتش جہنم سے عرض کی اُسنے کہ قربان ہون آپ پر مین اور میرے مان باپ سبب اسم زہرا بھی فرمائیے ارشاد کیا آنحضرت نے کہ حق سبحانہ تعالےٰ نے اس معصومہ کو ایک محل جنت مین عطا کیا ہے کہ سب یاقوت سرخ کا ہے اور بلندی اُسکی بمسافت ایک سال کی راہ کے ہے زمین جنت سے اور وہ معلق ہے ہوا مین نہ کسی سے اسکی بلندی لگی ہے نہ کسی پر اسکی بنیاد ہے نہ کسی سے بندھا ہے اور اس محل مین لاکھ دروازے ہین اور ہر دروازے پر اسکے لاکھ فرشتے محافظ ہین جب اہل جنت نظر کرتے ہین اسکی طرف تو ایسا نظر آتا ہے جیسا کہ اہل دنیا کو آفتاب روشن نظر آتا ہے اور بہت تابندہ اور چمکتا ہوا کہتے ہین کہ مالک اسکی فاطمہ ہے اس وجہ سے آپ کا نام زہرا ہے کہ مالک ایسے مکان کی ہین اور دوسرا سبب یہ ہے کہ جناب اقدس الٰہی نے اپنے نور کرامت ظہور سے اُنکو پیدا کیا ہے پس روایت ہے کہ جب آپ

پیدا ہوئین نور سے روشنی پھیل گئی زمین وآسمان پر کہ فرشتون کی آنکھین بوجہ وفور روشنی کے خیرگی کرنے لگین تب فرشتون نے سبب اسکا حق سبحانہٗ تعالیٰ سے پوچھا تھا تو ارشاد فرمایا کہ آج ہمنے اپنے نور سے خلق کیا ہے حضرت فاطمہؑ کو تاکہ میری عظمت وجلال ظاہر ہو جناب رسولِ خدا سے روایت ہے کہ آپ فرماتے تھے فاطمہ میری دختر سردار ہے تمام عورتون کی جو مخلوق ہوئین یا آیندہ ہونگی چنانچہ مثال مین اکثر فرماتے تھے آپ **نظم**

باغون مین خلد نہرون مین کوثر ہے انتخاب	قبلون مین کعبہ مصحفون مین آخری کتاب
تارون مین آفتاب ہین پھولون مین گلاب	سب عورتون مین فاطمہؑ مردون مین بوتراب
شاہِ زنان وقت مسیحا کی مان ہوئین	زہرا ہر ایک عصر کی شاہِ زنان ہوئین

پس مومنین جب شان مین اُس مخدومہ کونین کی خدائے پاک اور رسول ثقلین یہ فرماتے ہین تب بندہ کا تو حال یہ ہے **نظم**

بیہوش ہین فضائل زہرا مین عقل و ہوش	خود بے لباس اور خلائق کی پردہ پوش
عسرت سے بیحواس مگر یادِ حق کا جوش	وقفِ کرم ہے چشم تو صرفِ سوال گوش
زیور نہ کچھ گلے مین نہ پہنا ہے ہاتھ مین	تسبیح خاک حمزہ کی گہنا ہے ہاتھ مین

چنانچہ راویان نے اکثر حالات زہد وطاعت جناب کے تحریر کیے ہین کہ آپ کا عضو عضو عبادت اپنے معبود مین مصروف رہتا تھا **نظم**

رُخ یادگار قدرت پروردگار تھا	دل رازدار خلوت پروردگار تھا
سر جان نثار حجت پروردگار تھا	تن خاکسار رحمت پروردگار تھا
تسبیح سے عیان شرف فاطمہؑ ہوا	ذکر خدا اُنکا فاطمہؑ پر خاتمہ ہوا
شانِ خدا تھی صَلِّ عَلیٰ شانِ فاطمہؑ	حیدر کی جانماز تھا دالانِ فاطمہؑ
روزہ ہر ایک روز تھا مہمانِ فاطمہؑ	کہتی تھی عید فطر کہ قربانِ فاطمہؑ
بھر نماز قوت کی تقلیل کرتی تھین	تسبیح حق مین آپ کو تحلیل کرتی تھین

اور عفت اور عظمت کا بھی اُس شاہزادی دارین اور سیدۂ کونین پر خاتمہ ہوا **نظم**

شرم وحیا وہ ہے کہ جہان شرمسار ہے — ششدر رہین سب کہ پانچ جگہ اک مزار ہے
پردہ جو تھا حیات مین وہ آشکار ہے — شہرت سے اِنکی معجزون کو ننگ و عار ہے
دکھلاتا ذوالجلال اگر ان کی شان کو — حاجت پھر انبیا کی نہوتی جہان کو

عفت پکارتی ہے مقام حجاب ہے — شیعو جناب فاطمہؑ کی یہ جناب ہے
حوّا و آسیہ کا یہ باہم خطاب ہے — زہراؑ کے رعب و دبدبہ سے زہرہ آب ہے
جاری ہین منھ سے جاریۂ فاطمہؑ ہین ہم — مخدومہ کائنات کی وہ خادمہ ہین ہم

اللہ اللہ کیا مرتبہ جناب بتول عذرا فاطمہ زہراؑ کا پیش خداے کریم تھا کہ ہنوز آپ اسی دنیاۓ فانی مین تھین اور خداے کریم نے کل اختیار روز شمار آپ کو عطا فرمایا تھا چنانچہ اکثر کتب مین **نظم**

لکھا ہے یہ کہ معدن رحمت بتولؑ ہے — مختار کارخانۂ قدرت بتولؑ ہے
صاحب کلید گنج شفاعت بتولؑ ہے — پشت و پناہ اہل قیامت بتولؑ ہے
ہر چند ابھی نہ حشر نہ فردوس و نار ہے — پر فاطمہؑ کو آج ہی کل اختیار ہے

اسیجا یہان پر ایک بند واسطے گریہ کے عرض کرتا ہون اور پھر جناب فاطمہؑ کا حال عرض کرونگا **نظم**

یارو سنا مدارج معصومہ کا بیان — ہر شہر شہر آمد زینبؑ کی کیا تھی شان
چہرے پہ دونون ہاتھ تھے شانون مین ریسمان — نیزے پہ سر حسینؑ کا سجاد ساربان
جو پوچھتا تھا کون یہ بی بی اسیر ہے — کہتا تھا شمر بنت جناب امیر ہے

اے مومنین کیونکر خداوند کریم آپ کو مالک خلد و جحیم نکرے آپ بھی تو بجان و دل اپنے معبود حقیقی پر فدا تھین چنانچہ روایت مین وارد ہے کہ ایک روز جناب رسولؐ مقبول مسجد مین جلوہ افروز تھے کہ ایک سائل نے آکر سوال آنحضرتؐ سے کیا جناب رسول خدا بوجہ عسرت اور تہیدستی کے مال دنیا سے آپ اپنے پاس کچھ نہ رکھتے تھے سوال سائل پورا نہ کر سکے **نظم**

لیکن کہا بلال سے ہان شاد کر اسے — مشکلکشا کی زوجہ کا دکھلادے گھر اسے

رو کر کہا بلال نے ہے عرض تو قبول	پر فقر فاطمہؑ کا ہے مشہور یار سولؐ
بولے رسولؐ رو نہ کریگی کبھی بتولؑ	زہرا کے در پہ لیگیا اسکو وہ نیک اصل
آیا گدا بتولؑ کے گھر پر گدائی کو	اقبال دوڑا آگے سے خود پیشوائی کو
سائل نے چوم کر در دولت پہ دی صدا	اے قبلۂ امید مساکین و بے نوا
حاجت روائے فاقہ کشان رحمت خدا	محبوبۂ خدا و بنی اشرف النساء
بچون کی خیر نذر جناب آکہ دے	کھانا کھلا لباس پنھا زاد راہ دے

حضرت بلال فرماتے ہین کہ جس وقت اس گدا کو لیکر مین دروازہ فاطمہ زہرا پر گیا جناب حسنینؑ کو تیسرا فاقہ تھا اور دونون شاہزادے بوجہ شدت گرسنگی ایک حجرہ مین مغموم پوست گوسفند پہ لیٹے تھے اس مخدومہ دارین نے دونون شاہزادون کو اُٹھا کر فرمایا کہ ایک فقیر سائل ہے اُسکو یہ پوست دونگی اور مُنھ دونون شاہزادون کا دیکھنے لگین قربان اس جود وسخا کے حالانکہ وہ دونون صاحبزادے ابھی کمسن تھے مگر ضمیر والدہ بزرگوار سمجھکر **شعر**

وہ بولے آپ جانتی ہین کچھ کہین گے ہم	دیدو یہ پوست خاک ہی پر سو رہینگے ہم

پس جناب مخدومۂ دارین سیدۃ النساء نے وہ پوست گدا کو عطا کیا تو **نظم**

بڑھکر در در فاطمہؑ پر بولا وہ گدا	احسان کر تو پورا اگر اے بنت مصطفےٰ
مین بے دیار ہون یہان گھر دور ہے مرا	کچھ ننھے ننھے بچے ہین کچھ میرے اقربا
وان قوت ایکدن کا نہین انکے پاس ہے	یان زاد راہ ہے نہ غذا نے لباس ہے
منقول ہے کہ ایک گلوبند ایکبار	تھا گردن بتول مین روشن ہلال وار
بخشا اتار کر وہ گلوبند ایک بار	انکا یہ فیض و رحم اور امت کا یہ شعار
حلقہ رسن کا زینبؑ ناشاد کے لیے	لوہے کا طوق گردن سجاد کے لیے
کیونکر رقم فضائل زہرا ہون سر بسر	فرد ازل بیاض ابد تنگ و مختصر
گر دیکھیے مصیبت خاتون بحر و بر	آغاز اُسکا رونے کو کافی ہے عمر بھر

آغاز کیا ہے رحلت خیر الانام سے	ماتم تو نا تمام ہے زہرا تمام ہے

چنانچہ حضرت فضہ فرماتی ہین کہ جس وقت جناب رسول خدا نے وفات کی تو فراق پدر بزرگوار مین آپ گوشہ نشین ہوگئین اور حجرہ مبارک سے باہر نہ آتی تھین بعد ایک ہفتہ کے پھر دیکھا جو مین نے جھانک کے تو آنکھ بند ہے آواز آہ کی دل سے بلند ہے پس جس وقت کہ مین نے یہ حال سبطین رسول الثقلین سے عرض کیا تو دونون شاہزادے در حجرہ پر آئے اس وقت نظم

بیٹے پکارتے تھے کہ اے امان باہر آؤ	امان نہ اتنا رلاؤ غلامون پہ رحم کھاؤ
نانا کہان گئے ہین بلا لائین ہم بتاؤ	ہم کرتے پیار تے ہین نہین تو گلے لگاؤ
نانا کے بعد ہائے یہ بیقدر ہم ہوئے	سب اک طرف حضور کے بھی پیار کم ہوئے
القصہ بعد ہفتہ کے دن آٹھوان ہوا	اور نیلپوش ظلمت شب سے جہان ہوا
یان مہر برج حجرۂ ماتم عیان ہوا	پر اس طرح کہ مردہ کا سب کو گمان ہوا
یہ حال ہوگیا تھا عزائین رسول کی	پہچانی بیٹیون نے نہ صورت بتول کی

جس وقت اندر حجرہ کے حضرت زینب نے جا کر ڈھونڈھا تو آپ کو نہ پہچانا رونے لگین اور فرماتی تھین شعر

مان میری کیا ہوئی مین قلق سے ملول ہون	مڑ کر پکارین آپ کہ مین ہی بتول ہون

پس حجرۂ مبارک سے نکلکر آپ نے اس ضعف مین نہ بیٹیون کو پیار کیا نہ بیٹون کو گلے لگایا عشق پدر بزرگوار مین اسی حال سے قریب شام روانہ طرف مزار رسول مقبول اس شان سے ہوئین کہ ایک ہاتھ مین عصا دوسرا ہاتھ شانۂ حضرت فضہ پر بوجہ ضعف کے دھرا تھا اسوقت فرش و عرش زلزلہ مین تھا اور نظم

قدسی تھے فرش عرش معلےٰ کے آس پاس	تسبیح کی خبر تھی نہ تہلیل کے حواس
دوزخ بعد آخر دمش میں مالک خدا اداس	غلمان و حور و جن و پری پر ہجوم یاس
غل تھا کہ سب کے دل کو ہلاتی ہے فاطمہؑ	اس دم نبی کی قبر پہ آتی ہے فاطمہؑ
رستے کے لوگ فضہ نے بڑھکر ہٹا دئیے	ہمسائیون نے غرفہ کے پردے گرا دیے

مردون کے منہ پہ دوڑ کے دامن اڑھا دیے ‏— سب نے چراغ اپنے گھرون کے بجھا دیے
کہتی تھین فاطمہ کے پدر کا یہ شہر ہے ‏— نامحرمون نے بی بی کو دیکھا تو قہر ہے

کیون حضرات سر پیٹنے اور رونے کا مقام ہے آہ آہ نظم

یثرب مین وقت شام یہ زہرا کا ہے ادب ‏— دن کو پھرایا بلوے مین زینبؑ کو ہے غضب
القصہ آئی قبر پہ وہ کشتۂ تعب ‏— پر اس گھڑی کہ ہلتی تھی قبر حبیب رب
تربت کے گرد پھرنے سے طاقت جو گھٹ گئی ‏— لیکر بلائین قبر سے زہرا لپٹ گئی

حضرات اگر اُس وقت کے بین جملہ بیان کرون تو طول ہو گا مختصر یہ ہے کہ آپ قبر مطہر سے لپٹ کر کہتی تھین کہ اے بابا مسجد پیغمبری خالی ہے منبر سونا ہے وحی خدا بند ہو گئی جبرئیل نے زمین پر آنا چھوڑ دیا حضرات تمام زن و مرد کے اس بین دلخراش سے سینے شق ہوتے تھے اور نظم

کہتے تھے سب یہی کہ ٹھہر جائے فاطمہؑ ‏— اور فاطمہؑ یہ کہتی تھی مر جائے فاطمہؑ
القصہ فاطمہؑ ہوئی بیہوش قبر پر ‏— زینبؑ کے پاس دوڑی گئی فضہ ننگے سر
زینبؑ نے پوچھا خیر تو ہے بولی پیٹ کر ‏— جامہ نبی کا دو کہ سونگھا دُون مین نوحہ گر
ہمسائیان ہین گرد ہراسان کھڑی ہوئین ‏— بی بی کی امان جان ہین غش مین پڑی ہوئین
نانا کا خاص جامہ نواسی نے لا دیا ‏— فضہ نے جا کے بیٹی کو غش مین سنگھا دیا
خوشبو نے اسکی وصل نبی کا مزا دیا ‏— جامہ پہ بوسہ فاطمہؑ نے جا بجا دیا
پڑھکر درود بات سنائی وہ یاس کی ‏— جو بیبیان لرزنے لگین آس پاس کی
بابا اذان بلالؓ کے منہ سے ہمین سناؤ ‏— بابا نمازی آئے ہین مسجد مین تم بھی آؤ
بابا وصی کو اپنے بلا کر گلے لگاؤ ‏— بابا نواسے ڈھونڈتے پھرتے ہین منہ دکھاؤ
اک اک گھڑی پہاڑ ہے مجھ دل ملول کو ‏— بابا کہو بلاؤ گے کس دن بتول کو
یہ کہہ کے پیٹنے لگی خاتون نیک ذات ‏— گھر مین زنان ہاشمیہ آئین ہاتھون ہات

الغرض جس وقت کہ آپ قبر نبی سے اپنے حجرے مین آئین پدر بزرگوار کو شب و روز رو دیا کرتی

تھیں حتےٰ کہ اہل محلہ پریشان ہوئے چنانچہ وارد ہے **نظم**

محمد مصطفیٰؐ نے جبکہ اس دنیا سے رحلت کی / رسول اللہؐ کی بیٹی نے اپنی غیر حالت کی
جو دن آیا تو زاری کی جو شب آئی تو رقت کی / علیؑ کے پاس ہمسایوں نے آکر یہ شکایت کی
کہ ہم آئے ہیں عاجز فاطمہؑ کی آہ و زاری سے / انھیں سمجھاؤ مت رویا کریں اس بیقراری سے

برطبق گزارش عرب آپ حجرۂ فاطمہ علیہا السلام میں تشریف لے گئے **نظم**

باہر سے مرتضیٰؑ گئے جس دم جھکائے سر / منھ ڈھانپے رو رہی تھی اکیلی وہ خوش سیر
دینے لگے پیام عرب شاہ بحر و بر / گھبرا کے بولی ہائے کرے کیا یہ بے پدر
قابو میں موت ہوئے تو مر جاؤں یا علیؑ / بابا کا سوگ لے کے کدھر جاؤں یا علیؑ

الغرض اسی طرح کے کلمات سے جناب امیرؑ کو بھی رلایا اور فرمایا عرب سے منجانب میرے جواب دو کہ فاطمہؑ کہتی ہے **نظم**

سب کے نبی کا سوگ ہے کل کے نبی کا غم / یہ بھی نصیب اپنا کہ الزام پائیں ہم
یہ کیا سمجھ کے منھ سے نکالا کہ روؤ کم / بے رونقی رسول کے ماتم کی ہے ستم
ماتم ہے غیر کا کہ تمھارے رسولؐ کا / پر تم کو ناگوار ہے رونا بتولؑ کا

بعد فرمانے اس کلام کے آپ نے بقیع میں بیت الحزن بنایا اور وہاں رویا کرتی تھیں کہ ایک روز جناب امیرؑ نے ملاحظہ فرمایا کہ آپ نے پوشاک حسنینؑ دھو کر پھیلائی ہے مطبخ گرم کیا ہے اور آٹا خمیر کر کے رکھا ہے اُس وقت جناب امیرؑ نے **نظم**

پوچھا کہ اتنے کاموں کا جو شغل آج ہے / اس وقت کچھ بحال تمھارا مزاج ہے
بولیں کہ آج رات کو ہو جاؤں گی بحال / کل میرے کاروبار میں تم ہوگے خود نڈھال
خدمت کا میرے بچوں کی ہوگا کسے خیال / نہلا دھلا دیا کہ پریشان تھا انکا حال
کرتے بھی دھوئے قوت بھی کل تک کا دے چلی / سہرا نہ باندھا ایک یہ ارمان لے چلی
مغرب تلک بس اور ہے ماں انکے سر پہ اب / کل صبح یہ گھرینگے یتیمی میں ہے غضب

پروانہ رہیو میرے چراغون پہ روز و شب	بن ماں کا جان کے کوئی گھڑکے نہ بے سبب
یہ دونون ہین پسر جناب امیر کے	جوشن ہین آپ میرے صغیر و کبیر کے

الغرض اسی طرح کے کلمات فرماتی تھین اور جناب امیرؑ کو چند وصایا فرما کر حسنینؑ کو گلے لگا کر قریب شام فرمایا کہ مسجد رسولؐ مین جا کر نماز پڑھو پس بفرمان جناب فاطمہؑ علیؑ مرتضٰے اور دونون صاحبزادون نے قصد مسجد نبوی کیا اور آپ بھی حجرۂ پدر بزرگوار مین جانے کے واسطے تیار ہوئین **نظم**

حجرے مین غسل کر کے پڑھی آخری نماز	سجدے مین سر جھکا کے کہے اپنے دل کے راز
آواز ارجعی سے کیا حق نے سرفراز	زہراؑ نے پانوں اپنے کئے قبلہ کو دراز
حورون نے ہر بہشت کی باہم یہ غل کیا	پیٹو قضا نے شمع پیمبر کو گل کیا
پھر تو ہر ایک کوچہ مین محشر بپا ہوا	اپنے پرائے دوڑے کہ ہے ہے یہ کیا ہوا
فضہ پکاری سیدہؑ کیا واقعہ ہوا	حجرہ بتولؑ پاک کا ماتم سرا ہوا
چھاتی قلق سے دیکھنے والوں کی پھٹ گئی	منھ رکھ کے منھ پہ مردے کے زینب لپٹ گئی
لیکر بلائین کہتی تھی بیٹی نثار ہو	اماں مین ہول کھاتی ہون تم ہوشیار ہو
حسنینؑ روتے پیٹتے ہین ہمکنار ہو	تم آنکھ کھول دو تو سبھون کو قرار ہو
ہے ہے یہ چپکی رہنے کی کیا بات ہو گئی	نانا کا فاتحہ نہ دیا رات ہو گئی
مین دودھ بخشوانے نہ پائی کہ چل بسین	شربت بنا کے لانے نہ پائی کہ چل بسین
سجّادہ بھی اٹھانے نہ پائی کہ چل بسین	مین بے نصیب آنے نہ پائی کہ چل بسین
کیا جانتی تھی وقت ہے یہ انتقال کا	ہے ہے ابھی تو سن تھا کل اٹھارہ سال کا
بی بی خطاب دے گئین ہم کو خبر نہین	وہ کیا لقب ہے بیکس و بے یار و بس حزین
یہ رسم ہے نیا کہ ہمیشہ سے ہے یونہین	زینبؑ زمین پہ بھاری ہے زینبؑ پہ اب نہ مین
واقف ہون اتنا گو ابھی سن مین صغیر ہون	اس وقت اپنی آنکھ مین مین خود حقیر ہون
اے میری فاقہ کش مری نادار اماں جان	اے میری بے دوا مری بیمار اماں جان

کنبے کی آبرو مری سردار اماں جان — اے میری صابرہ مری ناچار اماں جان
نانا موئے تو ہون کوئی نادر خطاب دو — اماں جواب دو مری مادر جواب دو

ہنوز جناب زینبؑ یہ بیان فرما رہی تھین کہ عورات بنی ہاشم جناب زینبؑ کے گرد آ کر کلمات ماتم پرسی کے کہتی تھین اور تشفی و دلاسا دیتی تھین اسی عرصہ مین

نظم

ناگاہ آئے روتے ہوئے شاہ اوصیا — غسل و حنوط فاطمہؑ حجرے مین خود کیا
استبرق بہشت برین کا کفن دیا — تابوت مین لٹا کے گلے سے لگا لیا
بولے کفن مین کھول کے رخسار فاطمہؑ — مشتاقو آؤ دیکھ لو دیدار فاطمہؑ

پھرنے لگین کنیزین جنازے کے آس پاس — جھک کر ملائین بیٹیون نے لیں بحال یاس
اب کیا کہون کہ شدت غم سے ہے دل اداس — نزدیک ہے وہ وقت فرشتے ہون بے حواس
گھر مین علیؑ لحد مین نبیؐ تھرتھراتے ہین — روتے حسنؑ حسینؑ جنازے پہ آتے ہین

نعلین پاؤن مین ہین نہ سر پہ ہے پیچ بیان — کہتے ہین کچھ یہ منھ سے نکلتا ہے ہائے مان
لکھا ہے جب جنازے پہ آئے وہ خستہ جان — حسرت سے دیکھا مردے کا منھ اور یہ کی فغان
اماں غلام آئے ہیں رخصت کے واسطے — جاتی ہو تم نبیؐ کی زیارت کے واسطے

نانا جو پوچھین خادمون کی خیر و عافیت — کہیو زمانہ خون کا پیاسا ہے بے جہت
بابا کے قتل کی ہے نمازون مین مشورت — نانا ہمارے دل کو ہو اب کس کی تقویت
شفقت کا ہاتھ آپ نے سر سے اٹھا لیا — اک والدہ تھین اُن کو بھی ہے ہے بلا لیا

ہونے لگے وداع یہ کہکر وہ نیکنام — نیچے سے سر جھکا کے کیے آخری سلام
پھر تو نہ فاطمہؑ کو رہی طاقت قیام — تھرائین یون کہ بند کفن کھل گئے تمام
عاشق کو بے ملے ہوئے کس طرح کل پڑے — فوراً کفن سے دست مبارک نکل پڑے

باہین گلے مین پیار سے زہراؑ نے ڈال دین — اور سینہ سے لپٹ گئے جھک کر وہ نازنین
ہاتف نے دی علیؑ کو ندا اے امیر دین — روتے ہین ہر فلک پہ ملک ہلتی ہے زمین

تسکین عرش اعظم رب ہدا کرو	بیٹون کو مان کی لاش سے جلد ہی جدا کرو
منہ چوم کر یتیمون کا بولے یہ مرتضیٰ	رو رو تے ہین ملائکہ آسمان سے ہو جدا
فضہ پکاری آپ کے اعجاز پر فدا	بس عاشق حسینؑ و حسنؑ بیہار ہو چکا
باہر نکالو دفن مین اب دیر ہوتی ہے	آئی ندا کہ روح نہین سیر ہوتی ہے

الغرض دونون شاہزادون کو جناب امیر نے جدا کر کے سپرد جناب علیا زینبؑ کے فرمایا اور اُس مخدومۂ کونین کو دفن فرمایا

یا سیدہ حسینؑ و حسنؑ کی تمھین قسم
ہون مشکلین و زہیر کی آسان دمبدم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

در فضائل و ذکر شہادت جناب امیرالمومنین شیر خدا علی مرتضیٰ

خوشا ما خوشا دین و دنیائے ما	کہ ہم چون علیؑ ہست مولائے ما

حضرات مقام فخر و مباہات ہے کہ ہم سب کو ایسا مولا ملا ہے کہ جسکی قدر و منزلت خداوند عالم اور رسولؐ اکرم کے نزدیک سب سے زیادہ کمال مرتبہ ہے اب اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ نام آپ کا یداللہ ہے یعنے دست خدا

مخمس من مولف

لولاک نے ختم رسل حق کا ہے کلما	احمدؐ نے کہا ٹھیک لحمی لحمک مولا
حاصل ہوا ان دونون حدیثون کا نتیجا	گر آپ نہ ہوتے تو فلک خاک نہ ہوتا

جو چاہو کرو مالک سر کار خدا ہو

اللہ اللہ کیا مرتبہ اُس امام مالک کونین کا ہے جسکی ثنا و صفت قدر و منزلت امکان انسان مین تو ایک طرف انبیا و پیغمبران کے خیال و گمان سے باہر ہے من مولف

معراج کو جس دم گئی احمد کی سواری	ہمراہ نہ تھا کوئی بجز محرم باری

سدرہ کے تو آگے ہوئے جبرئیلؑ بھی عاری	وان احمدؐ مرسل تھے و یا ذات تمھاری

پھر کون یہ کہہ سکتا ہے احمدؐ سے جدا ہو

چنانچہ جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین کہ جیسدم مین بحکم رب جلیل ہمراہ جبرئیلؑ واسطے تقرب بارگاہ ربانی کے آسمان پر گیا تو پردۂ قدرت سے لہجۂ علی مین مجھ سے کلام ہوئے اور جو ہاتھ حجاب سے نکلا وہ علیؑ کا تھا اور کتب معتبرہ سے ثابت ہی کہ وقت سیر آسمان نظر

ناقے رسول حق کو نظر آئے ایک بار	صندوق چوب خلد تھے دو دو ہر اک پہ بار
جاتی تھی غرب سے طرف شرق وہ قطار	گنیے ازل سے گر تو ابد تک نہو شمار
اسکی خبر ملک کو بھی غیر از خدا نہ تھی	مثل نجوم حصر نہ تھا انتہا نہ تھی
جبرئیلؑ سے یہ کہنے لگے شاہ بحر و بر	ناقے یہ کیسے آتے ہین اور جاتے ہین کدھر
بار انپہ کیا ہے لعل و زبرجد ہے یا گہر	جبرئیلؑ نے کہا یہ مجھے بھی نہین خبر
دی حق نے روح جب سے مرے جسم زار کو	اُس دن سے دیکھتا ہون یونہین اس قطار کو
بولے نبی یہ حال ہو کس طرح آشکار	کی عرض اُسنے دیکھئے یا شاہ نامدار
بٹھلا دئے فرشتون نے ناقے بصد وقار	دیکھا رسولؐ نے تو کتابین ہین بیشمار
صندوق تھے جو ناقون کے اوپر دھرے ہوئے	تھے سب مین مرتضےٰ کے فضائل بھرے ہوئے

مومنین سُنیے فضائل اپنے آقا کے جب جناب رسالتمآبؐ کو انتہا نہ معلوم ہوئی تو انسان مُشت خاک کی کیا مجال ہے کہ شمہ بھی بیان کرسکے **بقول مؤلف**

جبرئیلؑ کو سدرہ پہ سبق تمنے پڑھایا	پیاسا تھا خضر آب بقا تمنے پلایا
مدّاح پیمبرؐ کو سدا آپ کا پایا	قرآن تمام آپ کی مدحت مین ہے آیا

پھر تیری ثنا بندہ سے کیا خاک ادا ہو

بحار الانوار مین منقول ہے کہ جب جناب امیرؑ پیدا ہوئے تو جناب رسولؐ خدا نے آپ کا جھولا قریب خواب فرش اپنے کے رکھا تھا اور تربیت و پرورش فرماتے تھے اور دست مبارک

سے اکثر آپ کو غسل دیتے تھے اور بالون مین شانہ فرماتے تھے اور اپنے ہاتھون سے دودھ پلاتے تھے اور گہوارہ جنبانی فرماتے تھے اور لوریان دیتے تھے الغرض اسی طرح پرورش فرمائی پس جناب امیر علیہ السلام بھی اپنے برادر بزرگوار پر جان و دل سے فدا تھے پس ایسے آقا پر کیونکر مومنین مع اپنے مان باپ کے جان و دل سے فدا ہون سبحان اللہ خدا نے ہمہ صفت اس ذات بابرکات کو موصوف کیا تھا چنانچہ روایت مین وارد ہے کہ باری تعالےٰ نے اُس جناب مین جملہ صفات جمع کئے تھے اس سبب سے کوئی آپ کا مثل و نظیر نہین تھا کہ جنکی تھوڑی سی تفصیل ذاکر عرض کرتا ہے زاہد یعنی تارک الدنیا اور پھر بادشاہ دارین اور زہد کا تو یہ حال تھا کہ غذا آپ کی نان جوین تھی جو کہ زانو سے دبا کر توڑی جاتی تھی اور عبا مین اسقدر پیوند تھے کہ لگانے والے اُس سے شرم کرتے تھے دوم ایک روز آپ مسجد مین نماز پڑھکر بیٹھے تھے کہ ایک عرب آیا **نظم**

مغرب کے فریضہ کو ادا کر چکے جب شاہ	سب اُٹھ گئے تنہا رہا وہ بندۂ اللہ
تھا آرد جو روزہ کشائی کو جو ہمراہ	لے اک کفِ دست آپ نے افطار کیا آہ
اک مشت اسے بھی دیا وہ لطف و کرم سے	لیکر اُسے رخصت ہوا وہ شاہ امم سے

دربار شہزادگان مین حاضر آیا حسنین علیہم السلام کو یکجا پایا دیکھا کہ صاحبزادون نے طعام مطبخ سے منگایا اور بلطف و عنایت اسکو کھلایا اور تمام فقرائے حاضرین نے اسی طرح پایا **نظم**

وہ مرد عرب تھوڑے سے کھانے کو اُٹھا کر	حضرت سے لگا کہنے کہ یا سبط پیمبر
مسجد مین گیا مین جو پئے طاعت داور	اک شخص کو وان دیکھ کے دل ہو گیا مضطر
محتاج ہے بیکس ہے غریب الغربا ہے	کھانے کے عوض آرد جو پھانک رہا ہے
اس مرتبہ کہنہ ہے کہ ثابت نہین پوشاک	رکھتا ہے گریبان قبا مثل کفن چاک
فرش اسکو میسر نہین دُنیا مین بجز خاک	ایسا کوئی محتاج نہ ہوگا تہ افلاک
فاقے سے وہ بیٹھا ہوا ہے گھر مین خدا کے	ہو حکم تو دے آؤن یہ کھانا اُسے جا کے
پانی سے مرے سامنے روزہ کیا افطار	ہر گھونٹ مین کہتا تھا کہ شکر اے مرے غفار

ہے گلا اسکا بنا تیغ تلے دھرنے کو ۔ پالتا ہون اُسے اُمت پہ فدا کرنے کو

بعد ازان حضرت جبریلؑ نے سفارش فطرس عرض کر کے تمام حال بال و پر سوختہ ہونے کا بوجہ عتاب الٰہی عرض کیا اور گذارش کی کہ یہ گنہگار آپ کے آستانہ پر بامید شفاعت آیا ہے کہ شاید بتصدق انبساط مولد حسینؑ اسکی تقصیر معاف ہونے کے واسطے آپ دعا فرمادین یہ سنکر

نظم

اُس فرشتہ سے محبوب الٰہی نے کہا ۔ کر لے مس بازوے شبیر سے بازو اپنا
وہ فرشتہ سخن شہ سے بہت شاد ہوا ۔ بازوے پاک سے بازوے شکستہ کو ملا
سب سے کہتا تھا کہ کیا خوب دوا پائی ہے ۔ دیکھو شبیر کی یہ پہلی مسیحائی ہے
روبقبلہ ہوئے اُس وقت رسولؑ دوسرا ۔ اور شبیرؑ کو ہاتھون پہ محمدؐ نے لیا
ایک جانب کو بتولؑ ایک طرف شیر خدا ۔ فوج قدسی لیے جبریلؑ امین پشت پہ تھا
یان تو محبوب الٰہی نے کہا بسم اللہ ۔ آئی وان باب اجابت سے صدا بسم اللہ

اور جناب رسول خداؐ واسطے شفاعت کے دعا فرماتے تھے اور جناب فاطمہؑ و علی مرتضیٰؑ و حسنؑ مجتبیٰ آمین کہہ رہے تھے کہ ناگاہ بہ قدرت الٰہی زبان مبارک جناب امام حسین علیہ السّلام سے آمین کا لفظ جاری ہوا یہ معجزہ اول جناب امام مظلوم کا تھا کہ روز ولادت کلمۂ آمین مُنھ سے نکلا ۔

معجزہ سے تو یہان نھا نے آمین کہا ۔ اور وہان عرش پہ اللہ نے آمین کہا
قلزم مغفرت رحمت رب اکبر ۔ جوش مین آگئی شبیر کی آمین سُنکر
اُس فرشتہ کو عنایت کیے اللہ نے پر ۔ فخر کرتا تھا فرشتون مین یہ وہ نیک سیر
کس کو رتبہ یہ دیا مالک تقدیر نے ہے ۔ مجھکو آزاد کیا حضرت شبیرؑ نے ہے

پس اگر تمام حال پیدایش کا عرض کرتا ہون تو مطلب جو اس مجلس کی بنا سے ہے رہجاوے گا بس اسی قدر کافی ہے

نظم

سو منو تمنے سُنا پیدایش مولا کا حال ۔ روز پیدایش تو تھا اس شہ کا یہ جاہ و جلال
قابلہ لعیا بنی آکر بہ حکم ذوالجلال ۔ آب کوثر آیا بہر غسل شاہ خوشخصال

ہے غضب اُس شاہ کی اعدا نے یہ توقیر کی	غسل کو محتاج تھی لاش اُس شہِ دلگیر کی

آہ آہ اُسی حسینؑ کی پیاس کا ذکر ہے کہ ہفتم محرم سے وہی شاہزادہ کونین فرزند رسول الثقلین امام دارین بالب تشنہ وگرسنہ میدان کربلا مین فریاد کرتا تھا اور کوئی اُس مظلوم کی گریہ وزاری نہ سنتا تھا بلکہ نظم

روز عاشورہ اُسی شہ پر سپاہ اشقیا	صبح سے تا دوپہر کرتی رہی جور و جفا
یاں وہنگام زوال شمس جس دم آگیا	قتل پر سبط نبی کے لشکر ناری جھکا
ہر طرف سے نرغہ احمدؐ کے نواسے پر کیا	چار سو سے حملہ پھر اس بھوکے پیاسے پر کیا

پس اب آگے کیا عرض کرون دل کانپتا ہے قلم ہاتھ سے گرا جاتا ہے زبان کو لکنت ہے کلیجہ منھ کو آتا ہے کہ جس وقت ان ظالمان بیحیا نے اُس مظلوم کو چارون طرف سے گھیر لیا اور وار نیزہ و شمشیر کا کرنے لگے تو فوارے خون کے جسم مطہر سے جاری ہوے مگر آپ نے مطلق خیال نہ کیا آہ! جس وقت ایک تیر پیشانی مبارک پر لگا اور خون آنکھون پہ آکے بہا اس وقت۔ نظم

دامن سے لہو پونچھ رہے تھے شہِ دلگیر	جو سینۂ اقدس پہ سم آلود لگا تیر
گھوڑے پہ نہ سنبھلا گیا پیدل ہوئے شبیرؑ	اک دوش پہ اک سر پہ لگی ظلم کی شمشیر
تیورائے لہو دیکھ کے پوشاک پہ حضرت	پہلو پہ سنان کھاکے گرے خاک پہ حضرت
تھی سخت جفا فاطمہؑ کے لال کے تن پر	حربون سے سوا پڑتے تھے ہر سمت سے پتھر
اک صدر پہ ہین گھاؤ سنانون کے بہتر	کھائے تھے تیر سیکڑون اور سیکڑون خنجر
بیحد تھے جو زخم دم شمشیر لگے تھے	بتیس تو سینے پہ فقط تیر لگے تھے
زخمی ہوئے یان تک کہ ہوا حال دگرگون	سب ڈوب گیا جسم مطہر پہ بہا خون
بدلی جو تڑپ کر وہ جگہ بادل محزون	وان کی بھی زمین ہوگئی سب خون سے گلگون
ہے کون جو اس غم کو فراموش کرے گا	اب حشر کے دن پھر وہ لہو جوش کرے گا
ہان مستعد گریہ و ماتم ہون عزادار	قتل شہِ مظلوم کے اب بند ہین دو چار
لکھا ہے کہ تھے سجدۂ حق مین شہ ابرار	مارا کسی ظالم نے تبر فرق پہ یکبار

اگر حال سخاوت آپ کا لکھون تو ایک دفتر ہو چنانچہ شاہ بربر کے ہاتھ بذات خاص بکنا اور جناب حسینؑ کا فقیر کو دیدینا اور فقیر کے ہاتھ بغرض رفع حاجت سائل مکان فردوس بیع کرنا گوش زد خلائق ہے نظم

کیا فیض ہے کیا خیر ہے کیا جود و سخا ہے	کیا رحم ہے کیا بخشش و الطاف و عطا ہے
محتاج اسی در کا ہر اک شاہ و گدا ہے	حق آگہ دو عالم کا علیؑ عقدہ کشا ہے
سائل کبھی خالی نہ گیا سامنے آکر	یا آپ دیا یا اُسے دلوا دیا جا کر
شاہون کو سخاوت مین نہین آپ سے نسبت	وہ قطرے ہین تم قلزم ذخار سخاوت
کیا تیری سخاوت ہو بیان کیا تری عزت	کعبہ مین ولادت ہوئی مسجد مین شہادت

کیون عز و شرف تیرا نہ مقبول خدا ہو

اور عبادت کا یہ حال تھا کہ جس وقت آپ نماز کو کھڑے ہوتے تھے تو تمام بدن مثل بید کے تھرتھراتا تھا تمام رات خوف الٰہی سے رویا کرتے تھے یا یتیمون کی خبرگیری مین مشغول رہتے تھے اور ہمیشہ بجز یوم عید فطر کے روزہ رکھتے تھے عبادت مین اسقدر رجوع قلب تھا کہ ایک مرتبہ جنگ مین پائے مبارک کی ایڑی مین تیر لگا اور کسی طرح نہ نکلا تب نماز پڑھنے مین قنبر نے کھینچ لیا اور آپ کو مطلق خبر نہ ہوئی منقول ہے کہ ایک روز ایک شخص نے آپ سے سوال کیا کہ یا مولا اکثر عابدون اور دوستان خدا کا چہرہ بوجہ محنت عبادت مثل زعفران زرد دیکھا گیا اور آپ باوجودیکہ سردار عابدون کے ہین اور کسی عابد و زاہد کی مجال نہین کہ آپ کے لاکھ حصہ مین سے ایک حصہ کے بھی برابر عبادت کرسکے مگر کیا وجہ ہے کہ چہرہ آپ کا نہایت روشن اور سرخ رہتا ہے **بیت**

ہے بدر کو کمال تمھارے کمال سے	روشن ہے روے مہر منور جمال سے

اور قوی بھی آپ کے سب سے زیادہ قوی ہین سنین مومنین جواب اپنے آقا کا فرمایا آپ نے کہ اے شخص اگرچہ دوستان خدا نے محبت مین اسکی دم بھر اور عبادت کیا کرتے ہین الا اپنے مراتب سے واقف نہین ہین اس وجہ سے سینہ چاک خطرناک رہتے ہین جیسا کہ حال یحییٰؑ مین لکھا ہے کہ اُنکے والد حضرت زکریا جب وعظ فرماتے تھے تو یحییٰ کو دیکھ لیتے تھے کہ ایسا نہو وہ سن لین

اتفاقاً ایکروز حضرت یحییٰؑ مابین وعظ ایک گوشہ مین آبیٹھے اور بحسب اتفاق حضرت زکریا نے سکران وغضبان کا ذکر فرمایا کہ بفور استماع اس وعظ کے حضرت یحییٰؑ روتے ہوئے جنگل کو نکل گئے اور فرماتے تھے بیت

گفت یحییٰ وہ چہ نادانیم ما ۔۔۔ غافل از سکران وغضبانیم ما

آخرش والدین انکی تلاش مین گئے تو دیکھا آپ کو زار زار روتے ہین اور بوجہ شدت گریہ آپ کے گرد کیچڑ ہو گئی تھی اور بآواز دردناک عرض کرتے تھے کہ اے رب میرے کون سی جگہ میری ہے جب تک نہ دیکھونگا دنیا مین نہ جاؤنگا پس اسقدر جب خوف آلٰہی ہو تو کیونکر عابدین کا رنگ زرد نہو اور میری آنکھون سے خالق اکرم نے تمام پردہ ظلماتی اٹھا دیے ہین اور قوت قدسیہ میری زیادہ اور قوت بشری میری زائل ہو گئی پس نظر کی مین نے اپنے معبود پر تو راضی پایا اور کسی امر مین مین نے غضبناک نہین دیکھا اور اپنے خالق کو مین نے اپنے اوپر مہربان پایا اور تمام افعال میرے اُسے پسند ہین اور سنا مین نے کہ میرے اوپر میری اولاد کے بارے مین فرمایا ہے کہ مین دوست رکھتا ہون اور وہ مجھے دوست رکھتے ہین پس اے شخص جب مین نے اپنے مالک کو اس قدر رضامند دیکھ لیا بیت

حق میرا ثناخوان ہے مین حق کا ہون ثناخوان ۔۔۔ باور نہ کسی کو ہو تو موجود ہے قرآن

تو پھر کیا وجہ ہے کہ مثل دیگر عابدان کے میرا رنگ زرد ہو بلکہ اس خوشی مین جو کچھ میری کیفیت اب ہے اگر اس سے بھی دہ چند ہو تو بھی تھوڑا ہے اس موقع پر ایک شاعر کا قول کیا خوب یاد آیا ہے بیت

کچھ نور جو پیدائش حیدر سے بچا ہے ۔۔۔ وہ چاند کو اور مہر درخشان کو ملا ہے

عدالت بھی آپ کی احاطۂ تحریر سے باہر ہے اگر مختصر طور سے بھی بیان کرون تو سامعین منتشر ہونگے لہذا ان پانچ مصرعون پر اکتفا کرتا ہون **مؤلف**

منصف نہین دنیا مین کوئی آپ سے بہتر ۔۔۔ مشہور ترا عدل ہے ہر اک کی زبان پر
کیا عدل کریگا کوئی اس عدل سے بڑھکر ۔۔۔ اک دم مین کیا فیصلۂ باز و کبوتر
عادل کی قسم عدل مین تم سب سے سوا ہو

اور رحم کا آپ کے یہ حال ہے کہ از آدم تا ایندم نہ دیکھا نہ سنا چنانچہ شبہاے تاریک مین غلہ و گوشت وغیرہ اقسام اغذیہ سے دوش مبارک پر بار کر کے اندھون اور غریبون کو تقسیم کرتے پھرتے تھے تاکہ ضعیف اور نابینا زحمت چلنے کی نہ اٹھادین یتیمون کی پرورش فرماتے تھے اور لنگڑدن کی خدمت کرتے تھے یہ رحم نہ صرف اس عالم فانی مین تھا بلکہ جب سے کہ نور آپکا ہمراہ نور رسالت قبل از آدم پیدا ہوا اسی وقت سے آپ کا فیض ایسا ہی تھا چنانچہ اکثر پیغمبر دنکی بہنگام مصیبت مدد فرمائی حضرت آدمؑ کو حضرت حوا سے ملایا یونسؑ کو قید بطن ماہی سے چھڑایا زکریا کو آرے کے نیچے سے نکالا نار ابراہیمؑ کو گلشن بنایا خضر کو ظلمات کا رستہ بتایا مؤلف

داغ کف موسے ید بیضا کیا تمنے
ذرّے کو قمر قطرے کو دریا کیا تمنے
دکھ درد سے ایوبؑ کو اچھا کیا تمنے
بن باپ کے بیٹے کو مسیحا کیا تمنے
ڈرتا ہون کہین منہ سے نہ کہہ بیٹھون خدا ہو

حضرت جب جناب رسولؐ خدا نے شب معراج آپ کے اوصاف سے شتران بیشمار لدے ملاحظہ فرمائے اور حد و انتہا انکی دریافت نہ کر سکے تو یہ ذرۂ بیمقدار گنہگار کیا مجال رکھتا ہے کہ لکھ سکے مؤلف

مداح تری مدح کے لکھنے مین ہے حیران
قدرت یہ کسی مین نہین جز خالق یزدان
ہر وقت اسی فکر مین رہتا ہے پریشان
اک وقت مین چالیس جگہ تم ہوے مہمان
ہوتا ہے عیان اس سے کہ اسرار خدا ہو

ایہا الناس اگرچہ بوجہ طول آپ لوگ کسی قدر ملول ہوے ہونگے مگر تھوڑا سا اپنا مرتبہ جو بوجہ غلامی اور کفش برداری مولا کے حاصل ہے سن لین تو یقین ہے کہ آئینہ خاطر پر جو گرد کدورت بوجہ طوالت آئی ہے پاک ہو جاوے اور واسطے سماعت شہادت شاہ ولایت پھر دل تازہ ہو جاوے آپ لوگون کا وہ رتبہ ہے نظم

شاہ نجف کے دوست خدا کے خلیل ہین
درگاہ ذوالجلال مین رتبے جلیل ہین

دعوے ہمارے کوئی نہیں بے دلیل ہین
طے ہو گئے یہ امر بصد قال و قیل ہین
ثمرہ یہ روز حشر عبادت کا پائین گے
مولا ہمارے خلد مین ہمکو بجا ئین گے

اللہ رے شیعیان علیؑ کا وقار و جاہ
ان پہ مدام ہے نظر رحمت الٰہ
لکھا جاوے یون ولاے علیؑ شیعون کے گناہ
ہیزم کو جیسے آتش سوزان خدا گواہ

دوزخ ہے انسے دور یہ دوزخ سے دور ہین
اِن کے لئے قصور یہ حور و قصور ہین

لکھا ہے ایک شخص یہودی کا تھا غلام
حب علیؑ مین قید ہوا تھا وہ نیکنام
زندان کی طرف سے نکلتے تھے جب امام
پابند اس لحاظ و ادب کا وہ تھا مدام
بیڑی پکڑ کے اٹھتا تھا تعظیم کے لیے
جھکتا تھا طوق پہنے وہ تسلیم کے لیے

کہ ناگاہ ایک دن جناب علیؑ مرتضیٰ بخدمت جناب مصطفیٰ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص نے آکر عرض کی کہ یا مولا جو یہودی کا غلام آپ کو بصد تکریم تسلیم کیا کرتا تھا آج وہ غلام آپکا ہمیں دنیائے فانی کو چھوڑ کر طرف ملک جاودانی کے گیا مگر کوئی اسکو غسل و کفن دینے والا نہین ہے نظم

یہ سن کے اٹھ کھڑے ہوئے پیغمبر زمن
بولے ہم آپ غسل اسے دینگے اور کفن
پیارا ہمین بہت ہے محب ابوالحسنؑ
واقف ہے اسکے حال سے خلاق ذوالمنن
ادریس لیکے حلۂ فردوس آئین گے
پانی خضر کے چشمہ سے الیاس لائینگے

باہم چلے نبیؐ و علیؑ مضطر و ملول
دو رحمتوں کا لاش پہ اسکی ہوا نزول
پانی کا ظرف لیکے بڑھا شوہر بتولؑ
میت کو اپنے ہاتھ سے دھونے لگے رسولؐ
عصیان کی بو حنوط سے کافور ہو گئی
مردے کی شکل نور سے معمور ہو گئی

پھر اسکے زیب تن وہ علیؑ نے کفن کیا
قدرت نے جسکو رشتۂ رحمت سے تھا سیا
ادریسؑ کہتے تھے کہ زہے شان کبریا
بخشی علیؑ نے ذرے کو خورشید کی ضیا
فردیں تمام دھو گئیں اعمال زشت کی
اب یہ ہے اور سیر ہے باغ بہشت کی

پہنا چکے جو خلعت عقبیٰ اسے علیؑ
معراج دوش صاحب معراج پہ ملی

آکر ہوا شریک ہر اک پیر و بنیؐ　　لیکن اُتارا قبر مین مُردے کو جس گھڑی
یارا نہ پھر نگاہ کا خیر البشر کو تھا　　یا تو اُدھر تھا یا رخ روشن اِدھر کو تھا
اصحاب نے یہ عرض کی اے فخر انبیاؐ　　کیا وجہ جو حضور نے منھ کو پھرا لیا
حضرت نے مسکرا کے جواب انکو یہ دیا　　مین دیکھتا ہون قبر مین اسرار کبریا
گویا علیؑ کے دوست کی یان کدخدائی ہے　　جو حور آئی ہے وہ دُلھن بنکے آئی ہے
اس مرد باخدا کی ہے زوجہ ہر ایک حور　　انکے جمال دیکھ رہا ہے یہ باشعور
شیعون کا ہم نہ پاس کرینگے حیا سے دُور　　نظارہ انکی بیبیون کا ہمکو کیا ضرور
دھیان آگیا اسے نہ کہین انفعال ہو　　دیکھون مین انکی سمت اور اسکو ملال ہو
یارو یہ نکتہ کافی ہے رونے کو عمر بھر　　ناموس غیر کا تھا جنھین پاس اسقدر
ہے ہے پھرایا اسکی نواسی کو دربدر　　نامحرموں کو بلوے میں دکھلایا ننگے سر
ناموس جبکہ ہاتھوں سے چہرے چھپاتے تھے　　بیرحم پشت دست یہ نیزے لگاتے تھے

مومنین حال شجاعت اور سخاوت اور عبادت اپنے آقا کا اور عنایت اپنے غلامون پر اب مقام عبرت ہے کہ باوجود اس مرتبہ کے آپ اکثر فرماتے تھے کہ آہ آہ زادراہ ہمارے پاس بہت کم اور سفر دور و دراز وحشت ناک درپیش ہے کیون حضرات یہ کیسا سفر ہے کہ جسکے خوف سے جناب امیر امام کون و مکان یون فرمائین افسوس کرنے کا مقام ہے ہمارے حالون پر کہ شب و روز امورات ممنوعہ مین مشغول رہتے ہین پس بجز عنایت رب دارین اور جناب سید کونین و شاہ بدر و حنین و بجز تصدق شہادت حسنینؑ اور کوئی وسیلۂ نجات نہیں ہے کتب معتبرہ مین وارد ہے کہ کیسا ہی گنہگار بندہ ہو اگر وہ بر مصائب ائمہ اطہار روئیگا یا رُلائیگا بیشک جنت پاویگا

اب جنازہ پہ داد دو رونے کی خدارا　　تا خاتمہ بالخیر ہو دنیا مین تمھارا
اب کس کے فضائل پڑھین آقا تو سدھارا　　اے حیدر یو حیدر کرار کو مارا
مسجد مین عیان وائے علیا کی صدا ہے　　کعبہ مین عزائے اسد اللہ بپا ہے

اے مومنو اب دل کو نہین صبر کا یارا
دنیا سے وزیر شہ لولاک سدھارا
روزون مین نمازی کو ستمگار نے مارا
محراب مین زخمی ہوا سرتاج ہمارا
آب دم شمشیر دیا شاہ ہدا کو
کیا خوب کھلائی سحری شیر خدا کو

حدیث مین وارد ہے کہ جب شب انیسوین ماہ رمضان یعنی شب ضربت حیدر کرار آئی اس شب کو آپ کبھی حجرے کے اندر جاتے تھے اور کبھی صحن خانہ مین آتے تھے در و دیوار سے صدائے گریۂ و زاری اس طرح بلند تھی بیت

حیدر کی سواری سوے فردوس چلی ہے
جاگو یہ شب قدر شب قتل علیؑ ہے

حضرت ام کلثوم فرماتی ہین کہ عرض کی مین نے اے آقا آپ کو کبھی ایسا مضطر نہین دیکھا کس کا خوف ہے کہ تمام اعضا تمھارے تھراتے ہین فرمایا آپ نے کہ اے جان پدر نظم

دربیش ہے ادنی کو اب اعلیٰ کی ملاقات
آیا تھا بندھے ہاتھ مین جاتا ہون کھلے ہاتھ
ہدیہ جو وہ مانگے گا تو کیا دونگا مین سوغات
نے عذر کی طاقت نہ سفارش کو کوئی ساتھ
مرقد کے تصور مین مرے ہوش کہین ہین
مسکن بھی نیا اور مصاحب بھی نہین ہین

کلثوم نے رو کر کہا واحسرت و دردا
کیا بیٹیان اب صبر کرین آپ کو بابا
کس طرح یقین تمکو ہوا اپنی اجل کا
فرمایا جو ارشاد پیمبر ہے وہ ہوگا
دو روز ہے دنیا مین بس اب قوت ہمارا
اکیسوین کو اٹھے گا تابوت ہمارا

واللہ ابھی خواب مین یہ دیکھتے تھے ہم
کعبہ کے حوالی مین جو ہے کوہ معظم
دو سنگ لئے اسمین سے جبریلؑ نے اسدم
اور بام پہ کعبہ کے انھین توڑا بصد غم
ٹکڑے بہت اُنکے ہوئے حیدر کی نظر مین
مکے مین مدینہ مین گرے سب کے وہ گھر مین

اس خواب سے ہر ایک کی حالت ہوئی تغیر
رو رو کے حسن بولے کہ کیا اس کی ہے تعبیر
حضرتؑ نے کہا موت ہماری ہے گلوگیر
اب سجدے مین سر ہوگا ہمارا تہ شمشیر
ٹکڑے جو گرے چار طرف کو سدوہ کیا ہین
ہر شب یہ حیدر کے لئے سنگ عزا ہین

اور فرمایا آپ نے کہ اے حسن کل ہر گھر مین غلغلہ ہائے علی کا برپا ہوگا کل کے روز لاش میری آویگی زینب و کلثوم لاش پدر پر غل مچاوینگی بیت

کل شیعہ بھی سر کھو لینگے اور اہل حرم بھی	زہرا کی ندا آئی کفن پھاڑین گے ہم بھی

جناب زینب فرماتی تھین کہ چار گھڑی رات رہے جس وقت تسبیح ہاتھ مین لیکر بابا نے قصد جانے مسجد کا کیا تو سادات نے دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات اٹھائے الغرض آپنے مسجد مین داخل ہوکر گلدستۂ اذان کو زینت بخشی سب مومنین بعزم نماز تیار ہوے اور وعابدگاہ خدا کرنے لگے کہ اے پروردگار ہمیشہ گلدستۂ اذان ایسی آواز سے رونق پذیر رہے بعد فراغ اذان آپ نے گلدستہ سے اُترکر بقصد نماز مسجد مین قدم رنجہ فرمایا قندیلین جو گل تھین دست مبارک سے روشن فرمائین تو دیکھا آپ نے کہ ابن ملجم سوتا ہے باوجودیکہ آپ کو علم امامت سے معلوم تھا کہ یہ عدوے دین میرا قاتل ہے الا آپ تو راضی برضا تھے نظم

فرمایا منھ کے بھل ہے پڑا کیون سر زمین	شیطان کا یہ خواب ہے ہشیار اے لعین
رکھتا ہے قصد وہ کہ ہلے عرش بالیقین	اُٹھ حیلہ ساز مکر سے کچھ فائدہ نہین
غافل تو ہے اس امر کو کب مانتا ہون مین	جو چیز تو چھپائے ہے وہ جانتا ہون مین

اس بدترین خلق سے یہ فرماکر امام انام نے توجہ نماز فرمائی آہ واویلا فدا ہون جان شیعو نکی اُس امام کو نین پر کس زبان سے اب عرض کرون کلیجہ منھ کو آتا ہے سینہ شق ہوا جاتا ہے یہی شعر رونے اور سر پیٹنے کو کافی ہے نظم

سب مومنون کی زیست کی صورت بگڑ گئی	سجدے مین سر ابھی تھا کہ شمشیر پڑ گئی
وہ زہر کی بجھی ہوئی شمشیر الامان	در آئی تا جبین شہنشاہ دو جہان
مولا نے آہ کی نہ کیا نوحہ و فغان	بسم اللہ آپ کہکے تڑپنے لگے وہان
صدمہ سے قدسیون کو غش اکبار آگیا	وہ آہ کی کہ جس سے جگر تھرتھرا گیا
روح الامین نے مضطربانہ باشک و آہ	نوحہ کیا کہ شہر مدینہ ہوا تباہ

ذائقۂ ماتم

مارا گیا امیر عرب شاہِ دین پناہ
داماد مصطفیٰ کا ہوا قتل بے گناہ
سردار دو جہاں کا بیہوش ہوگیا
ہے ہے چراغ دین کا خاموش ہوگیا
فریاد جبرئیل سے گھبرائے مومنین
دوڑے حسنؑ حسینؑ بصد نالۂ حزین
وردِ زبان تھا واابتا واامام دین
دیکھا تڑپ رہے ہین یداللہ سرِ زمین
مجمع ہے گرد خویش رسالت پناہ کے
جاری ہے خون فرق مبارک سے شاہ کے

یہ صورت پدر بزرگوار کی دیکھکر حضرت شبر و شبیر بہت دلگیر ہوے اور عرض کی کہ اے بابا کس سنگدل نے آپ کو یہ شمشیر لگائی آپ نے فرمایا کہ اے بیٹا ابن ملجم لعین نے یہ ضرب لگائی ہے آہ آہ اُسوقت حسنین علیہما السلام کا عجب حال تھا القصہ اُن دونون شاہزادون نے نظم

بابا کا لہو پہلے تو چہرے پہ لگایا
پھر دونون نے مابین گلیم اُنکو لٹایا
لیکر جو چلے رونا علی کو بہت آیا
شبیر نے پوچھا تو یہ حیدرؑ نے سنایا
رونا ہے یہ جب سر کو تو کٹوائیگا پیارے
کوئی ترا لاشہ نہ اٹھا لائیگا پیارے
کیا لاش کے آنے کے سناؤن حشم و جاہ
بالین پہ حسن پائینتی شبیر تھے واللہ
عباس کا قد چھوٹا تھا اُن روزو نمین جو آہ
سر پیٹتے لاشے کے تلے جاتے تھے واللہ
انبوہ فرشتون کا اُدھر اور اِدھر کو
اور شیعون کا غول آگے برہنہ کئے سر کو
عباس پہ رقت جو بہت ہوتی تھی طاری
سمجھاتے تھے شبیر کہ کیون کرتے ہو زاری
بابا جو نہین مان ہین تسلی کو تمھاری
ہم کیا کرین جیتی نہیں امان بھی ہماری
شبیر کا یہ کلمہ جو سُن پاتے تھے حیدر
تھے عالم غش میں پہ تڑپ جاتے تھے حیدر
اُس وقت حسنؑ نے شہِ مردان سے یہ پوچھا
عباس کی مادر تو نہیں غول میں اس جا
ہے ہے مرے والی یہ صدا کس کی ہے پیدا
حیدر نے کہا فاطمہؑ چلاتی ہے بیٹا
سر پیٹتے ہیں حمزہ بھی پیغمبر دین بھی
روتے ہین سرافیلؑ بھی جبرئیل امیں بھی

اسی طرح روتے ہوے اور مع گروہ انبیا و ملائکہ و جن و انس لاش آنحضرت کو قریب حرم محترم

لائے تو کیا دیکھتے ہین کہ نظم

ڈیوڑھی پہ مضطرب ہین کھڑی بیبیان بہم	دیکھا یہ حال جب تو لگے پیٹنے حرم
فرمایا یہ امام حسنؑ نے بہ درد وغم	نامحرم اس جگہ سے اٹھائین نہ اب قدم
پھٹ کر گرے نہ عرش کہیں ذوالجلال کا	واجب ہے احترام محمدؐ کی آل کا

کیون حضرات

اک دن یہ اہلبیت نبی کا تھا احترام	یعنی کوئی سنے نہ صدا خاص ہو کہ عام
اک روز کربلا مین تھا اعدا کا ازدحام	ہے ہے اُتار لے گئے چادر بھی اہل شام
بے پردہ قید ہو کے کہاں سے کہاں گئین	تا شام سر برہنہ وہی بیبیان گئین
لاشہ لئے پہونچے سر دروازہ جو بارے	لپٹے ہوئے روتے تھے حرم پردے سے سارے
عباسؑ علیؑ روتے ہوئے گھر مین سدھارے	دکھلا کے گریبان پھٹا مان کو پکارے
لو خاک ملو منھ پہ ردا پھینکدو سر کی	اے امان چلو لینے کو لاش آئی پدر کی
سب روتے ہوئے دوڑے کہ لاشہ وہین آیا	حجرے مین یداللہ کو مسند پہ لٹایا
عباسؑ کو عباسؑ کی مادر نے بلایا	صدقے کی طرح گرد علیؑ اسکو پھرایا
اور بولی کہ یارب مرے والی کو شفا دے	صدقہ یہ پسر دیتی ہون وارث کو بچا دے
تھرا کے علی نے کہا غصہ سے یہ اُس آن	ہان تھام زبان اپنی کدھر کو ہے ترا دھیان
عباسؑ پہ تو صدقے مین عباسؑ پہ قربان	عباسؑ کی تو کون یہ ہے فاطمہؑ کی جان
بی بی کہین زہراؑ کا عتاب آئے نہ تجھ پر	شبیرؑ کے فدیہ کو فدا کرتی ہے مجھ پر
ہے یہ مرے شبیرؑ کے لشکر کا علمدار	مالک ہے حسینؑ اسکا تو اسکی نہین مختار
اس وقت مرے سامنے پھرتے ہین یہ آثار	سر ننگے ہے اس کو فہ مین زینب سر بازار
زلفت سر شبیر ہے اور چوب سنان ہے	بھائی کے برابر سر عباسؑ روان ہے

بس جناب زینبؑ کلثومؑ قدمون پر لوٹتی تھین اور روتی تھین کہ افسوس بابا زخم شمشیر کھا کر

جنت کو جاتے ہین اور ہم یتیم ہوے جاتے ہین ارے کوئی جراح یا حکیم کو لادے کہ مرہم لگائے بابا میرا صحت پائے اور رجال یاس فرماتی تھین نظم

شمشیر ظلم سر سے جبین تک اُتر گئی ۔ بابا شہید ہوگئے اور میں نہ مر گئی
آئے معالجے کو اطباے بے نظیر ۔ دیکھا جو زخم حال سبھون کا ہوا تغیر
بولا عمامہ پھینک کے یا حضرت امیرؑ ۔ یہ گھاؤ آپ کا نہیں ہرگز دوا پذیر
تیغ جفا غضب کی تھی ضربت تھی قہر کی ۔ تا مغز سر پہونچ گئی تاثیر زہر کی
مایوس اِس سخن سے ہوئے شاہ کے حرم ۔ بستم سے زہر کا تھا اثر سر سے تا قدم
شبرؑ کو جانشین کیا اپنا بدرد و غم ۔ شبیر کو لگا کے گلے با دو چشم نم
بولے یہی مشیت رب انام ہے ۔ بیٹا حسنؑ کے بعد توکل کا امام ہے
ہوگا شہید زہر سے شبرؑ بصد ملال ۔ مانند گوسفند کرین گے تجھے حلال
ناموس مصطفےٰ کے کھلین گے سرونکے بال ۔ نیزے پہ سر چڑھے گا ترا اے نکو خصال
چھوڑینگے ریگ گرم پہ پیمان شکن تجھے ۔ چالیس روز تک نہ ملے گا کفن تجھے

کیوں مومنین خیال کرنے کا مقام ہے کہ ایسے وقت مین کوئی کسی کو یاد رہتا ہے لیکن اسوقت بھی آپ کو خیال اُمت رسولؐ کا تھا چنانچہ وصیت میں فرماتے ہین نظم

لیکن دعائے بد سے قیامت نہو کہین ۔ جز صبر دم نہ ماریو اے میرے نازنین
ہنگام مرگ کیجیو عابد کو جانشین ۔ فرما گئے تھے مجھ سے یہی ختم مرسلینؐ
ہمنے تو عزم جانب دار البقا کیا ۔ پیارے حسینؑ تجھکو سپرد خدا کیا
اے شیعو اب نہ پوچھو کہ پھر حال کیا ہوا ۔ اکیسوین شب آئی تو شور بکا ہوا
تم بے امام ہوگئے محشر بپا ہوا ۔ دنیا سے انتقال شہ لافتا ہوا
سب اہلبیت بیکس و دلگیر ہوگئے ۔ ہے ہے یتیم شبرؑ و شبیرؑ ہوگئے
سر پیٹنے کی جا ہے محبان مرتضےٰ ۔ دنیا سے بیکسون کا ہوا خواہ اٹھ گیا

غسل و کفن تو دے چکے سبطینؑ مصطفےٰ　　تابوت اُٹھا کے لے چلے شیر اِلٰہ کا
شال عزا گلے میں ہے بالون پہ خاک ہے　　دامن تلک قبا کا گریبان چاک ہے

اُس وقت کا حال شاہزادیون کا کیا عرض کرون جناب زینبؑ پچھاڑین کھاتی تھیں اور ام کلثومؑ سر پیٹتی تھیں فضہ زمین پر پڑی تھیں ام البنین بحال حزین سر دھنتی تھیں نظم

کلثومؑ یہ کرتی تھیں بیان لاش کے اوپر　　تم مر گئے ہے ہے مرے بابائے دلاور
گویا کہ زمانے سے اُٹھے آج پیمبر　　واللہ کہ برباد ہوا فاطمہؑ کا گھر
ہے کون جو اب دست کرم سر پہ دھریگا　　اب کون یتیمون پہ بھلا رحم کریگا
اب کون ہمین پیار سے فرمائے گا دختر　　اب کون وضو کے لئے منگوائیگا ساغر
بابا بھی موے مان بھی موئی وائے مقدر　　یاشاہ بہت بیٹیان ہین آپ کی مضطر
قسمت نے دیا داغ پیمبر کے جگر پر　　وارث نہ رہا زینبؑ و کلثومؑ کے سر پر
زینبؑ نے مدینے کی طرف یاس سے دیکھا　　اور پیٹ کے سر کہنے لگی دختر زہراؑ
بن باپ کی بیٹی ہوئی تم یاد ہے نانا　　لو آ کے یتیمون کی خبر سید والا
صدمہ ہے یتیمون کے دل چاک کے اوپر　　بیہوش نواسے ہین پڑے خاک کے اوپر
راوی نے لکھا ہے کہ صدا آئی یہ اُس دم　　زینب گئی روضہ نبی مین موجود یہان ہم
کیا مجھکو نہین حیدر کرار کا ہے غم　　واللہ کہ غش مجھکو چلے آتے ہین پیہم
مرگ اسد اللہ سے مشغول بکا ہون　　مین لاشہ سے لپٹا ہوا سر پیٹ رہا ہون

اُدھر شاہزادیون کا یہ حال تھا ادھر دروازۂ مبارک پر نظم

چلا رہے ہین یہ فقرا سر کو پیٹ کر　　اب کون لیگا بیکس و محتاج کی خبر
رانڈون کے بین یہ ہین کہ اے شاہ بحر و بر　　بے وارثون کو چھوڑ کے تم تو گئے گذر
باقی رہی نہ آس جناب امیرؑ کی　　خدمت کریگا کون یتیم و اسیر کی
اے مومنو یہ خاک اڑانے کا ہے مقام　　رخصت علیؑ کی لاش سے ہوتے ہین خاص و عام

مجمع ہے عورتون کا تو مردون کا ازدحام	بیہوش خاک پر ہین پڑے مومنین تمام
اب شور الفراق کا کس جا بپا نہین	حیدر کے دوستو یہ خموشی کی جا نہین
تم بھی کہو کہ حیدر کرار الوداع	اے جانشین احمد مختار الوداع
فاقہ کش و غریب و دل افگار الوداع	رانڈونکے اور غریبونکے غمخوار الوداع
تیر الم دلون سے ہزارون گزر گئے	ہے ہے حضور مر گئے اور ہم نہ مر گئے

بس اے وزیر مالک دین کوچ کر گیا
دنیا سے تاجدار دو عالم گذر گیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس در ذکر شہادت امام حسن علیہ السلام تمہید فضائل الکلام

ہے ذکر شہادت حسنؑ سبز قبا کا	پھٹتا ہے جگر جوش ہے یہ آہ و بکا کا

نغمہ سنجان گلزار مصیبت و پیروان دین و شریعت و عاملان ارشاد خدا و سیاحان بیثوائے
غربت مجتبیٰ و ذاکران محنت و مصیبت ائمہ ہدیٰ کتب معتبر سے بذریعہ سلمان فارسیؓ یون تحریر
کرتے ہین کہ ایک روز بخدمت جناب رسالت مآب ایک شخص انگور تازہ غیر موسم لایا بس آنحضرت
نے مجھسے ارشاد فرمایا کہ لا میرے نور دیدگان حسنینؑ کو بس مین واسطے لینے حضرات کے گیا مگر
نہ پایا مین نے پھر خدمت رسول مین واپس آیا اور حقیقت حال سے عرض کیا سنتے ہی اس
خبر کے جناب رسالت مآب فلک جناب مضطربانہ با جمعی از صحابہ تفحص صاحبزادون مین اٹھے اور
فرماتے تھے کہ جو شخص خبر حسنینؑ سے مجھے خوش کرے مین اسے فردائے قیامت مین خوش کرونگا
کہ ناگاہ جبریل امین نازل ہوئے اور عرض کی کہ اے فخر پیغمبران فرزند آپ کے باغ مین سوتے ہین
یہ سنتے ہی حضرت فوراً اس باغ مین پہونچے تو دیکھا آپ نے کہ دونون نونہال بوستان امامت
و غنچہ سربستہ چمنستان رسالت و گلہائے گلستان ہدایت دست در گردن یکدیگر سو رہے ہین

اور سر بالین اژدہائے مہیب مروحہ جنبانی کر رہا ہے **نظم**

کیا مرتبے خالق نے کئے آل عبا کے	سوتے تھے جو دلدار بتول عذرا کے
ہر طرح سے مبذول تھے الطاف خدا کے	حاضر تھے حفاظت کو ملک عرش سے آ کے
تا خواب میں غمگیں کہیں حسنینؑ نہ ہوویں	آئے نہ خلل نیند میں بیچیں نہ ہوویں
ہے ہائے یہ خالق کی عنایات ہو جن پر	لکھا ہے کہ امت نے انھیں بعد پیمبر
رہنے نہ دیا چین سے نانا کی لحد پر	ہر طرح سے اعدا نے کیا بیکس و بے پر
شبرؑ کو تو مارا ستم زہر دغا سے	شبیرؑ کو مذبوح کیا تیغ جفا سے

پس جو ہیں حضرت قریب پہونچے تو اژدہے نے آپ کا استقبال کیا اور کہا کہ السلام علیک یا رسول اللہ میں ملک ہوں ملائک آسمان سے بوجہ غفلت عبادت جناب احدیت بعتاب مسخ ہو کر بروئے زمین بھیجا گیا اور کئی سال ہوئے کہ بشکل اژدہا زمین پر ہوں آج تمھارے فرزندوں کی خدمت گزاری کرنے اس امید پر آیا ہوں کہ ببرکت شفاعت ان کے ارحم الراحمین توبہ میری قبول فرمائے پس حضرت ببالین حسنینؑ بیٹھ گئے اور اپنے پارہ ہائے جگر کے بوسے لیتے تھے اور بو سونگھتے تھے تا اینکہ حسنینؑ بیدار ہوئے اور جناب رسول خدا اپنی گود میں بٹھا کر پیار فرمانے لگے اور فرمایا کہ اے برگزیدگان درگاہ الٰہی **مؤلف**

ہے یہ ملک مقرب درگاہ کبریا	حاضر ہے جو کہ روبرو ہمشکل اژدہا
صادر ہوئی تھی اس سے عبادت میں اک خطا	نازل ہوا عتاب خدا مسخ ہو گیا
قابو رہا نہ پھر اسے قلب حزین پر	پھینکا گیا خدا کے غضب سے زمین پر
یہ سن کے کانپنے لگے سبطینؑ مصطفےٰ	اور جلد آب پاک سے پہلے وضو کیا
پھر دو رکعت نماز کھڑے ہو کے کی ادا	اور ننھے ہاتھ اٹھا کے خدا سے یہ کی دعا
رنج و ملال دور ہو اس دل ملول کا	اس اژدہے کو بخش دے صدقہ رسولؐ کا

کہ ناگاہ جبرئیل امین بروئے زمین باگروہ ملائکہ نازل ہوئے اور فرشتۂ معتوب کو بشارت

رحمت الٰہی دی اُسنے فی الفور بشکل اول عود کیا اور سابق دستور پر وبال پاکر ہمراہ فرشتگان جانب آسمان پرواز کر گیا اور بسند صحیح منقول ہے کہ ایک روز جناب رسول خدا امام حسنؑ کو کاندھے پر بٹھلائے تھے ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ آپ کا پسر مرکب پر سوار ہے آنحضرت نے فرمایا کہ سوار بھی نیکو ہی اور اسطرح سے اُس شخص کو جناب رسول مقبول نے آگاہ فرمایا **مؤلف**

کیا جانے اسکے کوئی مراتب بجز خدا	یا تو مین جانتا ہون دیا جانے مرتضیٰ
کہتا ہون اتنی بات مین اس وقت برملا	ہوگا انھین کے ہاتھ سے امت کا کلی بھلا
مقبول ہین عطائے خدائے کریم سے	اُمت بچے گی ان کی بدولت جحیم سے

منقول ہے کہ ایک روز جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مجمع اصحاب مین رونق افروز تھے کہ جناب امام حسنؑ تشریف لائے آنحضرت نے جوہین روے مبارک جگر گوشہ پر نظر کی بے اختیار روئے اور فرمایا کہ اے میرے فرزند دلبند واے انیس دل مستمند جلد آپس حضرت امام حسنؑ تشریف لائے تو اپنے زانو راست پر بٹھایا بعضے اصحاب پوچھنے لگے کہ حضرت حسنؑ کے دیکھنے سے وجہ رونے کی کیا ہوئی آپ نے فرمایا کہ حسنؑ فرزند پسندیدہ دیارۂ دل میرا ہے وہ بہترین جوانان اہل بہشت ہے جوہین مین نے جمال حسنؑ پر نظر کی یاد آئی مجھکو بیکسی و مظلومی و مصیبت اس دلبند کی کہ جو بعد میرے اسپر پڑیگی اس خیال سے مجھے رونا آیا اور اس سبب سے کہ بعد میرے اِس غریب دیار کو دشمنان جفاکار نہ چھوڑین گے اور ہمیشہ درپئے رنج و عناد رہینگے اور زہر سے شہید کرینگے اور ملائکہ آسمان و زمین و کروبیان ملاء اعلیٰ اس کے ماتم مین روئین گے و مرغان ہوا و ماہیان دریا اسکی غریبی اور بیکسی پر آہ و نالہ کرینگے اور بھی جو کوئی اس کی تعزیت مین اندوہگین ہوگا فردائے قیامت مین خرم و شادان ہمراہ حورونکے خلد برین مین مسکن گزین ہوگا **مؤلف**

روز ازل سے کاتب قدرت نے ہے لکھا	کچھ رمز کی یہ بات نہین سب پہ ہے کھلا
جو دوست اُنکے ہین وہ بہشتی ہین برملا	دشمن کا گھر نہین ہے جہنم کے ماسوا
اُنکے فضائلونکا نہین کچھ شمار ہے	سرکار کبریا مین انھین اختیار ہے

منقول ہے کہ جب وقت شہادت وصیؐ رسالت یعنی جناب علی مرتضیٰ مشکلکشا قریب پہونچا تو آپ نے تمام اسرارِ امامت جناب امام حسنؑ کو تلقین فرمائے چنانچہ کتب معتبرہ مین وارد ہے کہ بعد غروب خورشید امامت شہنشاہِ میدان شجاعت یعنے حیدر کرار غیر فرار جناب امام حسن منبر پر تشریف لائے اور بکمال فصاحت وبلاغت خطبۂ حمد خدا ونعت محمد مصطفےٰ ومدح جناب علی مرتضےٰ بیان کیا اور فرمایا کہ تم سب آگاہ ہون کہ نانا وبابا میرے دعوت دین فرماتے تھے مین بھی تم سب کو اسی طرح دعوتِ دین کرتا ہون پس سب نے برضا ورغبت بیعت کی لکھا ہے کہ اُسی روز چالیس ہزار نفر بیعت سے مشرف ہوئے اور سن شریف حضرت کا اِس وقت سینتیس برس کا تھا جب خبر تخت نشینی جناب امام حسنؑ شایع ہو کر معاویہ تک پہونچی تو

نظم

ہو کر کے غضبناک چلا شام سے غدار ہمراہ تھے ہشتاد ہزار اِس کے جفاکار	سادات کی مظلوم کی خونریزی پہ تیار تھا خوف نبی کا نہ جنھین دہشت قہار
کہتا تھا کہ شبرؑ کو مین بیجان کرونگا	احمدؐ کے نواسے کو مین قربان کرونگا
پیہم یہی سُنتا ہون وہان کا مین فسانہ لازم ہے یہ مجھپر کہ کرون فوج روانہ	بیعت کا حسنؑ کی متمنّی ہے زمانہ دب جائیگا بیعت کی حسن کا یہ ترانہ
آغاز ابھی ہے جو خبر آج نہ لین گے	پھر بن نہ پڑے گی کف افسوس ملین گے

جب یہ خبر معلوم ہوئی تو جناب امام حسن علیہ السلام بھی کوفہ سے باہر تشریف لائے تو لکھا ہے کہ معاویہ شقی نے تحریرات خفیہ اس مضمون کی پاس رؤسائے لشکر امام علیہ السلام کے پہونچائین کہ جو کوئی امیر المومنین یعنی حسنؑ سے پھریگا وہ میرے نزدیک عزیز ومحترم ہوگا اور مورد مراحم میرا ہو کر بہت سامال وزر پاکر مناصب لائق پر ممتاز ہوگا اور جو کوئی انھین قتل کرے یا میرے پاس گرفتار کر لاوے تو اپنی دختر اُسکے نکاح مین دونگا اسی طرح متواتر تحریرات اس بیدین کی منافقان بے ایمان بدکردارون کے پاس پہونچتے ہین چنانچہ اکثر رؤسائے کوفہ راہ جنت سے پھر کر مائل جہنم ہوے جناب امام حسنؑ نے چند نفر امیر سر راہ معاویہ کے تعینات فرمائے ہین جو کہ

دین کو دنیا سے بدل کر کے شریک معاویہ ہوئے جب حضرت نے دیکھا کہ کوفیان بیحیا و ستمگاران
بے دغا حیلہ جوئی مین ہین اور معاویہ سے ملتے جاتے ہین چنانچہ حضرت منتشر ہوئے اور واسطے
امتحان ضمائر بدکیشان سب کو ساباط مدائن مین جمع کیا اور فرمایا کہ مجھے سلامتی مسلمانان مدنظر
ہے حتے الوسع نزاع و جدال و قتال سے یہ معصوم بخبر ہے لوگون نے جبکہ سنا سمجھا کہ حضرت آمادہ
صلح ہین جس وقت یہ خبر معاویہ کو پہونچی اُس نے فرصت کو غنیمت جانکر حضرت پر یورش کیا
ملاعنہ اہالیان کوفہ کے جو بیعت امام مین بھی منحرف پائے گئے پس حضرت مجبور ہو کر مع چند شیعہ
متوجہ مدائن ہوئے اثنائے راہ مین جراح ابن سنان اسدی

نظم

بیٹھا تھا سرِ راہ کمین مین وہ جفاکار	دل مین تو حسد ہاتھ مین اک خنجر خونخوار
دیکھا جو ہین حضرت کو کیا ظلم کا اک وار	بس ران مین ہڈی تک اُتر آئی تھی تلوار
صدمہ ہوا حضرت کے دل پاک کے اوپر	سنبھلا نہ گیا بیٹھ گئے خاک کے اوپر
حضرت کے رفیقون کا عجب حال تھا اُس دم	روتا تھا کوئی اور کوئی کرتا تھا ماتم
سر پیٹ کے کہتا تھا کوئی کیا کرین اس دم	جنگل مین مصیبت کا عجب ہم پہ ہے عالم
کہتا تھا کوئی قاتل خونخوار کو مارو	ذلت سے اذیت سے جفاکار کو مارو
پھر شاہ کے غمخوارون نے ملعون کو مارا	تلوار سے سر دشمن شبر کا اُتارا
اور جسم نجس بھی کیا مردود کا پارا	باقی نہ رہا غازیون کو جب کوئی چارا
بٹھلا کے عماری میں شہنشاہ زمن کو	زخمی تھے بہت لائے ہیں گودی میں حسنؑ کو

الغرض رؤسائے مرتدین کوفہ نے معاویہ کو لکھا کہ ہم سب تیرے مطیع و معتقد ہین جلد سے
عراق متوجہ ہو کر امام حسنؑ علیہ السلام کو تیرے حوالہ کردین لکھا ہے کہ جب زخم حضرت کا اچھا ہوا
تو آپ نے کوفیان بے ایمان کو بنظر اتمام حجت لکھا کہ تم لوگ خوف خدا سے ڈرو و نقض عہد مت
کرو میرے پاس مجتمع ہو کر شریک جہاد ہو مگر وائے برحال اُن ملاعین کے کسی نے ارشاد امام
پر اعتنا نہ کی اس وجہ سے براہ ناگزیر آپ نے بمقتضائے مصلحت چاہا کہ معاویہ سے صلح کرین چنانچہ

بمعاہدہ چند چندے صلح رہی مگر معاویہ بدذات نے پھر عہد شکنی کی مجبوراً جناب امام حسنؑ متوجہ مدینہ ہوئے تو لکھا ہے کہ اثنائے راہ میں آپ ایک شخص کے گھر مہمان ہوئے جو بظاہر اظہار محبت کرتا تھا اور قبل پہونچنے حضرت کے معاویہ شقی نے اُس شخص کو فریفتہ بمال دنیا اِس شرط سے کیا تھا کہ بزہر دغا کار حضرت تمام کرے چنانچہ نظم

منقول ہے شبرؑ جو ہوئے اُن کے مہمان مہمان کی ضیافت مین ہوا جان کا خواہان	آمادہ عداوت پہ ہوا شہ کی بدایمان کھانے مین دیا زہر کہ تا آپ ہون بیجان
دعوت مین عداوت سے نہ بیدین نے کمی کی	پر جان سلامت رہی دلبند علیؑ کی
پھر بار دوم شاہ کو زہر اُس نے کھلایا اِس مرتبہ دل زہر کے صدمہ نے ہلایا	پیغمبر یزدان سے حیا دل مین نہ لایا اور حدت سم نے جگر پاک جلایا
اِس مرتبہ بھی پائی شفا سبط نبی نے	پھر بار سوم زہر دیا ہائے شقی نے

بالآخر حضرت بعزم دغا میزبان سے مطلع ہوئے چنانچہ چند اصحاب حضرت نے اس نابکار کو واصل جہنم کیا پھر حضرت بخیر و علیل روانہ مدینہ ہوے اور والی مدینہ اُس زمانہ مین مروان بن حکم تھا معاویہ نے اِس ملعون کو تبر سیل شیشی زہر لکھا کہ اگر اسمین سے ایک قطرہ دریا میں پڑے تو تمام جانوران آبی بیجان ہون پس جس تدبیر سے ممکن ہو امام حسنؑ کو دیکر اُنکے آبا و اجداد سے ملحق کر چنانچہ مروان ملعون تحریر معاویہ سے مطلع ہو کر فکر مند ہوا اور بوساطت ایسونیہ دلالہ ہزار کید و مکر زن امام حسنؑ یعنی جعدہ بنت اشعث کو جسکا نام اسما بھی مشہور ہے بوعدۂ عطائے زر خطیر و تزویج با یزید بے پیر مکر کر کے ہموار کیا اور وہ ملعونہ اِس بات پر راضی ہوئی چنانچہ اُس بیحیا نے حشم و جاہ دنیوی پر فریفتہ ہو کر حق مظلوم فراموش کر کے عسل خالص مین زہر ملا کر حضرت کو کھلایا آپ اُسکے کھانے سے تمام رات بیتاب قے کرتے رہے اور شدت سے درد شکم تھا علی الصباح بعین حالت درد مندی قبر مطہر جناب رسول خداؐ پر تشریف لائے بارے آپ نے شفا پائی بار دگر اُس ملعونہ نے رطب زہر آلودہ حضرت کو کھلایا اِس مرتبہ کچھ پہلے سے زیادہ تکلیف ہوئی

لیکن پھر بہ برکت قبر مطہر پیغمبر خدا صحت پائی تب حضرت کو اس ملعونہ پر شبہہ ہوا اور بنظر تبدیل آب وہوا مجمعی از دوستان موصل مین تشریف لائے منقول ہے کہ ایک نابینا سکنائے شام سے بہت بڑا دشمن اہلبیت تھا جب اُسنے سُنا کہ حضرت موصل مین تشریف لائے ہین اُسنے ایک عصا کے نیچے ایک سنان آہنی مین زہر آب لگاکر عزم موصل کیا اور بحصول حضوری جناب امام حسنؑ اس ملعون نے اظہار عقیدت مین نہایت کوشش کی اور پیچھے حضرت کے نماز جماعت مین شریک ہوتا تھا اور بکمال مکر حدیث نصائح سنکر روتا تھا اور منتظر وقت تھا اتفاقاً

نظم

اک دن ہوے مسجد سے برآمد شہ والا بیدرد نے موقع جو ذرا ظُلم کا پایا	موجود تھے احباب بھی سب آپکے اُس جا پس پائے مبارک پہ عصا رکھ کے دبایا
صدمہ ہوا ایسا کہ نہ پھر شہ کو کل آئی	اور آہ انی پیر کے نیچے نکل آئی
پھر تو وہ غم و رنج ہوا شاہ پہ طاری فرماتے تھے دشوار ہے اب زیست ہماری	فوارۂ خون پائے مبارک سے تھا جاری جراح و معالج بھی ہوئے دیکھ کے عاری
حیرت تھی حکیمون کو کہ اب دیکھیئے کیا ہو	یہ زخم ہے ایسا نہین ممکن کہ شفا ہو

اصحاب حضرت نے جب یہ کلمہ سُنا تو نہایت بیتاب ہوئے اور لکھا ہے کہ جب اُس بیدین نے آپ کے پیر پہ عصا رکھا تو رفقا نے اس ملعون کو گرفتار کیا اور چاہا کہ سزائے موت دین قربان صبر جناب مظلوم آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگرچہ یہ کور بظاہر ہے لیکن باطن مین زیادہ تر کور رہی اسکی سزا یہی ہے کہ خلق مین بدنام ہوا اور فردائے قیامت میری شفاعتون سے محروم رہے بعد اسکے جراح آپ کے معالجہ مین مشغول ہوے اور زہر کا اثر عروق جسم مطہر سے بزور ادویہ جاتا رہا اور حضرت صحیح ہوے راوی لکھتا ہے کہ ایک روز جناب عباس موصل مین سیر کنان جاتے تھے تو دیکھا آپ نے کہ وہی بے بصر ملعون مع اسی عصا کے کنارۂ شہر جاتا ہے جو نہین اُس نطفہ حرام کو آپ نے دیکھا مصیبت واذیت اپنے برادر عالی وقار کی یاد آئی آپ کو تاب

ضبط نہ رہی فی الفور اس مردود ازلی سے وہی عصا چھین کر داصل جہنم فرمایا بعد اسکے جناب امام حسنؑ پھر مدینہ مین تشریف لائے اور اس ملعونہ سے فی الجملہ احتیاط فرماتے تھے جو ہین مروان پلید نے خبر تشریف آوری حضرت مدینہ مین سنی سفوف الماس بوعدہ ہاے عطایائے بیقیاس پاس اسما ملعونہ کے پھر بھیجا وہ ملعونہ شب و روز فکر مند رہتی تھی کہ شب جمعہ اٹھائیس صفر ۵۰ھ کو وہی سفوف لیکر حضرت کی خوابگاہ مین آئی تو دیکھا اس ملعونہ نے کہ وہ جناب آرام فرماتے ہین اور بہنین اور بیٹیاں آپ کی چپ و راست و لونڈیاں پائین آپ کے سوتی ہین پس وہ ملعونہ، آہستہ آہستہ قریب حضرت کے آئی دیکھا اُسنے کہ کوزہ آب سر بمہر سرہانے اُس جناب کے رکھا ہے ہاے افسوس کس زبان سے ذاکر عرض کرے کہ اُس شقیہ نے کیا کیا پس اُس ملعونہ نے دہن کوزہ پر جو پارچہ بندھا ہوا تھا وہی سفوف الماس اس پر رکھکر ملا کہ کل برادہ اندر کوزہ کے چھن گیا اور پھر اپنے حجرہ مین آکر جہنم واصل ہوئی راوی کہتا ہے تھوڑی دیر گذری تھی کہ حضرت خواب سے بیدار ہوے اور اپنی بہن جناب زینبؑ کو آواز دیکر فرمایا کہ اے خواہر محترم مین نے آج خواب مین جد بزرگوار رسولؐ دوسرا و پدر عالی مقدار علیؑ مرتضیٰ و مادر عالیہ فاطمہؑ زہرا کو دیکھا ہے تھوڑا پانی لاؤ کہ مین وضو کرون اور خود کوزہ آپ نے اُٹھا کر ملاحظہ فرمایا تو بجنسہ سر بمہر پایا آہ افسوس وہی پانی تھوڑا سا آپ نے نوش فرمایا تھا کہ کوزہ زمین پر پھینک دیا اور ارشاد کیا کہ آہ یہ کیسا پانی تھا کہ حلق سے ناف تک پارہ پارہ ہوگیا اور یہ حالت آپ کی ہوئی نظم

جب زہر لعینہ نے دیا شاہ زمن کو اور درد جگر نے کیا بیتاب حسنؑ کو	حیدر نے کیا چاک گریبان کفن کو زینبؑ نے رکھا سامنے منگوا کے لگن کو
حلقہ کئے بیٹھے تھے سب اندوہ و محن مین	اور گرتے تھے ٹکڑے دل شبرؑ کے لگن مین
کس منھ سے کہون مین کہ نہیں ضبط کا یارا دل ہوگئے گرا یکصد و ہفتاد و دو پارا برباد کیا چرخ ستمگر کے ستم نے	تاثیر یہ کی زہر ہلاہل نے قضا را دل تھام کے تب بازوئے شبیرؑ پہ پکارا فریاد کہ مارا مجھے بھائی کے الم نے

زہرا کی صدا آئی کہ میں ہو گئی بے آس
اعدا نے نہ کچھ روح محمدؐ کا کیا پاس
گھیرے ہے مرے دل کو ہجوم قلق و یاس
اے لوگو مرے لعل کا قاتل ہوا الماس
رخ رنگ زمرد ہوا حیدر کے خلف کا
ٹکڑے کیا ہیرے نے نگین درّ نجف کا

اس حرف سے اکبار بپا ہو گیا محشر
سر تا بہ قدم سبز ہوا جسم مطہر
روتا تھا کوئی اور کوئی پیٹتا تھا سر
شبیرؑ پکارے کہ میں قربان برادر
طوبیٰ کا تمھیں شوق ہے پہچان گئے ہم
ہو عازم گلزار جناں جان گئے ہم

یہ سنکر امام حسنؑ اپنے عزیز بھائی امام حسینؑ سے لپٹ گئے اور فرمایا کہ سچ ہے ہماری تمھاری ملاقات اب قیامت پر ہے میں نے ایسا ہی خواب دیکھا ہے کہ جد بزرگوار باغ جنت میں خرام فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے حسنؑ فرزند میرے خوش ہو کہ دست دشمنان بے ایمان سے تو نے خلاصی پائی کل شب کو تو میرے پاس ہوگا اور دوسری طرف دیکھا میں نے کہ ماں میری نہایت پریشان آشفتہ مع غلمان بہشت و حوران پاکیزہ سرشت کھڑی ہیں جو ہیں مجھے دیکھا فرمایا کہ اے نور دیدہ اپنے نانا اور باپ پر نظر کر تیرے انتظار میں ہیں اور ملاحظہ کر کہ یہ قصر زمردی واسطے تیرے آراستہ کیا ہے اور اے جان مادر کوشش کر کہ کل میرے پاس آ **نظم**

اس بین سے بس گھر میں بپا ہو گیا محشر
کس سمت کو ہیں والدۂ قاسمؑ مضطر
زینبؑ سے یہ فرمانے لگے حضرت شبرؑ
لے آؤ ذرا پاس مرے تم انھیں جا کر
کچھ کہہ لوں میں اُنسے کہ جدائی کی گھڑی ہے
زینبؑ نے کہا روکے کہ سرپاسے کھڑی ہے

اُٹھیں جو ہیں وہ سامنے بادیدۂ پرنم
لازم ہے کہ تم مہر ہمیں بخش دو اس دم
فرمایا حسنؑ نے کہ زمانے سے چلے ہم
اُسنے کہا بخشا تو بپا ہو گیا ماتم
شبیرؑ نے کہا صبر کرو رونے میں کیا ہے
خود کہتا ہے حق صابروں کے ساتھ خدا ہے

پھر قاسمؑ گلفام کو پاس اپنے بلایا
فرمایا کہ بازو پہ اسے باندھ کو بیٹا
کچھ پرچۂ قرطاس پہ لکھکر اُسے بخشا
جس وقت کہ شبیرؑ پہ ہو نرغۂ اعدا

ہاتھوں سے نہ ہمت کی عنان دیجیو بیٹا	اس میرے نوشتہ پر عمل کیجیو بیٹا
قاسم کو سراسیمہ بہت غم سے جو پایا	آنسو شہ مسموم کی آنکھوں مین بھر آیا
پھر رازِ امامت شہ بیکس کو بتایا	سینہ سے برادر کو لگا کر یہ سنایا
دنیا سے مرا کوچ ہے اب دار بقا کو	سونپا تمھین گھر بار کو اور تمکو خدا کو

پھر آپ نے جناب امام حسینؑ سے ارشاد فرمایا کہ اے جان برادر دیکھو میرے چہرے کا رنگ اس وقت کیسا ہے فرمایا آپ نے کہ اے بھائی رنگ کے چہرے کا سبز ہوگیا ہے پس جناب امام حسنؑ نے اپنے بھائی حسینؑ کے گلے مین ہاتھ ڈال کے مُنھ پر مُنھ رکھ دیا اور دونون بھائی ایسا رونے لگے کہ اہلبیت مین کہرام پڑ گیا جناب امام حسینؑ نے پوچھا کہ اے بھائی مجھے خبر دیجئے کہ آپ کو کس نے زہر دیا فرمایا آپ نے کہ اے جان برادر جس نے مجھے زہر دیا ہے اپنی سزا کو پہونچے گا اور مجھے خوش نہین آتا کہ مین اُسے رُسوا کرون پھر آپ نے اسما ملعونہ کو خلوت مین طلب کیا اور فرمایا کہ اے ناہنجار و بیوفائے ناسازگار و اے سنگین جگر جفاکار مجھ سے کیا بدسلوکی ہوئی تھی کہ تو نے میرے بچوں کو یتیم کیا ناحق تو نے ذلت آخرت اختیار کی کہ بے سبب مجھے شہید کیا اور فرمایا کہ فرزندون اور برادرون کو مین نے اس امر سے واقف نہین کیا ہے مواخذہ تیرا عقبیٰ پر رکھا ہے تو اپنی سزا پائیگی پھر فرمایا کہ دور ہو میرے سامنے سے جو تیرا مقصود ہے بر نہ آئیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا جبکہ پیش معاویہ وہ ملعونہ بخواستگاری نکاح با یزید پلید گئی اور کہا اے معاویہ مینے کام امام بموجب تیرے کہنے کے تمام کیا اب تو بھی وعدہ وفا کر اس ناہنجار نے کہا جب تو نے سبط رسول سے وفا نہ کی تو میرے بیٹے سے کیا کریگی اور حکم دیا کہ بدترین حال سے اسکو مار و چنانچہ ایسا ہی ہوا پس آپ خلوت سے اٹھکر باہر تشریف لائے اور جناب قاسمؑ کو سینہ سے لگا کر زار زار روئے اور سپرد جناب امام حسینؑ فرمایا **نظم**

یہ کہہ کے حسنؑ گلشن جنت کو سدھارے	میت سے لپٹ کر شہ بیکس یہ پکارے
اب کوئی بزرگون مین نہین سر پہ ہمارے	چھوڑا ہمین اے عرش الٰہی کے ستارے

بیکس کیا ہمکو سوئے کوثر گئے بھائی
بن باپ کے بچوں سے یہ کیا کر گئے بھائی

گھر مین ہوا خاتون قیامت کے تلاطم
بیتابی تھی ایسی کہ نہ تھی تاب تکلم
غل تھا کہ اٹھا خلق سے معصوم چہارم
تاریک ہوا مہر نظر آ گئے انجم
بدلی کی طرح دل پہ الم چھا گیا ہے ہے
خورشید امامت پہ زوال آ گیا ہے ہے

کلثوم پکاری کہ مری جان برادر
مرنے پہ ہے کیا واہ تری شان برادر
اس چہرۂ انور کے مین قربان برادر
دنیا سے گئے ہائے بہ ارمان برادر
حسرت ہی رہی بیٹے کو نوشاہ نہ دیکھا
لاتے ہوئے قاسم کو دلھن آہ نہ دیکھا

سیدانیاں سر پیٹتی تھین غش مین تھے شبیرؑ
کیا دیکھتے ہو غسل و کفن کی کرو تدبیر
ہوش آیا تو عباسؑ سے کی رو کے یہ تقریر
اب دیر مناسب نہین اے صاحب توقیر
بھائی تھے شہ یثرب و بطحا کی امانت
سونپ آؤں مین بابا کو یہ بابا کی امانت

یہ کہہ کے لیا ساتھ مین عباسؑ علیؑ کو
پہنا چکے جب وقت کفن حق کے ولی کو
اور غسل دیا حیدرؑ صفدر کے وصی کو
دی مڑ کے ندا تب یہ رسول عربی کو
صدمے دئے اُمت نے بہت آل عبا کو
مارا مرے بھائی حسنؑ سبز قبا کو

حضرت کی وصیت کوئی خاطر مین نہ لایا
بیرحموں نے خاتون قیامت کو رلایا
اور مرتبۂ آل پیمبرؐ کو بھلایا
بابا کو مرے جام شہادت کا پلایا
باز آئے نہ حیدر کو بھی یہ لوگ ستا کر
بیجان کیا بھائی کو مرے زہر پلا کر

نانا یہ حسینؑ آپ کا اب ہو گیا تنہا
شبرؑ بھی قضا کر گئے کوئی نہین میرا
نے تم ہو نہ حیدرؑ ہین زمانے مین نہ زہراؑ
فرما گئے یہ تابوت مین مُردے کو جو دیکھا
تھا شور کہ آیا ہے قمر برج شرف مین
تابوت مین مردہ ہے کہ گوہر ہے صدف مین

رخصت کیا سیدانیوں نے آکے حسنؑ کو
مردوں مین یہ تھا شور کہ تعظیم کو اٹھو
تابوت لئے گھر سے چلے سید خوش خو
لخت جگر فاطمہؑ کی شان کو دیکھو

رہنے کو مکین آتا ہے اب اپنے مکان مین
آمد گلِ زہرا کی ہے گلزار جنان مین

کس حسن سے تابوت حسنؑ وان ہوا راہی
پریون نے کہا تخت سلیمان ہوا راہی
کہتے تھے حرم قبلۂ ایمان ہوا راہی
کعبہ نے کہا دین کا سلطان ہوا راہی

چلایا فلک خاک مین یہ چاند ملیگا
تھا قدسیون مین شور کہ اب عرش ہلیگا

کہتے تھے ملک لٹ گیا زہرا کا گلستان
بیجان ہوا جان نبیؐ بولے نبی جان
اب خاک ہے اور فاطمہؑ کا نیر تابان
ہیں خلد مین محبوب خدا چاک گریبان

سرتاج جو دنیا سے اٹھا ارض و سما کا
ہر ایک جگہ شور ہے فریاد و بکا کا

اے مومنین اگر حال دفن کا مفصل بیان کرتا ہون تو حضرات پریشان ہونگے کہ وہ حکایت پُر شکایت ہے یہی ایک مجلس جُدا گانہ ہو جاوے اور طول ہوگا الغرض امام حسینؑ حضرت عباسؑ لیکر

نظم

آئے جو بقیعہ کی طرف کو شہ خوشخو
یہ قلب پہ صدمہ تھا کہ تھمتے تھے نہ آنسو
زہرا کی صدا آئی کہ آ اے مرے مہرو
خالی ہے مرجان ترے بن مرا پہلو

آنے سے مسیحا کے دوا ہوگئی بیٹا
اب درد جدائی سے شفا ہوگئی بیٹا

بس دفن کیا سرور مردان کے خلف کو
مٹی میں چھپایا قمر برج شرف کو
صدمہ تھا عجب لخت دل شاہ نجف کو
روتے ہوئے شبیرؑ پھرے گھر کی طرف کو

سب کہتے تھے کیا چرخ ستمگر کا ستم ہے
اک پنجتن پاک میں شبیرؑ کا دم ہے

شبیرؑ کا واسطہ تمھین اے بنت مصطفا
شبیرؑ کے وزیر کو روضہ پہ لو بلا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

در ذکر روانگی جناب امام حسین علیہ السلام از وطن بصد درد و محن و نوحہ و بکا احباب باوفا و بیقراری جناب صغریٰ

واقف ہے مسافر کا دل اس رنج و محن سے
دشمن کو بھی اللہ چھڑائے نہ وطن سے

روایت ہے کہ ایک روز ہند مادر معاویہ وقت صبح دولت سرائے جناب رسول خداؐ مین آکر پہلوے عائشہ مین بیٹھی اور بیان کرنے لگی اے دختر ابی بکر آج کی شب میں نے ایک عجیب خواب ہیبت ناک دیکھا ہے کہ ایک آفتاب جہانتاب بلند ہوا ہے جس سے تمام عالم روشن ہوا اور دیکھا کہ اس آفتاب سے ایک چاند پیدا ہوا کہ اس کے نور سے عالم منور ہو پھر دیکھا کہ اس چاند سے دو تارے درخشندہ نکلے کہ جس سے مشرقین روشن ہو گئے ابھی یہ مین دیکھ رہی تھی کہ ناگاہ ایک ابر سیاہ پیدا ہوا اور اس سے ایک سانپ ابلق رنگ پیدا ہوا اور اُن دونوں تارون کو نگل گیا اس وقت تمام عالم مین عجیب طرح کا حشر برپا ہو گیا راوی کہتا ہے کہ عائشہؓ نے خواب مبینہ ہند جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا پس جبکہ رسولخداؐ نے سنا تو فرط غم سے رنگ چہرۂ انور متغیر ہو گیا اور رو کر فرمایا کہ اے عائشہ وہ آفتاب تو مین ہون اور وہ ماہ منیر میری دختر نیک اختر فاطمہ زہراؑ ہے اور کواکب حسنینؑ میری آنکھوں کے تارے ہین اور وہ ابر سیاہ معاویہ پسر ہند ہے اور وہ مار ابلق یزید پلید پسر معاویہ ہے کہ میرے فرزند پر حملہ کریگا جب نور دیدہ میری فاطمہؑ دنیا سے گزر جائیگی اور علی بھی تیغ ظلم سے شہید ہونگے تو میرے حسنؑ و حسینؑ سے لوگ دشمنی کرینگے یہان تک کہ جب حسنؑ کو شہید کرینگے تو درپے اذیت حسینؑ ہو کر مدینہ سے نکالین گے مکہ میں بھی رہنے نہ دینگے اور پیاسا قتل کرینگے اور ماتم شیعہ و محب اُنکے روئینگے اب حضرات یہ مقام غور و تامل ہے کہ جناب رسول خدا کو اُس وقت

کیا صدمہ ہوا ہوگا کہ جس وقت جناب امام حسینؑ ظلم اشقیائے بیدین سے مجاورت مزار مقدس سے مجبور کئے گئے اور آپ عازم عراق ہوئے مومنین کیا وہ کیفیت جناب امام مظلوم ذاکر عرض کرے کلیجہ مُنھ کو آتا ہے

نظم

گرمی میں گرفتار محن ہوتے ہیں شبیرؑ	بچے لیے آوارہ وطن ہوتے ہین شبیرؑ
گردش ہے اب اور فاطمہ زہراؑ کا قمر ہے	ہر ایک قدم راہ مین لُٹ جانے کا ڈر ہے
بستی ہے نہ رستے میں کسی جا یہ شجر ہے	در پیش ہے سختی کہ پہاڑ دن کا سفر ہے
گلرو چمن دہر سے جانے کو چلے ہین	گھر چھوڑ کے جنگل کے بسانے کو چلے ہین
غربت کی بھی ہوتی ہے عجب صبح عجب شام	کرتا ہے سفر قافلۂ راحت و آرام
وہ دشت نوردی وہ غم و صدمہ و آلام	منزل پہ بھی ممکن نہین راحت کا سرانجام
نیند آتی نہیں لاکھ وہ پٹکے جو سَر اپنا	یاد آتا ہے منزل پہ مسافر کو گھر اپنا
وہ لُون وہ طپش اور وہ گرمی کا مہینا	سردی مین ہو ذکر اُسکا تو آجائے پسینا
دشوار ہے اس دھوپ مین معصوموں کا جینا	ویرانہ ہے بستی مین اُجڑتا ہے مدینہ
حضرت بھی گھُلے جاتے ہیں تشویش سفر سے	ہیں ساتھ وہ بچے کہ جو نکلے نہیں گھر سے

پس حضرت روضۂ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین روتے ہوئے تشریف لائے اور فرمایا کہ سلام ہو اے نانا مین ہون پسر فاطمہؑ بیٹا تمھاری بیٹی کا اور اب یہ دلبند آپ کا ظلم اعدا سے تنگ آکر آمادۂ سفر غربت برائے شہادت ہے اور قبر مطہر سے رخصت ہونے کو آیا ہے اور اب یہ حال ہے

نظم

برپا ہے مدینہ مین تلاطم کئی دن سے	ہے راحت و آرام و طرب گم کئی دن سے
ہر گھر میں ہے اک شور تظلم کئی دن سے	منھ ڈھانپے ہوئے روتے ہیں مردم کئی دن سے
وہ غم ہے کہ آرام کا جویا نہیں کوئی	راتین کئی گذری ہین کہ سویا نہین کوئی

پھر حضرت کی روتے روتے آنکھ لگ گئی تو جناب رسول خدا کو خواب میں دیکھا کہ آپ تشریف

لائے ہیں اور چھاتی سے لگا کر فرماتے ہیں کہ اے لختِ جگر میرے حسینؑ گویا میں عنقریب دیکھتا ہوں تجھے کہ تو زمین کربلا میں ذبح کیا گیا اور اے فرزند تو اس وقت پیاسا بھی ہے اور کوئی پانی نہیں دیتا جناب امام حسینؑ علیہ السلام نے عرض کی کہ اے نانا مجھے دنیا میں رہنے کی ضرورت نہیں اپنی قبر میں لیلو حضرت نے فرمایا کہ اے فرزند اے پارۂ جگر میرے یہ امر لابد ہے کہ تو جاوے اور شہید ہو کیونکہ نہ پہونچے گا تو اپنے درجات کو مگر شہید ہو کے بس یہ خواب دیکھکر آپ چونکے اور گھر میں تشریف لاکر آمادہ سفر غربت ہوئے تو اس وقت حضرت کے ہمسایہ میں عجب کہرام تھا اور یہ آواز آتی تھی نظم

یثرب کے زن و مرد ہیں سب بے خور و بے خواب	شبیرؑ کی فرقت کی کسی دل کو نہیں تاب
ہمسایہ میں ماتم میں بکا کرتے ہیں احباب	غل ہے کہ مدینہ میں خوشی ہو گئی نایاب
اس شاہ میں خو بو ہے شہ عقدہ کشا کی	اب کون خبر رات کو لے گا فقرا کی
کہتا ہے کوئی کیا ہوا یہ بیٹھے بٹھائے	کیا جانیے خط کوفے سے کس طرح کے آئے
روضہ پہ نبی کے شہ دین رہنے نہ پائے	کچھ ایسا ہو یارب کہ یہ مظلوم نہ جائے
کوفہ میں محبت نہ مروت نہ وفا ہے	خط مکر کے لکھے ہیں بلانے میں دغا ہے
اعدائے شہ یثرب و بطحیٰ کو ستایا	بیکس کو بنی زادے کو تنہا کو ستایا
یاں بیٹھے بٹھائے شہ والا کو ستایا	افسوس عجب تارک دنیا کو ستایا
اس گوشہ نشین پر یہ تعدی نہ روا تھی	کیا قبر پیمبر کے مجاور کی خطا تھی

پس حضرت کا فرط الفت احباب وطن سے عجب حال تھا با چشم اشکبار درستی اسباب سفر میں مشغول تھے اور در دولت پر اہل مدینہ کا مجمع تھا سب روتے تھے اور کہتے تھے کہ افسوس اب مدینہ اجڑتا ہے جناب ام سلمہؓ تیاری سفر دیکھکر بولیں کہ اے پارہ جگر کہاں کا قصد کیا ہے اُس وقت امام رونے لگے اور فرمایا کہ اے اماں عراق کی طرف جاتا ہوں ام سلمہ نام عراق کا سنکر بولیں کہ اے حسینؑ مجھے خوف آتا ہے تیرے عراق کے جانے سے اسواسطے

کہ مکرر سنا ہے مین نے رسول خدا سے کہ فرزند میرا حسینؑ زمین عراق مین ایک مقام ہے کہ نام اسکا کربلا ہے بالب تشنہ شہید ہوگا یہ سنکر جناب امام حسینؑ بہت روئے اور فرمایا کہ اے امّاں جان بخدا مین اس سے زیادہ جانتا ہون کہ وہاں جاکر مع عزیز و اقربا قتل ہونگا اور کربلا پر کیا موقوف ہے جہاں جاؤنگا اگر سوراخ مار و مور مین چھپونگا تو بھی یہ قوم جفاکار مجھے جیتا نہ چھوڑیگی پھر ام سلمہؓ نے پوچھا کہ کون کون ہمراہ جائیگا حضرت نے ہر ایک کی طرف اشارہ کیا کہ یہ سب میرے ہمراہ جائینگے پس ام سلمہؓ دیر تک روئیں اور فرمایا کہ اے حسینؑ اگر ارادہ مصمم کوفہ کا ہے تو عورتون کو ہمراہ نہ لے جاؤ کہ بعد تمھاری شہادت کے یہ تباہ اور ہلاک ہونگی خصوصًا یہ اطفال صغیر پس جناب امام حسینؑ یہ سنکر بہت شدت سے روئے اور فرمایا اے امّاں جان اکثر لڑکون مین سے آگے میرے بھوکے پیاسے قتل کیے جائین گے اسوقت سب حضرت کے سامنے کھڑے تھے ہر ایک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ نیزہ سے اور یہ تلوار سے مارا جائیگا یہانتک کہ یہ لڑکا جو اپنی مان کی گود مین دودھ پیتا ہے تیر ستم سے شہید ہوگا اس وقت علی اصغر کا سن ڈیڑھ مہینے کا تھا اور کم و زیادہ بھی منقول ہے کہ جب مان نے علی اصغر کی یہ خبر سُنی روتے روتے بیہوش ہوگئی اور اُسی روز سے دودھ مارے صدمہ کے کم ہوگیا راوی کہتا ہے کہ اس زمانہ مین جناب صغرا دختر جناب امام حسین علیہ السلام نہایت بیمار تھین اس وجہ سے حضرت نے اُس بیمار کو چھوڑ دینا مناسب سمجھا اور سپرد جناب ام سلمہؓ فرمایا جس وقت حضرت صغرا نے سُنا کہ بابا مجھے اس گھر مین تنہا چھوڑ جائین گے باوجود نقاہت و ناتوانی کے حضرت کے پاس عصا ٹیکتی آئین اور عرض کی کہ اے بابا مین سنتی ہون کہ آپ نے عزم سفر کیا ہے اور اس بیمار کو چھوڑ جایئے گا اے بابا جاے انصاف ہے کہ میرے بھائی اصغر شیرخوار تک کو لیے جاتے ہو اور مجھے یہیں چھوڑے جاتے ہو اگر مجھ سے کوئی قصور سرزد ہوا ہو تو بخشیئے کہ آپ کریم ابن کریم ہین یہ سنکر حضرت کو تاب ضبط باقی نہ رہی بے اختیار رو گئے

نظم

صغرا کا تو یہ حال تھا مولا کو تھا سکتا
سینہ سے لگاتے تھے اٹھا کر سر صغرا
فرماتے تھے کیوں روتی ہو اے باپ کی شیدا
وہ کہتی تھی تم چھوڑے ہوئے جاتے ہو بابا
کبری و سکینہ تو چلیں ساتھ سفر میں
صغری رہے رونیکو اس اجڑے ہوئے گھر میں

شہ نے کہا اے جان پدر یہ تری قسمت
پر کی جو گوارا تری بہنوں کی رفاقت
کبری حسن سبز قبا کی ہے امانت
عباس دلاور کو سکینہ سے ہے الفت
زینب پھوپھی تیری مرے اکبر پہ فدا ہے
اصغر مرا بانو کی ضعیفی کا عصا ہے

صغری نے کہا گر یہی قول شہ دیں ہے
سب کنبے میں میرا ابھی کوئی ہے کہ نہیں ہے
یا بیکس و بے وارث و والی یہ حزیں ہے
اب یاس ہوئی جینے سے مرنے کا یقیں ہے
صدقے گئی بیمار کو عیسے سے ملا دو
بابا مجھے بھیا علی اکبر سے ملا دو

آئے علی اکبر تو پکاری وہ دل افگار
پیاری تھی سکینہ چلی ہمراہ علمدار
دعوی ہے ہمیں تم پہ گواہ اسکا ہے غفار
لیجاتے ہو بھیا ہمیں یا کرتے ہو انکار
گر بالی سکینہ علی اصغر کی بہن ہے
صغرا کو یہ ہے فخر کہ اکبر کی بہن ہے

بولے علی اکبر کہ یہ دشوار ہے بھینا
پہنچ کوفہ میں آرام اگر پائیں گے بابا
ہم آن کے وان سے تمہیں لیجائیں گے صغرا
تقدیر یہ پکاری نہ وفا ہوگا یہ وعدہ
سینہ سے ترے پار انی ہوویگی اکبر
پردیس میں وعدہ شکنی ہوویگی اکبر

بے آس ہوئی سنتے ہی اس حرف کو صغرا
منہ دیکھا عجب یاس سے ہمشکل نبی کا
آنسو تھے جو امڈے ہوئے بہنے لگا دریا
دل سے تو نہ نکلا پہ زبان سے کہا اچھا
بچ جاؤنگی گر موت سے لیجائیو بھائی
مختار ہو جب چاہیو تب آئیو بھائی

پھر وہ مغموم مایوس ہو کر باپ کی طرف بحسرت و یاس دیکھنے لگی اور کہا کہ اے بابا بے آپکے مجھے کیونکر چین آئیگا جب یہ بھرا گھر خالی دیکھونگی تو کیا حال میرا ہوگا اے بابا بے سکینہ صبر نہیں آنے کا یہ کہکر حضرت کے قدم پر گر پڑی جناب امام مظلوم نے رو دیا اور سر اٹھا کر

چھاتی سے لگاکر فرمایا کہ اے نورِ نظر میں عجب تردد میں ہوں کہ **نظم**

گھر میں تمھیں چھوڑوں یہ نہیں دل کو گوارا	لیجاؤں تو جینا نہیں ممکن ہے تمھارا
بچوں میں کوئی تم سے زیادہ نہیں پیارا	مجبور ہوں بے ہجر کوئی اب نہیں چارا
فرقت میں سدا نالہ و فریاد کروں گا	اترونگا جو منزل پہ تمھیں یاد کرونگا
صغریٰ نے کہا آپکی الفت کے میں قربان	پھر کس کو ہو گر آپ کو لونڈی کا نہو دھیان
صدقہ گئی صحت کا بھی ہو جائیگا سامان	مولا کی توجہ ہے ہر اک درد کا درمان
جس پر نظرِ لطف مسیح دوسرا ہو	برسوں کا جو بیمار ہو اک دم میں شفا ہو
قربان گئی اب تو بہت کم ہے نقاہت	تپ کی بھی ہے شدت میں کئی روز سے خفت
بستر سے میں خود اُٹھ کے ٹہلتی بھی ہوں حضرت	پانی کی بھی خواہش ہے غذا پر بھی ہے رغبت
حضرت کی دعا سے مجھے صحت کا یقین ہے	اب تو مرے منھ کا بھی مزا تلخ نہیں ہے

ہنوز یہ باتیں جناب صغراؑ کر رہی تھیں کہ جناب اُمِ سلمہ تشریف لائیں اور جناب امام حسینؑ کا بازو پکڑ کر فرمایا کہ اے بیٹا میں ضعیف ہوئی میری زیست کی کوئی اُمید نہیں ہے اور تم بعزم سفر کمر بستہ ہو تو یہ بتاؤ کہ میری بالین پر کون دم واپسین یٰسین پڑھیگا اور قبر میں سُلا کر کون تلقین سنائیگا صغراؑ کو تو تم منا لوگے وہ تمھاری بیٹی ہے پر میں تو حشر تک نہ مانونگی کہ تم چلے جاؤ اور میں اکیلی گھر میں پڑی رہوں میرا تابوت اٹھا لو اور قبر بنا لو تو سدھارو یہ سنکر حضرت رونے لگے اور فرمایا کہ اے اماں جان وقت اجل ایسا ہے کہ کوئی اس سے واقف نہیں ہے آپ کیا فرماتی ہیں **نظم**

دنیا کا سفر یہ نہیں عقبےٰ کا سفر ہے	اوّل سے ہمیں منزلِ آخر کی خبر ہے
لیچلنے کو حاضر ہوں پر اے خاصۂ قیوم	فردِ شہدا میں نہیں نام آپ کا مرقوم
درپیش ہے واں مرحلۂ خنجر و حلقوم	اس رنج کی شایاں ہیں فقط زینب و کلثوم
اک رستے میں تم پارہ گلے دیکھ سکوگی	شبیرؑ کو خنجر کے تلے دیکھ سکوگی

جس دم سر اقدس سے ردا چھینیں گے ناری	تم لاؤ گی اُنپر غضب خالق باری
اس غم کی سزاوار تو ہیں بہنیں ہماری	زہراؑ کی طرح امت جابر ہو انھیں پیاری
کچھ لوٹنے میں فوج تاسف نہ کریگی	زینبؑ کا کلیجہ ہے کہ وہ اُف نہ کریگی

جناب اُمّ سلمہؓ نے فرمایا کہ اے نور عین زینب و کلثوم کا تو حال معلوم ہوا جن آلام کا فرد بشر سے کوئی متحمل نہیں ہو سکتا اُسمین گرفتار ہو کر صبر کرینگی اور یہ جو بیبیاں جاتی ہین انکا کیا حال ہوگا حضرت نے فرمایا کہ آہ اُنکا بھی وہی حال ہوگا کہ سروپا برہنہ جنگلوں میں اور شہروں مین پھرائی جائینگی اور کوئی انکی فریاد کو نہ پہونچے گا اور آگاہ ہو کہ اول مصیبت تو ہمپر یہ ہوگی کہ جب اُس دشت بلاخیز میں مع اہلبیت کے ورود ہوگا تو سات محرم سے مجھپر سانحہ غم شروع ہوگا کہ نہر فرات مہر فاطمہ سے ایک قطرہ دشمن دین ہمکو پانی کا نہ لینے دینگے یہانتک کہ چار پہر کامل ہمپر اور سب اہلبیت اور چھوٹے چھوٹے بچوں پر بے آب گزر جائینگے اور عباس سقائی سکینہ کرینگے غرضکہ اے مادر ذیجاہ کہانتک شرح مصیبت کروں خلاصہ یہ کہ وہ ستم ہمپر گزرینگے کہ کسی نے دیکھا اور نہ دیکھے گا اور نہ سُنا اور نہ سُنیگا اور زمین کربلا وہ زمین ہے کہ

نظم

وارد جو رسولان سلف ہوتے تھے آنان	اُس دشت میں غربت پہ مری روتے تھے امان
یہ کہہ کے سوے مادر یہ ہاتھ اپنا بڑھایا	اور مادر غمخوار کو پاس اپنے بلایا
اُمّ سلمہ نے جو ادھر منھ کو پھرایا	دو انگلیوں کے بیچ میں مقتل نظر آیا
رنگ اڑ گیا شدت یہ ہوئی درد جگر کی	آنکھوں نے کہا ہمکو نہیں تاب نظر کی
ہاتھوں سے جگر تھام کے دیکھا تو یہ دیکھا	دریا کے کنارے ہے رواں خون کا دریا
ریتی پہ خیام شہ لولاک ہیں برپا	کشتہ پہ تو کشتہ ہے طپاں لاشہ پہ لاشا
حیران حرم صورت تصویر کھڑے ہین	زہراؑ کے مرقع کے ورق رن میں پڑے ہین
سقائے دریا کوئی بیجان نظر آیا	اک بچہ کے حلقوم مین پیکان نظر آیا

نوشاہ کوئی خون میں غلطان نظر آیا	نیزے پہ سر شاہ شہیدان نظر آیا
خیمہ شہ لولاک کا جلتے ہوئے دیکھا	بیوؤں کو سراسیمہ نکلتے ہوئے دیکھا
دیکھا کوئی سر پیٹتی ہے اور کوئی سینہ	کہتی ہے کوئی ہائے شہنشاہ مدینہ
آیا ہے تباہی میں پیمبر کا سفینہ	سیلی ستمگار ہے اور روئے سکینہ
ناموس حرم قبلۂ دین کھینچ رہے ہیں	چادر سر زینب سے لعین کھینچ رہے ہیں

یہ دیکھتے ہی جناب امّ سلمہ بیہوش ہو کر گر پڑیں اور حرم میں ایک شور رونے کا بلند ہوا کہ چلتے وقت یہ کیا دشمنی ہوئی بعد تھوڑی دیر کے آپ کو ہوش آیا تو فرمایا آپ نے جناب امام حسین علیہ السلام سے کہ اے پارۂ جگر نور نظر یہ کیا سانحہ دکھایا ہائے افسوس اے نور نظر میرے یہ صورت تیری وہاں ہو جائیگی آہ میری زینبؑ یہ صدمہ اٹھائے گی اور سکینہ بیماری ننھے منھ پر طمانچہ کھائیگی پھر فرمایا کہ اے جان مادر حسینؑ اب بتا مجھے کہ وہ لاش دولھا پامال مجھے کیسی نظر آئی ہے حضرت نے فرمایا کہ اے امّاں وہ میرے بھائی کا لال قاسم ہے پھر فرمایا کہ اے نور نظر وہ بچہ کون ہے جسکے گلوئے نازک میں پیکان ستم پیوست ہے حضرت نے فرمایا آپ نہیں جانتیں وہ میرا اصغر ہے اور چھاتی پر جو ہاتھ دھرے سوتا ہے وہ پُر ارمان بن بیاہا نور نظر اکبر ہے بیت

یہ سنتے ہی دل ہل گیا تھرا گئے اعضا	بولی کہ خدا خیر کرے ہائے نصیبا

یہ حال دیکھکر بیبیوں نے سمجھا کر جناب امّ سلمہ کو امام حسینؑ سے علیحدہ کیا مگر صغرا کسی طرح علیحدہ نہ ہوتی تھی اور کسی کا کہنا نہ سنتی تھی اور حضرت سے لپٹ کر کہنے لگی کہ نظم

بے آپکے اس گھر میں نہ یا شاہ رہونگی	اچھا میں کنیزوں ہی کے ہمراہ رہونگی
سب رونے لگے سن کے یہ بیمار کی تقریر	چلائی سکینہ کہ میں صدقہ مری ہمشیر
گھبرا گئے یہ فرمانے لگے حضرت شبیر	تم بیٹی کو سمجھاؤ کچھ اے بانوئے دلگیر
کمسن ہیں مسافر تجھے تشویش بڑی ہے	دن چڑھ گیا ہے آج کی منزل بھی کڑی ہے

یہ سنتے ہی بس ماں کی تو چھاتی اُمنڈ آئی
زینبؑ نے کہا گھر سے نکلتی ہوں میں بھائی
چلائی وہ ناشاد کہ ہے ہے مری جائی
مرجانے سے کم کچھ نہیں صغرا کی جُدائی

گھر لٹتا ہے کس طرح قیامت نہ بپا ہو
پہلا ہے یہ غم آگے خدا جانیے کیا ہو

آغاز سفر میں تو یہ ماتم ہے یہ کہرام
جنگل ہو کہ بستی ہو کہاں راحت و آرام
کیا دیکھیں دکھاتا ہے اس آغاز کا انجام
ماں روئیگی بیٹی سے بچھڑ کر سحر و شام

گلشن بھی ہے جنگل جو کلیجہ نہ ہو بر میں،
بہکے گی وہ چھوڑینگے اکیلی جسے گھر میں

صغرا نے کہا آپ کی باتوں کے میں قربان
بیٹی ہو علیؑ کی مری مشکل کرو آسان
تم جان بچا لو کہ میں لونڈی ہوں پھوپھی جان
جیتی رہی صغرا تو نہ بھولے گی یہ احسان

کچھ بات بجز گریہ و زاری نہیں کرتیں
اماں بھی سفارش تو ہماری نہیں کرتیں

ہائے میں اپنا حال دل کس سے کہوں وہ دو بیٹیاں جو باپ کی پیاری ہیں جاتی ہیں اور میں گور کنارے ہوں اس وجہ سے مجھے نہیں لیے جاتے کیا وقت ہے کہ بوجہ عارضہ کے والدین اور بہنوں میں سے کسی کو میری محبت نہیں ہے خبر نہ پوچھے کوئی بیمار کا بھی اللہ ہے ہاں اس وقت نہ پوچھیں لیکن جب میں قبر میں سوؤنگی تو البتہ مجھے یاد کرینگے ارے لوگو انصاف تو کرو کہ کیا دنیا میں کوئی بیمار نہیں ہوتا کون سی تقصیر مجھ سے ہوئی کہ سب دفعتہً بیزار ہوگئے ابھی تک زندہ ہوں مگر مردہ کی طرح سے بھاری ہوں یا کون سا مجھے عارضہ ہے کہ لوگ مجھ سے بھاگتے ہیں کچھ اسکا بھید نہیں کھلتا کہ جسکی طرف دیکھتی ہوں وہ منھ چراتا ہے نظم

تب کیا مجھے آئی کہ پیام اجل آیا
ہے ہے مری راحت کی بنا میں خلل آیا
بچھڑا مجھے سب نے جو سفر کا محل آیا
کیا خوب مرے نخل تمنا میں پھل آیا

دل سخت کیا ماں نے مجھے غم ہے اسی کا
سچ کہتے ہیں دنیا میں نہیں کوئی کسی کا

وہ چاہنے والا ہے مصیبت میں جو کام آئے
میں سب کی ہوئی اور کوئی میرا نہ ہوا ہائے
اس راہ میں ہمراہ کنیزیں تو ہوں اے وائے
کنبے کی جو ہو چاہنے والی وہی رہ جائے

بیماری مزمن کی دوا خوب ہوئی ہے	تجویز مرے واسطے کیا خوب ہوئی ہے
تنہائی مین رونے سے اتر جائیگی یہ تپ تڑپون گی تو جائیگی یہ اعضا شکنی سب	ہاں درد بھی سر میں مرے ہونیکا نہین اب بہتر یہی ترکیب ہے نسخہ یہی انسب
کم ہوگی حرارت الم و رنج و محن مین	غم کھانے سے آجائیگی طاقت مرے تن مین

راتوں کو تڑپنے سے اور نہ سونے سے میرے دماغ کی یبوست بھی کم ہوجائیگی اور منھ اشکون سے دھونے میں تفریح ہوگی اور یہ کیسی بڑی تسکین برائے بیمار ہے کہ بالین پر عزیزون سے کوئی نہ ہو اور جب غش سے آنکھ کھلی تو جز بیکسی و تنہائی کوئی پاس نہو **بیت**

راحت سے شب و روز علاقہ نہ مجھے ہوگا	فاقہ جو کرون گی تو افاقہ مجھے ہوگا

کیا خوب میری دوا تجویز ہوئی سچ ہے تنہائی مین شدت خفقان بھی نہو گی اور دل بیمار ویرانی مکان سے بہلے گا بابا کا بھی نہ خیال رہیگا اور نہ کبھی شفقت ماں کی مجھے یاد آئیگی کیا خوب تجویز ہے اس تجویز کے قربان **بیت**

فرقت میں مری طرح جگر کس سے سنبھلتا	میں گھر مین نہوتی تو یہ گھر کس سے سنبھلتا

کس کی شکایت کرون سب تو چاہنے والے ہین اماں کی محبت معلوم ہوئی بابا کی وہ تقریر ہے اور بہنون کی یہ صورت ہے پھوپھی جان بھی کچھ نہین بولین یہ میری قسمت ہے سب اچھے ہیں میری تقدیر بُری ہے بھیا علیؑ اکبر کو تو دیکھو کہ اس بہن رنجور کے عاشق مشہور تھے اور دو دن سے خبر بھی نہ لی اور قاسمؑ کو کیا غرض کہ میری گریۂ وزاری سنکر رحم کرین سکینہ بھی اپنے چچا جان کو پیاری ہین خیر **بیت**

اللہ تو ہے گر کوئی غمخوار نہیں ہے	مٹی مری کچھ قبر کو دشوار نہین ہے

اچھا بابا ہمین نہ لیجائیں لیکن اُس وقت میری محبت معلوم ہوگی جب راہ میں میری وفات کا خط پہونچے گا اور فرمائینگے کہ لو کنبے کی چاہنے والی مرگئی افسوس قسمت نے سفر مین خبر مرگ سُنائی ہائے جسے گھر میں چھوڑ آئے تھے وہ سب سے پہلے منزل مقصود پر

پہونچ گئی اور پھر کوئی لاکھ تلاش کرے میں نہ ملونگی اُسوقت سب افسوس کرینگے کہ اُسے ہاتھ سے کھو دیا پر میں جب قبر میں سوئی تو مجھے کیا کوئی گڑھا یا رویا اور پرسے کے لئے لوگ آئے اور پردیس مین سب کنبہ نے سوگ کیا تو ہمکو کیا یہ کہہ رہی تھی کہ جناب علی اکبر روتے ہوے گھر میں آئے چہرۂ انور شدت بکا سے زرد تھا اور آنکھین سرخ تھین جوں ہیں جناب صغرا نے دیکھا چلا کر بھائی کی چھاتی سے لپٹ گئی اور کہنے لگی کہ اے بھیا یہ بہن ان ہاتھون اور اس سینہ کے قربان ہو فریاد ہے اے بھیا علی اکبر کہ مین بن موت مرتی ہوں اور کوئی خبر نہیں لیتا تقدیر تمسے بھی جدا کرتی ہے۔

نظم

بھیا میری تنہائی پہ آنسو نہ بہاؤ	وہ دن ہو کہ پھر خیر سے اِس شہر مین آؤ
ہر چند ہے مشکل یہ کہ جیتا ہمیں پاؤ	صدقے گئی پھر آنے کا وعدہ کئے جاؤ
عرصہ ہو تو خط لکھ کے طلب کیجیو بھائی	پر بیاہ مین مجھکو نہ بھلا دیجیو بھائی
وہ دن ہو کہ بوٹا سی تمھاری دولھن آئے	جلدی کہین یا حضرت باری دولھن آئے
سب پھولونکے گہنے مین سنواری دولھن آئے	تم جیسے ہو بس ویسی ہی پیاری دولھن آئے
ہمشیر کو تربت میں نہ ترسائیو بھائی	بھابھی کو مری قبر پہ لے آئیو بھائی

یہ باتین دردآمیز سنکر جناب علی اکبر زار زار رونے لگے اور فرمایا کہ اے بہن کیا کرین قسمت سے مجبور ہیں یہی تقدیر ہے کہ ہم تمسے اور تم ہمسے جدا ہو مگر جدائی ایسی شاق ہے کہ ہم اپنی جان یہیں چھوڑے جاتے ہیں خدا تجھے صحت عطا کرے اور ہم وعدہ کرتے ہین کہ جب بابا کوفہ مین پہونچین گے اور اتفاق اطمینان ہوگا تو ہم آکر تمھین لیجائینگے خاطر جمع رکھو مگر اے بہن تقدیر سے مجبوری ہے اگر خدانخواستہ تقدیر نے یاری نہ کی اور زیست نے کمی کی تو میری وعدہ خلافی معاف کرنا یہ سنکر جناب صغرا بہت روئین اور قریب تھا کہ غش آجائے پھر کہا کہ بھیا علی اکبر فدا ہو جان صغرا کی تمپر اور تمھاری بلا لیکر میں مرجاؤں یہ کیا کلمہ کہا کہ جس سے کلیجہ شق ہو گیا ارے بھیا تمھاری جدائی سے صغرا زندہ نہ بچیگی امید ہے کہ جب تم مجھے لینے

آؤ گے تو میری قبر پر فاتحہ پڑھکر پچتاؤ گے ممکن نہیں کہ تم مجھ سے جدا ہو اور میں زندہ رہوں بھیا جب خیال فرقت آتا ہے تو میرا کلیجہ پھٹ جاتا ہے اور جب میں تمھیں اس گھر میں نہ دیکھونگی تو آہ کے ساتھ میری جان نکل جائیگی کیا وقت ہے کہ کوئی میری خبر نہیں پوچھتا جس سے کچھ کہنا چاہتی ہوں منھ چرا لیتا ہے اپنا درد دل کس سے کہوں ایک تم سے امید تھی تمھارا یہ حال ہے کہ سوائے رونے کے کچھ جواب نہیں دیتے اور اپنی مجبوری بیان کرتے ہو بابا سعی مجھ ستم رسیدہ کی نہیں کرتے ادھر تو یہ حال اور گھر میں سب بیبیاں بھائی بہن کی باتیں سنکر روتی تھیں اور ایک عجیب عالم کہرام تھا نظم

رونے کا ادھر غل تھا کہ فضہ یہ پکاری
دروازے کے نزدیک ہے زینبؑ کی عماری
تیار ہے ناموس محمدؐ کی سواری
کیا دیر ہے اب اے اسد اللہ کی پیاری
ہر بار قناتوں کے قریں آتے ہیں عباسؑ
اب جلد سواری ہو یہ فرماتے ہیں عباسؑ

شبیرؑ نے رو کر کہا لو جاتے ہیں صغراؑ
جلد آتے ہیں یا خود تمھیں بلواتے ہیں صغراؑ
ہم سب تری تنہائی کا غم کھاتے ہیں صغراؑ
جان اپنی نہ کھونا تمھیں سمجھاتے ہیں صغراؑ
قربان پدر آب و غذا ترک نہ کرنا
بڑھ جائیگا آزار دوا ترک نہ کرنا

بیٹی سے یہ فرما کے چلے قبلۂ عالم
ناموس محمدؐ بھی چلے ساتھ بصد غم
صغرا جو چلی جاتی تھی روتی ہوئی باہم
ہمسائیاں باندھے ہوئے تھیں حلقۂ ماتم
راحت تھی جو سب کو شہ ذیجاہ کے دم سے
اک پیٹتی تھی ایک لپٹتی تھی قدم سے

غل تھا شہ ابرار خدا حافظ و ناصر
رانڈوں کے مددگار خدا حافظ و ناصر
اے خلق کے سردار خدا حافظ و ناصر
محتاجوں کے غمخوار خدا حافظ و ناصر
دکھ فاقوں کے عسرت کے الم کس سے کہینگے
مشکل کوئی اب ہوگی تو ہم کس سے کہینگے

شہ کہتے تھے اللہ مددگار ہے سب کا
انسان کی ہے کیا آس بھروسا ہے تو رب کا
ساماں کبھی غم کا کبھی عیش و طرب کا
مضطر نہیں قنبر زن شہنشاہِ عرب کا

مانگو یہ دعا صبر سے وہ وقت بسر ہو	جس روز کہ شبیرؑ کا دنیا سے سفر ہو

اے ہموطنو! اب صبر کرو مشیت ایزدی سے چارہ نہین انشاء اللہ تعالےٰ اگر خیریت شامل حال ہے تو جلد واپس آتے ہین اور تم سب کا دیدار دیکھتے ہین اور اپنا دکھاتے ہین میرے لئے دعاے خیر کرنا جسکی جزا خداوند عالم تمکو نیک عطا فرمائیگا اور صبر کرنا کہ خدا صابرونکو دوست رکھتا ہے

نظم

یہ کہہ کے برآمد ہوا وہ خلق کا والی	ناقون پہ چڑھے سب حرم سید عالی
احباب بلکتے تھے تڑپتے تھے موالی	غل تھا کہ محمدؐ کا بھرا گھر ہوا خالی
یون روتے تھے سب گرد حسینؑ ابن علیؑ کے	جس طرح سے ماتم تھا جنازے پہ نبیؐ کے
کہتے تھے جوانان مدینہ یہی رو کر	اب ہمسے بچھڑ جائینگے ہے ہے علیؑ اکبر
بیتاب ہیں احباب علمدار دلاور	روتا ہوا گرتا ہے کوئی آکے قدم پر
ہر مرتبہ اشک آنکھونمین بھر لاتے ہین عباسؑ	چھاتی سے ہر اک دوست کو لپٹاتے ہیں عباسؑ
قاسم کے جو ہم سن ہین وہ سب کرتے ہین زاری	اک ایک پہ اندوہ و غم و رنج ہے طاری
کہتے ہین کہ اب تلخ ہوئی زیست ہماری	کیا ہوگا چلی جائیگی جس وقت سواری
جب آئین گے یان نالہ و فریاد کرینگے	سب روئینگے جب خلق حسنؑ یاد کرینگے
ہمجولیون کا عون و محمد کے یہ ہے حال	بیتاب ہیں سب روتے ہین اس درد سے اطفال
ایک ایک سے فرماتے ہیں وہ صاحب اقبال	لو بھائیو بس رونے سے آنکھیں تو ہوئین لال
عزت ہے اطاعت مین امام دوسرا کی	پھر آئینگے گر زیست نے اس سال وفا کی
در پر کوئی روتا ہے کوئی راہ گذر مین	تاریک ہے دنیا کسی غمگین کی نظر میں
ہیں جمع محلے کی جو سب بیبیان گھر مین	اک حشر ہے ناموس شہ جن و بشر مین
سب ملکے بکا کرتے ہیں جب آتا ہے کوئی	یون روتی ہیں جسطرح کہ مرجاتا ہے کوئی
سب کہتی ہین زینب سے کہ اے بھائی کی شیدا	کس طرح کے خط آئے یکایک یہ ہوا کیا

پانی کی کمی گرمی کے دن خوف کا رستا
وہ دھوپ پہاڑ دن کی وہ لوں اور وہ صحرا

کیا سوچ کے اس فصل مین شبیرؑ چلے ہین
بچوں پہ کرین رحم کہ نازون کے پلے ہین

سنتے ہیں یہ ہر وارد و صادر کی زبانی
جھیلوئین بھی حوضونیں بھی سب خشک ہے پانی

اس فصل مین ہوتی ہے بہت تشنہ دہانی
کس طرح چلین گے اسد اللہ کے جانی

تونسا ہوا بچہ کوئی جانبر نہیں ہوتا
جب خشک ہوا پھول تو پھر تر نہیں ہوتا

ہے ہے چھ مہینے کے بھی بچہ کا سفر ہے
کچھ ہمکو پہاڑوں کی بھی گرمی کی خبر ہے

غربت مین جو اسکے تلف ہو جانے کا ڈر ہے
رحم اسپہ ہے لازم کہ یہ بچہ گل تر ہے

اصغرؑ کو جو دکھ ہو تو قلق ماں کو سوا ہو
گرمی ہے بہت دودھ جو گھٹ جائے تو کیا ہو

فرماتی تھیں زینبؑ نہیں بہنو کوئی چارا
قسمت میں تباہی ہے تو کیا زور ہمارا

گھر چھوڑ کے جانا ہے کسی کو بھی گوارا
مجبور ہے مضطر ہے ید اللہ کا پیارا

ایام مصیبت کے ہین تنہائی کے دن ہیں
غربت کی شبین بادیہ پیمائی کے دن ہین

ابھی یہ باتین ہو رہی تھیں کہ یکایک شور سواری کا ہوا اور ناموس سوار ہونے لگے تو اسوقت اس ستمدیدۂ ہجر کا عجب حال تھا نظم

صغراؑ کو نقاہت سے نہ تھی طاقت رفتار
اٹھی کئی بار اور گری در پہ کئی بار

جس ناقہ پہ تھی بانوے ناشاد دل افگار
اس ناقہ کے پاس آکے یہ چلائی وہ بیمار

قربان گئی آخری دیدار دکھا دو
اماں مجھے اصغرؑ کو پھر اکبار دکھا دو

مضطر ہوئی سنکر یہ سخن بانوے بیپر
پردے سے جگر بند کا منھ کر دیا باہر

بیٹی سے کہا دست پسر ماتھے پہ رکھکر
لو آخری تسلیم بجا لاتے ہین اصغرؑ

منھ زرد ہے رخساروں پہ آنسو بھی بہے ہین
یہ نرگسی آنکھوں سے تمھین دیکھ رہے ہین

تھرّائے ہوئے ہاتھ اٹھا کر وہ پکاری
اس ہاتھ کے اس چاند سے ماتھے کے مین واری

صغراؑ نہیں جینے کی میں فرقت میں تمھاری
آخر ہے کوئی دم مین بہن درد کی ماری

کب آکے پھر اس جھولے کو آباد کروگے	تم بھی کوئی گودی کو مری یاد کروگے
عباسؑ سے شہ نے کہا اے ثانی حیدرؓ	مرجائیگی اب فاطمہؑ صغریٰ مری دختر
جمالوں سے کہدو کہ بڑھیں اونٹوں کو لیکر	اسواریوں کے ساتھ رہیں قاسمؑ و اکبرؑ
احباب جو روتے ہیں تو غم کھاتے ہین ہم بھی	سب شہر کے ناکے پہ رکیں آتے ہیں ہم بھی
یہ سنتے ہی سب لوگ روانہ ہوئے اکبار	غش کھا کے گری خاک پہ صغرا جگر افگار
گھر میں اُسے پہونچا کے چلے سید ابرار	غل شہر میں تھا ہائے دوعالم کے مددگار
خدام جو روتے تھے نواسے کو نبیؐ کے	اک حشر تھا روضہ پہ رسولؐ عربی کے
آتی تھی صدا اے مری تربت کے مجاور	صدقے تری مظلومی کے اے صابر و شاکر
اے فاقہ کش اے منزل اول کے مسافر	ہے ہے مری اُمت نے ستایا تجھے آخر
دشمن کو بھی اسطرح اذیت نہیں دیتے	ظالم مجھے مرنے پہ بھی راحت نہیں دیتے

صغرا اکیلی رہگئی روتی ہوئی وزیر
اور کربلا کی سمت گئے شاہ بے نظیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

در ذکر شہادت معدن مصیبت نمونہ غم بعدیل حضرت مسلم بن عقیل و خبر یافتن جناب امام حسینؑ در منزل ثعلبیہ

احباب کو پیغام سفر دیتے ہین مسلمؑ	قتل شہ والا کی خبر دیتے ہین مسلمؑ

مسافران منازل فنا و راہ نوردان مراحل رنج و بلا حال سفر نور نظر سبط رسول الثقلین جناب امام حسینؑ صفحۂ قرطاس پر اس طرح تحریر کرتے ہین کہ بعد شہادت جناب امام حسنؑ جب وہ امام یکہ و تنہا پنجتن مین سے رہگیا تو ہر ایک اصحاب و موالی مشکلکشاؑ و حسنؑ مجتبیٰ خدمت

بابرکت امام حسینؑ مین حاضر ہوکر فیضیاب ہوتا تھا کیونکہ آپ نے بعد وفات برادر بزرگوار اپنے کے اخلاق عمیم کو وسعت دیدی تھی نظم

عالم کا افتخار تھا پیارا بتول کا — بخشش علیؑ کی تھی تو کرم تھا رسول کا
فیض ملازمت سے جو ہوتا تھا بہرہ ور — کرتا تھا اُسپہ لطف یداللہ کا پسر
جو چومتا تھا پائے شہنشاہ بحر و بر — سینہ سے خود لگاتے تھے شبیر اُسکا سر
محتاج بھی جوآپ کی خدمت میں آتے تھے — اُٹھکر قریب پھر اُنھیں حضرت بٹھاتے تھے

اور اسی طرح عادتِ احسان وجود و عبادت معبود بھی اختیار کی تھی اس سے کہ غربا اور مساکین کو میرے پدر عالی وقار حیدر کرار یاد نہ آدین نظم

حق پر نظر تھی خانہ نشین تھے شہ امم — مشغول تھے عبادت خالق میں دمبدم
یکسان گدا و شاہ پہ تھا آپ کا کرم — دل دُکھ گیا کسی کا سُنا جو بیان غم
جس مستحق پہ لطف وکرم کی نظر ہوئی — دے آئے گھر پہ یون نہ کسی کو خبر ہوئی
جز طاعت الٰہ کوئی اور تھا نہ کام — آٹھوں پہر نماز میں مشغول تھے امام
ہر روز روزہ دار تھا وہ آسمان مقام — حضرت تھے اور تلاوت قرآن تھی صبح و شام
ہوتا تھا جب الم دل و جان بتولؑ پر — روتے تھے جاکے قبر جناب رسولؐ پر

روایت ہے کہ جب معاویہ واصل جہنم ہوا اور بجائے اُسکے یزید پلید تخت پر بیٹھا اس کے دل پر ابتدا سے حضرت کی دشمنی کا خیال تھا لیکن بظاہر خط مکر و دغا سے اشتیاق ملازمت کے لکھا کرتا تھا آخرش براہ مکر کوفیان دغاکیش کو ہموار کرکے اس ارادہ سے خط لکھوائے کہ ایک مرتبہ اگر حسینؑ مدینہ چھوڑکر روانہ ہو جائیں تو پھر چارون طرف سے محاصرہ کرلون اور پناہ ندون القصہ حسب مشورۂ یزید پلید کوفیان پُر دغا نے بہت سے عرائض بمضمون اشتیاق قدوم میمنت لزوم شہید مظلوم تحریر کرکے خدمت بابرکت اس جناب میں ارسال کیے جبکہ آنحضرتؐ نے دیکھا کہ کوفی نہایت عجز و انکساری سے بُلاتے ہین تو ناچار اپنے

برادر گرامی قدر مسلمؑ بن عقیل کو خلعت وکالت سے ممتاز فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اے بھائی مین تو ابھی نہین جا سکتا ہون کیونکہ صغرا بیمار ہے نہ اسباب سفر تیار ہے مگر تم جاؤ پس آپ نے فرمایا کہ مجھے کیا عذر ہے کیون حضرات واقف ہوے یہ گویا ابتدائی مصیبت حسینؑ کی ہے پس بوجہ تیاری سفر حضرت مسلمؑ کے نظم

گلشن مین ہے چرچا گل احمر سفری ہے
پریوں میں ہے غل بیکس و بے پر سفری ہے
ہے شور جنون مین کہ دلاور سفری ہے
کہتا ہے جہان شہ کا برادر سفری ہے
رنج و غم مہر و مہ و ماہی کے دن آئے
لو یثرب و بطحا کی تباہی کے دن آئے

اچھا نہیں مسلمؑ کے سفر کا تو قرینہ
افسوس اُجڑتا نظر آتا ہے مدینہ
پھر جائینگے سب کوفیون کے دلمین ہی کینہ
ڈوبے نہ کہیں خون مین ایمان کا سفینہ
کوفہ کو انھین آج جو بھجواتے ہین شبیرؑ
کل دیکھنا یہ بھی کہ چلے جاتے ہین شبیرؑ

ہے نعرہ شبرؑ مرا مسلمؑ مرا مسلمؑ
چلاتے ہین حیدرؑ مرا مسلمؑ مرا مسلمؑ
کہتے ہیں پیمبرؐ مرا مسلمؑ مرا مسلمؑ
آئیگا نہ پھر کر مرا مسلمؑ مرا مسلمؑ
چلاتی ہین زہراؑ کہ میں اب کیا کرون لوگو
جاتا ہے مرا بیکس لقب کیا کرون لوگو

الغرض وہ شب آئی فریاد و زاری کے سُننے میں کٹی اور وقت صبح آیا مسجدون مین اذان صبح ہوئی اور نمازی مسجدوں کو روانہ ہوئے جو مسافر تھے واسطے روانگی منزل کے تیار ہوئے نظم

مسلمؑ نے یہان اپنے غزالون کو اُٹھایا
کس پیار سے آغوش کے پالون کو اٹھایا
اللہ کے پہچاننے والون کو اٹھایا
کہہ کہہ کے یہ اُن تازہ نہالون کو اٹھایا
اُٹھو مرے شیرو کہ سحر دُور نہین ہے
ہشیار کہ اب وقت سفر دُور نہین ہے

اُٹھو کہ اجل سر پہ کھڑی رہتی ہے ہر دم
ہشیار رہیں جو لوگ وہ سوتے ہیں بہت کم
وقفہ نہیں پڑھ لی یہ نماز اور چلے ہم
آواز سنو جاگ رہے ہین شہ عالم
اسوقت عجب کوچ کا سامان بندھا ہے
آواز اذان بھی ہمین آواز درا ہے

چلنے پہ رہ حق مین تامل نہین کرتے
اللہ کی طاعت مین تساہل نہین کرتے
راحت پہ نظر اہل توکل نہین کرتے
وقفہ عمل نیک مین بالکل نہین کرتے
یہ سُنکے دعا باپ کو دیتے ہوئے اُٹھے
اور پہلوؤن سے تیغے لیتے ہوئے اُٹھے

اللہ اللہ ابھی صاحبزادگان حضرت مسلمؑ بہت کمسن ہین مگر بشوق سفر اُٹھکر اوّل حضرت مسلمؑ کو تسلیم کی اور وضو کرکے چھوٹے چھوٹے سجادون پر نماز پڑھی چنانچہ روایت ہے کہ احباب حضرت مسلمؑ بعد انفراغ نماز تسبیح پڑھتے ہوئے ڈیوڑھی پر باشتیاق قدوم میمنت لزوم حضرت مسلمؑ آکر واسطے رخصت کے جمع ہوئے تھے اور کوئی روتا تھا کوئی دعا کرتا تھا کہ خدا خیر کرے مسلم کو پھر مدینہ مین لاوے اور دولت سرا مین حضرت مسلمؑ سامان سفر مین مشغول تھے اور صاحبزادے اپنی تیاری مین مصروف کہ ناگاہ

نظم

خدام خبر کثرت احباب کی لائے
یارون مین محل سے جو کمر باندھ کے آئے
پوشاک بخوبی یہ پہنتے بھی نہ پائے
احباب نے مجرے کے لئے ہاتھ اُٹھائے
جب نائب شہ کوچ کے سامان سے نکلے
فرزند بھی مسلم کے عجب شان سے نکلے

تلوار لئے بیٹھ گئے دو ستون کے پاس
احباب نے آغاز کئے کچھ سخن یاس
اللہ کرے آپ کو آئے یہ سفر راس
کیا کیا ہمین اس خانۂ امید سے ہو یاس
دنیا کی مصیبت سے اگر خانہ نشین تھے
حاضر جو ہوئے یان نہ پریشان نہ حزین تھے

باتین تھین کبھی یاس کی گہ آہ لبون پر
ایک غول عزیزون کا شہ دین کے برابر
پڑھتے ہوئے قرآن نکل آئے شہ صفدر
ہمراہ تھے عباسؑ علیؑ قاسمؑ و اکبرؑ
سب غنچہ دہن مہر لقا ماہ جبین تھے
پر حضرت مسلم کی جُدائی سے حزین تھے

بولی کوئی اکبر کہ شہزادۂ جمہور
ہٹ آئیے ہے دھوپ مزاج آپکا محرور
اُترا نظر آتا ہے تمھے چہرۂ پُر نور
عباسؑ وفادار سے گویا ہوئے سب غور
معلوم یہ ہوتا ہے دل اسوقت حزین ہے
کچھ دشمنون کی طبع تو ناساز نہین ہے

الغرض اُس صحبتِ احباب اور وقت رخصت کو اگر تحریر کرتا ہون تو طول ہو جائیگا حضرت علی اکبرؑ و عباسؑ سب کے سب حضرت مسلمؑ کے آس پاس ہر ایک احباب کاروبار مین مصروف اسباب لدواتے تھے اور جناب امام حسینؑ سر مبارک خم کئے ہوئے آبدیدہ ہر ایک کیطرف نگران تھے کہ اسی عرصہ میں خدام نے اطلاع بار ہو جانے جملہ اسباب ہمراہی کی گوش گذار مسلم جرار کی اس وقت

نظم

مسلم سے کہا شاہ نے اے صاحب شمشیر	ہو آؤ ذرا گھر میں تو رخصت ہو مرے شیر
وہ بولے بہت خوب بہت خوب نہین دیر	یہ کہکے محل میں گئے تھا زیست سے دل سیر
اشکون سے بھرے دیدۂ پرنم نظر آئے	نرگس میں دُرِ قطرۂ شبنم نظر آئے
فرمایا کوئی جلد رقیہ کو بلا دو	حق اُسکو یتیمی سے بچائے یہ دُعا دو
اب باپ سے جھپٹ جاؤگی بیٹی کو بتا دو	آرام میں بھی ہو مری پیاری تو جگا دو
کہدو دم فرقت ہے دم نوحہ گری ہے	پھر سو ئیو مِل آؤ کہ بابا سفری ہے
جاکر کسے معلوم ہے آئین کہ نہ آئین	ہم بیکس و مظلوم پھر آئین کہ نہ آئین
وان ظلم کی ہے دُھوم پھر آئین کہ نہ آئین	دیدار کے محروم پھر آئین کہ نہ آئین
اُسوقت جو درکار ہو لے لے مری پیاری	جو دل مین ہو ارمان وہ کہدے مری پیاری
اتنے میں نظر آئی وہ بیمار یتیمی	چہرہ سے نظر آ گئے آثار یتیمی
تھی ساتھ سکینہ بھی گرفتار یتیمی	ظاہر تھے ہر ایک عضو سے آثار یتیمی
سکینہ سے لگایا اسے مسلم نے بلا کر	منھ چوم لیا پیار سے زانو پہ بٹھا کر
کس درد سے فرمانے لگا عاشق باری	بی بی ہین سکینہ شہِ ابرار کی پیاری
تم خادمہ ہو انکی یہ مالک ہیں تمھاری	اب ہم تو چلے رکھیو نہ اُمید ہماری
ہر مرتبہ قدموں پہ گرا کیجو بیٹا	ساتھ انکے شب و روز رہا کیجو بیٹا

اور اس طرح پر نصیحت فرمائی کہ اے رقیہ شام و سحر خدمت دختر شبیرؑ مین سکینہ کے

ہمراہ کھیلنا اپنی شاہزادی کے زیور کی محافظت کرنا خاص کر گوہر ہائے گوش نایاب ہین سب سے زیادہ خبرداری انکی کرنا جسقدر خدمت کروگی اسکا صلہ پاؤگی جناب امام حسینؑ کو ہر صبح تسلیم باقرینہ کیا کرنا جب ہمکو یاد آئینگے شبیر سینہ سے لگائینگے کیون حضرات **نظم**

مسلمؑ تھے کہان جبکہ طمانچہ اسے مارا	زیور تن مخدومۂ عالم سے اتارا
وہ چاند سا عارض گل سوسن ہوا سارا	چلاتی تھین اسوقت نہیں کوئی ہمارا
ظالم نے گلا رشک سمن باندھ کے کھینچا	اور ننھے سے بازو مین رسن باندھ کے کھینچا

الغرض اس صاحبزادی کو سمجھا کر آپ باہر تشریف لائے جو کچھ اسباب خاص ہمراہی تھا خدام ہاتھون ہاتھ لے آئے حضرت مسلمؑ روبرو جناب امام حسینؑ آکر کھڑے ہوئے اور آداب بجا لا کر عرض کی **نظم**

جانباز کو ہو جلد اجازت مرے آقا	دن چڑھتا ہے اب کیجئے رخصت مرے آقا
شہ ہاتھون کو پھیلا کے پکارے ادھر آنا	لو آؤ گلے سے تو لگو جاؤگے جانا
پڑھتے تھے دعا کانہین پکڑے ہوئے تھا یا	کہتے تھے کہ ہو ظلم تو ہنس ہنس کے اٹھانا
گو بارش تیغ و تبر و سنگ ہو بھائی	صابر رہے جو اس دم نہ ذرا تنگ ہو بھائی
مجرا کیا مولا کو چلے مسلمؑ بے پر	سب دوست سمٹ کر ہوے ہمراہ دلاور
احباب سے ہونے لگے رخصت جو ٹھہر کر	وہ بولے کہ کیا جائین ہمین گو رہے اب گھر
لیچلئے ہمیں ساتھ زیان آپ کا کیا ہے	ہمراہ رکاب آپکے رہنے مین مزا ہے

پس اسوقت حضرت مسلمؑ نے تمام احباب کی گزارش کے جواب مین ارشاد فرمایا کہ اے صاحبو وطن کے مرنے کی کیا بات ہے جنازے کے ہمراہ ایک عزیز و اقارب و احباب ساتھ ہین مرگ غربت مین ہر ایک طرف سے یاس ہے تمکو ساتھ لیچلنے مین ہر طرح کا وسواس ہے **نظم**

یان آنے کی امید کہان اب نہ پھرینگے	جاتے ہین سوئے باغ جہان اب نہ پھرینگے
کرتے تھے ہم سب سے بیان اب نہ پھرینگے	دی مرگ نے آواز کہ ہان اب نہ پھرینگے

ملنے لگے احباب سے مسلم کے پسر بھی	دریا بھی روان ہونے لگا اور گہر بھی
راہی سوئے کوفہ جو ہوئے مسلم ناشاد	یہ پہلے ہی جنگل مین ہوا سانحہ فریاد
اک آہوئے خوش چشم کو پکڑے ہوئے صیاد	گردن پہ چھری پھیرتا ہے صورت جلاد
ٹپکتا ہے وہ ہر نخل کی ہر برگ کی صورت	پس پیش نظر پھرنے لگی مرگ کی صورت

یہ حال دیکھ کر حضرت مسلم واپس آئے اور حضور مین امام حسین کی حال بدشگنی عرض کیا اسوقت جناب امام حسین نے فرمایا کہ مسلم تم ٹھہرواب مین خود جاؤنگا یہ سنکر حضرت مسلم کے بدن مین رعشہ آگیا اور عرض کی کہ مین نے صرف عرض حال کیا ہے مین جانے کو تیار ہون ارشاد فرمایا آپ نے کہ اے مسلم **بیت**

مشکل ہے بہت کوہ مصیبت نہ اُٹھیگا	بے اپنے گئے بار شفاعت نہ اُٹھیگا

الغرض **نظم**

مولا سے یہ سُنکر جو ہوئے بادیہ پیما	تقدیر نے دکھلائے عجب طور کے صحرا
راتین وہ سیہ ہوکنا وہ شیر کا ہر جا	جھونکے وہ ہوا کے کبھی پتوں کا وہ اُڑنا
ایذائین بہت راہ مین پاتے ہوئے پہونچے	کوفہ مین غرض رنج اٹھاتے ہوئے پہونچے

جب کوفیان پُردغا نے حال آمد آمد حضرت مسلم سنا تو **نظم**

متفق ہوکے چلے گھر سے پئے استقبال	آئے دروازہ تلک شہر کے باجاہ وجلال
ظاہرا ایسے ملاقی ہوئے باذوق کمال	سینۂ نحس مگر بغض سے تھے مالا مال
دلمین سوچے کہ شہادت کا کفیل آیا ہے	بادشاہ عربستان کا وکیل آیا ہے

پس بعد حصول ملازمت ہر ایک شقی مستفسر حال جناب امام حسین ہوا اور پوچھنے لگا کہ قدم مبوسی سبط رسول الثقلین سے ہم لوگ کب تک مشرف ہونگے ایسی تدبیر فرمائیے کہ یہ دیار قدوم میمنت لزوم شاہزادہ کونین امام دارین سے منور ہوئے **بیت**

روئے خاطر تھا نہ بس سب کا مسافر کیطرف	مطمئن آپ ہوئے دیکھ کے ظاہر کیطرف

اور بجواب اُنکے حضرت مسلمؑ فرماتے تھے کہ مین حال تمھاری عقیدت کا مفصل تحریر کرتا ہون یقین ہے کہ برادر بزرگوار جلد تشریف لادین **بیت**

حال سے یان کے جو واقف شہ دین ہو وینگے ۔۔۔ ہے یقین ابکے محرم مین یہین ہو وین گے

یہ سنکر اُن دغابازون نے براہ مکر بیعت کرنا شروع کی چنانچہ بعض روایت میں پچیس ہزار اور بعض میں اٹھارہ ہزار مکارون کا بیعت قبول کرنا تحریر ہے پس یہ تمام حال حضرت مسلمؑ نے بذریعۂ عرضداشت خدمت بابرکت گوشوارۂ عرش اعلےٰ شہید کربلا میں تحریر کیا پس جس وقت خدمت بابرکت میں یہ تحریر پہونچی اُس وقت آپ نے حضرت عباسؑ سے بعد دکھانے عرضی مسلمؑ کے ارشاد فرمایا کہ ساکنان کوفہ میری بیعت پر راضی ہین انشاء اللہ تعالیٰ قصد رکھتا ہون کہ بعد فراغ مناسک حج اِس طرف چلونگا ہنوز ارادہ آپ کا پورا نہ ہوا تھا کہ دشمنان اطراف وجوانب براہِ عداوت خونریزی پہ تیار ہوے اور نیز خطوط بھی آنے لگے **نظم**

شہ شر سے باغیون کے جو ناچار ہو گئے ۔۔۔ حضرت وطن سے کوچ پہ تیار ہو گئے
قبر رسولؐ پر گئے روتے شہ زمن ۔۔۔ رخصت ہوئے ضریح سے باصد غم و محن
وان سے پھرے تو آئے سوے مرقد حسنؑ ۔۔۔ فرماتے تھے کہ آہ چھٹا ہے اب وطن
بھائی کی مان کی قبر سے روکر جدا ہوئے ۔۔۔ چھوڑا وطن کو راہی دشت بلا ہوے

الغرض مدینہ منورہ سے مع اہلبیت اطہار و طفلان شیرخوار کوچ فرماکر کعبہ مین پہونچے جب یہان پر بھی مہلت ظلم اشقیا سے نہ پائی ناچار وہان سے بھی رخصت ہوے اور اسی طرح **نظم**

کہتے تھے بصد درد کہ اے کعبۂ داور ۔۔۔ اب تجھ سے جدا ہوتا ہے فرزند پیمبر
ملتی نہین سیّد کو اماں واے مقدّر ۔۔۔ جاتا ہون سوئے گور سراسیمہ و مضطر
دوری ہوئی اس گھر سے بس اب لکو یقین ہے ۔۔۔ قربانی شبیرؑ کا ہنگام قرین ہے
پھر قبر محمدؐ کی طرف پڑھ کے زیارت ۔۔۔ کی عرض مسافر کی وہ بارہ ہے یہ رخصت
کعبہ میں کبھی تا نہ میسّر ہوئی راحت ۔۔۔ آزار پہ باندھے ہین کمر اہل ضلالت

مخفی ہوئے ہین قافلۂ حاج مین آکے	پائین تو مجھے ذبح کرین گھر مین خدا کے
نانا مجھے رہنے کا ٹھکانا نہین ملتا	جنگل مین بھی بستی کا بسانا نہین ملتا
آٹھ آٹھ پہر بچّون کو کھانا نہین ملتا	پانی کہین ملتا ہے تو دانا نہین ملتا
مہلت نہین اتنی بھی کہ سایہ میں کھڑا ہوں	حضرت سے جدا ہو کے تباہی میں پڑا ہون

الغرض اسطرح مین فرماتے ہوئے آپ محراب و منبر سے رخصت ہوے اور طی منازل اور قطع مراحل کرتے ہوئے کوہ و بیابان میں چلے جاتے تھے **نظم**

قریوں سے زیارت کو جو آجاتی تھی خلقت	کرسی پہ نکل بیٹھتے تھے خیمہ سے حضرت
یکسان تھی ہر اک پر نظر لطف و عنایت	محتاجون سے باتین تھین غریبون سے محبت
ہر عاجز و بیکس کی مدد کرتے تھے مولا	محتاج کا ہدیہ بھی نہ رد کرتے تھے مولا
سب کہتے تھے اے احمدؐ مختار کے جائے	کیوں خانۂ حق چھوڑ کے مولا ادھر آئے
فرماتے تھے شبیرؑ کہ ہم رہنے نہ پائے	یوں کوئی مسلمان نہ مسلمان کو ستائے
تیاری تیغ و تبر و تیر ہوئی ہے	تدبیر گرفتاری شبیرؑ ہوئی ہے

اور آپ فرماتے تھے کہ اگر میں خانۂ معبود میں رہتا تو اہل ستم دست تعدی بڑھاتے اور کشت و خون ہوتا تو حرمت خانۂ خدا مین فرق آتا عباسؑ اور قاسمؑ جرار کس سے رکتے پس یہ سوچ کر میں وہاں سے چلا آیا ورنہ **بیت**

تیغون سے نہ ملتی کہیں مہلت کوئی دم کی	واللہ مجھے پاس تھا حرمت کا حرم کی

پس بجواب ارشاد اس جناب کے تمام مردمان دیہات جو اثنائے راہ مین ملتے تھے حال پریشانی اہل حرم و اطفال خردسال دیکھکر **نظم**

سب عرض یہ کرتے تھے کہ اے خلق کے والی	قریہ تھین غلامون کے مکان بھی تو ہین خالی
بندون کو سرافراز کرین سیّد عالی	مہماں ہون غریبون کے یہ الطاف موالی
نزد اسکا ہے رخ جون سے قریہ کیطرف ہو	عزت ہو جو مُردون کی تو زندونکا شرف ہو

فرماتے تھے حضرت تمھین خالق رکھے آباد ۔ دنیا مین برومند ہو ہر ایک کی اولاد
کیا اپنی تباہی کرون مین بیکس و ناشاد ۔ رو دوگے مفصل جو سُنو گے مری روداد
درپیش ہے وہ راہ کہ کچھ کہہ نہین سکتا ۔ بے کنج لحد اب مین کہین رہ نہین سکتا

اللہ تمکو جزائے خیر دے کہ اس مظلوم سے بخاطر پیش آئے ہو ہر چند کہ اس سفر مین لون چلتی ہو گرد اڑتی ہے لیکن مجھکو اپنی منزل پہ جانا ضرور ہے الغرض **نظم**

اُن سب سے یہ فرما کے چلے سیّد ابرار ۔ روتے ہوئے بستی مین گئے اپنی وہ دیندار
پھر تھے وہی جنگل وہی میدان وہی کہسار ۔ بستی تھی نہ کوسون نہ کہین سایۂ اشجار
گرمی تھی کہ تھے نخل بھی سوکھے ہوئے بن مین ۔ مرجھا گئے تھے پھول محمدؐ کے چمن مین

اور باوجود ان صعوبات اور سختیون کے امام نامدار **نظم**

اعجاز اسی طرح دکھاتے ہوئے شبّیرؑ ۔ جاتے تھے بصد شوق سوے نیزہ و شمشیر
گر شام کو ٹھہرے تو سحر کو ہوئے رہگیر ۔ ہر دم یہی کہتے تھے کہ اے مالک تقدیر
کشتی مری طوفان مین ہے ساحل نظر آئے ۔ مشتاق ہے دل جسکا وہ منزل نظر آئے

اے حضرات تمام حال مصائب اس سفر کا اگر گزارش کیا جاوے تو مجلس کو طول ہوگا الغرض ہمارے شہنشاہ صعوبات سفر اٹھاتے ہوئے چلے جاتے تھے **نظم**

غربت کی جفائین یونہین سہتے ہوئے دن رات ۔ طے راہ خدا کرتے تھے شبیر خوش اوقات
ہو جاتی تھی جس مرد مسافر سے ملاقات ۔ گھوڑے کی عنان روک کے فرماتے تھے یہ بات
ٹھہرا نہین سکتا کہ سر راہ ہے بھائی ۔ کوفہ کی خبر سے بھی کچھ آگاہ ہے بھائی
وہ کہتا تھا کوفہ مین عجب غدر ہے مولا ۔ ہر سمت ہیں قصے تو فساد اُٹھتے ہیں ہر جا
زور انکا ہے کچھ جنکو مروت نہین حاشا ۔ ہوتے ہیں ستم کوئی کسی کی نہیں سُنتا
یہ ظلم یہ بیداد نہین اور کسی پر ۔ مولا جو تباہی ہے محبان علیؑ پر

الغرض اسی طرح پر حال پریشانی شیعیان علی ابن ابی طالبؑ بیان کرتا تھا اور کہتا تھا

کہ اے آقا علاوہ اس ہنگامہ کے میں نے دیکھا ہے کہ لشکر کثیر باغات کوفہ میں بعزم جنگ تیاری سامان مین خوب مصروف ہے اور اطراف و جوانب سے جوق جوق فوجین چلی آتی ہین ناکون سے کوئی نہین نکلنے پاتا بلکہ کچھ سوار ادھر کے آنے کو بھی آمادہ ہیں پس اس وقت

نظم

گھبرا کے یہ اس شخص سے بولے شہِ مظلوم	بھائی تجھے مسلم کا بھی کچھ حال ہے معلوم
ایسا نہ ہو رہجائیں ملاقات سے محروم	اس نے کہا میں وانسے چلا تھا تو یہ تھی دھوم
بے قتل کسی کو نہیں آرام ملے گا	مسلم کا جو سر لاؤ تو انعام ملے گا
کوچوں میں منادی یہ ندا دیتا تھا ہر بار	بھاگا ہے کل اک مسجد کوفہ سے گنہگار
گھر میں کوئی مجرم کو چھپائے نہ خبردار	آفت تھی محلون مین بپا بند تھے بازار
بچنے کے نہیں درپئے جان دشمنِ دین ہین	مسلم کہین پوشیدہ ہین فرزند کہیں ہین
آشوب ہے اس شہر میں اے خلق کے سرتاج	جو گھر کہ تھے آباد وہ سب ہو گئے تاراج
کیا کیا شرفا نانِ شبینہ کو ہیں محتاج	کل قتل ہوا وہ جو گرفتار رہا آج
وہ خوش ہین رعیت میں جو حاکم سے ملے ہین	پرسش ہے کہ کیا سوچ کے مسلم سے ملے ہین

الا اسقدر مجھکو آگاہی ہے کہ بوجہ محبت حضرت مسلمؑ ابن زیاد بد نہاد نے ہانی بن عروہ کا سر کٹوا لیا تھا اور چارون طرف یہی منادی نے ندا دی کہ جو کوئی مسلم کو مدد دیگا وہ سزا پائیگا تمام رعایا پریشان ہے مکانوں کی تلاشی ہوتی ہے محلون میں آگ لگی ہے جناب امام حسینؑ نے جس دم یہ حال منزل حاجز میں مسافر سے سنا پس وہان سے کوچ فرمایا اور راہِ گزر مین ہر ایک انصار کو تاکید تھی کہ اگر کوئی اور مسافر کوفہ سے آتا ہوا نظر آوے تو میرے پاس لانا کہ اس سے حال مسلم دریافت کرونگا کہ ناگاہ جس وقت منزل ثعلبیہ پر پہونچے ملاحظہ فرمایا آپ نے کہ ایک سوار گرم عنان نمودار ہوا اور وہ خود اپنے دل مین کہتا جاتا تھا۔

نظم

راہ میں سبط پیمبرؐ سے مشرف ہوں اگر	دست بستہ ہو گزارش کرون با دیدۂ تر

کیجئے قصد نہ کوفے کا شہ گردون فر　　شہر پُرفتنۂ و آشوب ہے وہ اے سرور
کوفہ سب ظلم شعار اور جفا پیشہ ہے　　روح احمدؐ کا بھی انکو نہیں اندیشہ ہے

پس اس عرصہ مین جناب امام حسینؑ نے حضرت عباسؑ سے فرمایا کہ اے بھائی اس شتر سوار کو میرے پاس لاؤ پس آپ قریب شتر سوار پہونچے اور فرمایا کہ اے سوار ہمارے آقائے نامدار تجھکو بلاتے ہین وہ مستفسر حال آقا کا ہوا اور فرمایا جناب عباسؑ نے **نظم**

نور نگاہ فاتح بدر و حنین ہے　　آقا کا میرے اسم مبارک حسینؑ ہے
یہ سنکے آنسو آنکھوں سے اُس شخص نے بہائے　　سینہ پہ ہاتھ مار کے بولا کہ ہائے ہائے
کیون اسطرف کو سید والا وطن سے آئے　　آفت ہے نور چشم نبیؐ کو خدا بچائے
عباسؑ اہل کوفہ کو تم سب سے بیر ہے　　پھر جائین اب جانب یثرب تو خیر ہے
گھبرا گئے یہ سُنتے ہی عباس باوفا　　فرمایا اے عرب ترے رونے کی وجہ کیا
مسلم نے بھی تو حال یہ خط مین نہین لکھا　　اُسنے کہا کہ اور ہے کچھ وان کا ماجرا
سب شہر پھر گیا ہے شہ خاص و عام سے　　کہنا ہے جو کہونگا شہ تشنہ کام سے

پس ہمراہ جناب عباسؑ وہ شتر سوار بخدمت پسر حیدر کرارؑ حاضر ہوا اور بصد تعظیم آداب بجالایا اور آپ نے نوازش بیکران سے سرفراز فرماکر جواب سلام دیا اور مستفسر حال کوفہ ہوئے اس وقت وہ سوار متحیر ہوکر یمین و یسار دیکھنے لگا اور آنکھ سے بے اختیار اشک جاری ہو گئے **نظم**

رو رو کے بولا شہ سے کہ اے سید البشر　　کوفہ سے اب چلا ہوا آتا ہون مین ادھر
فرمایا شہ نے کچھ تجھے مسلم کی ہے خبر　　رونے لگا وہ مرد مسافر جھکا کے سر
شہ بولے وجہ کیا جو ترا حال غیر ہے　　جلدی بتا دے میرے مسافر کی خیر ہے
رو رو کے حال پوچھتے تھے شاہ نامدار　　گر کر قدم پہ شہ کے وہ کہتا تھا بار بار
پھر جائیے اب وطن کی طرف بہر کردگار　　ہین سارے کوفی عہد شکن اور جفا شعار

آل رسول پاک پہ کیا کیا جفائین کین ۔۔۔ یہ ہین وہی علیؑ سے جنھون نے دغائین کین

اے شاہ کونین کوفہ کو نجائیے برائے علی وزہرا وطن کو پھر جائیے عجب نہیں کہ سدراہ آپ کے ہون اہلبیتؑ محمدؐ تباہ ہون پس آپ نے بموجب اسکے آہ سرد دل پُر درد سے کھینچکر فرمایا کہ اے بھائی راضی ہون ساتھ حکم اپنے خدا کے لیکن برائے خدا حال مسلم سے جو خبر رکھتا ہو بیان کر اُسنے عرض کی یاابن رسول اللہ کس زبان سے حال مسلم عرض کرون کہ جس وقت یار غمگسار مسلم العینی ہانی بن عروہ وقیس وعبداللہ بن یقطر وغیرہ مارے گئے اور مسلم بن عقیل تنہا رہگئے اُس وقت ابن زیاد نے حکم گرفتاری مسلم اپنی فوج کو دیا اور اِس طرف وہ جرار شمشیر آبدار لیکر مقابلہ کو تیار ہوا اور بہت سے کوفیان بدشعار کو داخل دارالبوار کیا آخرش جب تاب مقاومت تیغ آبدار نہ لاسکے تو

نظم

جوڑے ہوئے ہاتھون کو ستمگار پکارے ۔۔۔ اب روکیے تلوار کو دم نکلے ہمارے
بچھے نہیں مرجائینگے ہم خوف کے مارے ۔۔۔ للہ امان دیجیے ہین گور کنارے
رکتی ہے بھلا ضرب کہین ایسے ولی کی ۔۔۔ حضرت کو قسم جان حسینؑ ابن علیؑ کی

نام شہ والا جو سُنا دلمین ہوا درد ۔۔۔ شمشیر دودم روک کے کھینچا نفس سرد
سر پہ اجل آئی رخ پرنور ہوا زرد ۔۔۔ ہم مشورہ پھر ہونے لگے کافر نامرد
کی فرقۂ مکار نے تدبیر اُسی جا ۔۔۔ دیندار کو روکے رہے سب پیر اُسی جا

تھی کثرت اہل ستم العظمۃ للہ ۔۔۔ کفار نے اک غار بنایا صفت چاہ
منھ بند عجب طور کا دھوکا تھا سر راہ ۔۔۔ گھیرے ہوئے مُسلم کو وہین لائے جو بدخواہ
برج فلک مہر وتلطف کو گرایا ۔۔۔ تھا شور کہ لو چاہ مین یوسف کو گرایا

کیا بس ہے بھلا قبضہ میں دشمن کے جب آئے ۔۔۔ روباہ دل اُس شیر وفادار پہ چھائے
بس تیر کئی چاند سے سینہ پہ لگائے ۔۔۔ نیزے کئی آئینۂ رخسار پہ کھائے
بیکس پہ جراحت بھی مگر اشک فشان تھے ۔۔۔ فوارے لہو کے تن مُسلم سے روان تھے

اور اُس وقت حضرت مسلمؑ محاصرہ مین سرخم کئے ہوئے اُس غار مین خاموش کھڑے تھے کوئی تلوار مارتا تھا کوئی تپھر لگاتا تھا عجب عالم یاس مین فریاد کرتے تھے اور کوئی نہ سنتا تھا بار بار ہر شخص سے یہی کہتے تھے کہ کوئی میرے آقا کو بلادے

نظم

کہدے کہ غلام آپکا مہمان کوئی دم ہے	یا سبط نبی آپ کے قاصد پہ ستم ہے
اے فاطمہؑ کے ماہ جو آنا ہو تو آؤ	مسلمؑ ہے سر راہ جو آنا ہو تو آؤ
جان اسد اللہ جو آنا ہو تو آؤ	تائید کو یا شاہ جو آنا ہو تو آؤ
اب ایک یہاں نائب حضرت ہے پھرا ہے	تیغون مین غلام آپ کا اسوقت گھرا ہے
چلائے کبھی آئیے یا حیدرؑ کرار	مسلمؑ کو بچا جائیے یا حیدرؑ کرار
تشریف ذرا لائیے یا حیدرؑ کرار	کفار کو سمجھائیے یا حیدرؑ کرار
کہتے ہیں ستمگار گرفتار اسے کرلو	کہدیجئے باباسے کہ بیٹے کی خبر لو
سنتے نہین اے عقدہ کشا آپ کہان ہین	بھائی حسنؑ سبز قبا آپ کہان ہین
جلد آئیے محبوب خدا آپ کہان ہین	اس وقت بتول عذرا آپ کہان ہین
یان لاش پہ روئے کوئی یہ آس نہین ہے	سر کٹنے کا ہے وقت کوئی پاس نہین ہے

افسوس صد افسوس اس فریاد کو کسی نے نہ سُنا اور اُس ظلم وستم سے باز نہ آئے اے امام کون ومکان اب کس زبان سے عرض کروں جلجائے زبان غلام کی کہ جو ستم مسلم پر ہوے وہ بتفصیل عرض کرون یعنی اس غار مین تپھر ولکڑیان جلتی ہوئی مسلم پر پھینک کر مارین جسوقت آپ بالکل بیتاب ومجروح ہوگئے اور اس غار مین انبار لکڑیون نیمسوختہ کے اندر تا کمر چھپ گئے **نظم**

اسپہر بھی ملا حاکم کوفہ کو نہ آرام	افسوس دیا حکم کہ ہو قتل یہ گلفام
کوٹھے پہ اُنھیں لائے پئے قتل بدانجام	خورشید پکارا کہ ہے خورشید لب بام
یہ خون مین ڈوبے ہوئے دلخستہ کھڑے تھے	مانند گنہگار رسن بستہ کھڑے تھے

پس جوق جوق کوفیان بیدین ہنستے ہوے تماشے کو آتے تھے اور کوچون مین خوشی خوشی

پھرتے تھے اور کوٹھون پر انکی عورتین تماشا دیکھتی تھین آہ آہ اُس عالم غربت مین اُن لعینون سے فرماتے تھے کہ اے فرقۂ بیدین اگر مجھ بیکینہ کی گردن مارنا منظور ہے تو تم جانتے ہو کہ بادشاہونکا یہ دستور ہے کہ جب کسی گنہگار کی بھی گردن مارتے ہیں تو اُس سے حال دل پوچھتے اُسکی تمنائے آخری کو برلاتے ہین کہ ہوس نہ لیجائے اور مین تو **نظم**

دشمن نہین مین تم میں ہون مہمان تمھارا	اک بات جو مانو تو ہے احسان تمھارا
اسدم مجھے لاکر مرے پیارون کو دکھادو	اندوہ و غم و رنج کے مارون کو دکھادو
ہے داغ ذرا لالہ عذارون کو دکھادو	پھولون کو دکھادو مرے تارون کو دکھادو
ہل لینے دو اُن ناز کے پالون سے پدر کو	میں لون انھین آغوش مین تم کاٹ لو سر کو
کہتے تھے ابھی یہ کہ ہوا قہر دہائی	جلاد نے شمشیر ستم سر پہ لگائی
چلائے حسنؑ ہائے ستم مرگیا بھائی	حیدرؑ نے صدا دی مرے پیارے کے فدائی
تڑپا جو سر مسلمؑ ذیجاہ زمیں پر	تھرا کے تن پاک گرا آہ زمین پر
رہ رہ کے نکلتا تھا تن پاک سے جب دم	مذبوح کا تن لوٹتا تھا خاک پہ اُس دم
لاشے کی طرف دیکھ کے خوش ہوتے تھے ظالم	یٰسین جو پڑھتے تو کہان تھے شہ عالم
بادشہ دالا مین سفر کر گئے مسلمؑ	اعدا نے بہم ہنس کے کہا مر گئے مسلمؑ
سامان یہ تھا موت کا واحسرت و دردا	مردے پہ بھی تلوارین لگاتے تھے غضب تھا
نازل نہ ہوا کوفیون پر قہر خدا کا	ہر سمت پھرا کوچۂ و بازار مین لاشا
یون باندھ کے اعدا نے رسن پانوئمین کھینچا	خورشید کا تن دھوپ مین گہ چھانوئمین کھینچا

پس جس وقت یہ خبر زبانی شتر سوار کے گوش گزار امام علیہ السلام ہوئی اُس وقت سنکر امام مظلوم ڈاڑھین مار کے رونے لگے **نظم**

ہانی کے لیے روئے عزیزوں سے فزون تر	افسوس نہ تھا قیس کی افتاد کو سنکر
اس طرح کیا ماتم عبداللہ یقطر	جس طرح کہ روتا ہے برادر کو برادر

ہوتا ہے غریبوں کا تأسف غربا کو	روتے ہیں یونہیں اہل وفا اہل وفا کو

اور حضرت مسلمؑ کے لئے بین اس طرح فرماتے تھے **نظم**

فرماتے تھے مظلوم مسافر مرا بھائی	مقتول جفا صابر و شاکر مرا بھائی
الفت میں مری مر گیا آخر مرا بھائی	ہے ہے مرا یاور مرا ناصر مرا بھائی
جب سے گئے آرام بلا شک نہیں پایا	قربان برادر کفن اب تک نہیں پایا

جس وقت یہ حال جناب زینبؑ نے ملاحظہ فرمایا رنگ آپ کا فق ہوا دل پر نہایت قلق ہوا بانو کا حال پریشان تھا ہر دم یہی کلمہ ورد زبان تھا کہ بار خدایا یوسف مصطفےٰ کو کیا صدمہ ہے جو آنکھوں سے اشک جاری ہیں اس وقت اس افتخار یعقوبؑ نے مثل ایوبؑ گریہ کے رقیہ دختر حضرت مسلمؑ کو بذریعہ جناب زینبؑ کے اپنے پاس بلایا جس وقت حضرت زینبؑ نے پیام امام کا رقیہؑ کو دیا فوراً آنسو ہائے چشم رقیہؑ سے ڈھلک پڑے اور حاضر خدمت عم بزرگوار ہمراہ زینبؑ عالی وقار ہوئی جو ہیں نگاہ امام کی چہرۂ رقیہ پر پڑی بے اختیار آنکھوں میں اشک بھر آئے چھاتی سے اٹھا کر لگا لیا اور فرمایا کہ اے جان عم کیوں روتی ہے ایک دن اپنے بابا سے ملیگی جو چیز مرغوب طبع ہو منگوا دیجائے اور بار بار سر پر شفقت ہاتھ پھیرتے تھے کیوں حضرات وہ بچی خیال کرو کیا جواب دیتی ہے کہ عموؑ نے نادار یہ معلوم ہوتا ہے کہ میرے پدر بزرگوار پر کوئی افتاد پڑی ہے کہ جو اس وقت جناب کی میرے حال پر شفقت لائق حال تیمان معلوم ہوتی ہے اگر اجازت ہو تو سر کھول دوں گریبان چاک کروں دل بیقرار ہے یہ سنکر آپ کو ضبط گریہ نہ رہا بے اختیار رونے لگے پس جناب زینبؑ نے دریافت فرمایا کہ اے بھائی جان آپ کیوں روتے ہیں اس وقت جناب امام حسینؑ نے ارشاد فرمایا کہ اے زینبؑ مسلمؑ میرا بھائی شہید ہو گیا **نظم**

مسلم سے کوفیوں نے بہت بے وفائی کی	گاڑی نہ لاش بھی مرے مظلوم بھائی کی
بیٹھو کہ رانڈ ہو گئی عباس کی بہن	رنڈسالہ اسکو دو کہ نہ اسکو ملا کفن

مارا گیا مرے لیے ہے وہ صف شکن	اب ہم نہ پھر کے جائینگے زندہ سوئے وطن
آپہونچی فصل فاطمہؑ کے خاک اڑانے کی	زینبؑ یہ ابتدا ہے مرے مارے جانے کی
سمجھو تم اس خبر کو مرے قتل کی خبر	یا تو بھی ساتھ زوجۂ مسلم کے کھولے سر
پرسے کو آئے زوجہ عباسؑ نامور	بیکس تھا وہ شریک عزا ہو تمام گھر
رنڈسالہ بیبیاں اسے جس دم پنہائینگی	اماں بھی میری قبر سے رونے کو آئینگی
کہدو سکینہ دختر مسلمؑ کے پاس جائے	چھاتی کو جب وہ پیٹے تو یہ سر پہ خاک اڑائے
کبرا برابر اسکے زمین پر پچھاڑیں کھائے	باپ اسکا مر گیا ہے گلے سے اسے لگائے
ہم بھی خدا کی راہ مین جب قتل ہوئینگے	اک دن اسی طرح ہمین سب لوگ روئینگے

پس جس وقت جناب امام حسینؑ نے یہ خبر حضرت زینبؑ کو دی اور رقیہؑ پر دست شفقت پھیرا وارد ہے کہ اسوقت حضرت زوجۂ مسلم مع حضرت شہر بانو اور پسران مسلم گوشہ خیمہ مین علیحدہ بیٹھی تھین کہ ناگاہ آواز گریہ رقیہؑ سے تمام خیمہ مین ایک حشر برپا ہو گیا۔ نظم

اصغر کو لئے کہتی تھی بانوئے دل افگار	میرا تو جگر منھ کو چلا آتا ہے ہر بار
اے بیبیو صغرا کو میں چھوڑ آئی ہون بیمار	یہ کیا ہے جو روتے ہین تڑپ کر شہ ابرار
ہر دل یہ جو اک غم کی گھٹا چھائی ہے لوگو	کیا کچھ مری بچی کی خبر آئی ہے لوگو
زینبؑ کے قریں زوجۂ مسلم ہے کھلے سر	کہتی ہے غضب ہو گیا اے شاہ کی خواہر
چلتی تھی چھری آٹھوین تاریخ سے مجھ پر	مین رانڈ ہوئی لٹ گیا کوفہ مین مرا گھر
دو بچوں کے دنیا سے گذرنے کی خبر ہے	یہ ایلچی شاہ کے مرنے کی خبر ہے
جسوقت سفر میں یہ غضب کی خبر آئی	ناموس محمدؐ مین قیامت نظر آئی
خود سر سے کسی رانڈ کی چادر اتر آئی	وان کوئی گئی پیٹتی کوئی ادھر آئی
کیا درد کی باتین تھین رقیہؑ کی زبان پر	سب پیٹتی تھیں دختر مسلم کے بیان پر
وہ بین بنی زادیوں کے اور وہ ماتم	مقتول کی بیوہ کو غش آجاتا تھا ہر دم

پردیس مین وہ تازہ مصیبت وہ نیا غم
ماتم مین رہے تین دن اُس جا شہ عالم
فرصت نہ ملی نالہ و فریاد و فغان سے
بھائی کا سوم کرکے روانہ ہوئے وان سے

مطلب نہیں وزیر ہے اب ہمکو کسی سے
لیوین گے صلہ اسکا حسینؑ ابن علیؑ سے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شہادت پسران حضرت مسلمؑ

آتا ہے جو کہ پیش بشفقت یتیم سے
بیشک وہ حر ہے آتش دوزخ کی بیم سے

مومنین جائے فخر و مباہات ہے کہ ہمکو پروردگار عالمیان نے ایسے پیغمبر کی اُمت مین پیدا کیا جسکا مثل کوئی پیغمبر سلف میں نہین ہوا باوجود اس عظمت اور شوکت کے آپ کس قدر حلیم اور رحیم تھے چنانچہ کتب معتبرہ مین لکھا ہے کہ آپ نے ایک طفل یتیم صغرسن کی پرورش کی تھی اور وُہ نہایت شوخ اور شریر تھا مگر پیغمبر خدا کبھی اُسے بسختی و درشتی نصیحت نہ فرماتے تھے اتفاقاً بحکم رب جلیل اُس یتیم نے قضا کی تو آپ بہت روئے اور کھانا تناول نہ فرمایا کیونکہ ہمیشہ وہ یتیم کھانا ساتھ کھاتا تھا عرض کی اصحاب نے کہ یارسول اللہ اگر ارشاد ہو تو ہم کوئی دوسرا لڑکا حاضر کرین ارشاد فرمایا آپ نے کہ تم نہین جانتے ہو منزلت پرورش یتیم کی۔ کہ وہ لڑکا یتیم تھا جس وقت کہ مین اُسکی نازبرداری کرتا تھا تو پروردگار میرا مجھ سے خوش ہوتا تھا چنانچہ فرمایا آپ نے کہ جو شخص یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے پس جسقدر بال کہ ہاتھ کے نیچے آجائین خداوند کریم بتعداد اُن بالوں کے فرشتے پیدا کرتا ہے اور حکم کرتا ہے انکو کہ استغفار کرو طرف سے میرے بندے کے کہ اُسنے بشفقت ہاتھ سر پر اُس یتیم کے پھرایا جسکے سر پر سایۂ پدر نہین ہے چنانچہ کتب معتبرہ میں وارد ہے کہ بہ نظر رواج دین کفاروں سے جسقدر اتفاق جہاد ہوا اور مشرکین بوجہ نہ لانے ایمان کے زیر تیغ ہوئے اور انکے چھوٹے بچے بدست

ہمراہیان لشکر اسلام آئے انکی ماؤن کے سپرد کیا اور جنکا وارث نہ ملا انکی خبر گیری مثل اولاد کے فرماتے تھے اور اسی طرح حدیث مین وارد ہے کہ آپ کے یہان جو کوئی مہمان آتا تھا تو آپ تحفہ سے تحفہ غذا کھلاتے تھے چنانچہ روایت مین ہے کہ جناب امیر نے ایک بار مہمان کے واسطے مکان بہشتی اپنا بیع کیا اور کھانے کھلائے اور مسافر نوازی وسخاوت آپ کی تو شال آفتاب ومہتاب کے روشن ہے حاجت بیان کی نہین کیون حضرات مقام غور ہے کہ جناب رسول خدا اور علی مرتضیٰ کا تو یہ حال مرحمت وسخاوت کا ہو کہ بمقابل مشکلکشائی ہے اور خاطرداری مہمانان ومسافر کے کوئی شے عزیز نہ رکھتے تھے آہ واویلا مقام رونے اور سر پیٹنے کا ہے کہ بعد شہادت حضرت مسلم علیہ السلام کے دونون صاحبزادے جب تنہا بے پدر اُس شہر کوفہ مین رہ گئے تو ہر طرح سے واجب الرحم تھے یعنی بوجہ اسکے کہ کوفیان پُردغا نے خط تحریر کرکے امام مظلوم کو بلایا تھا اور آپ نے اپنے بھائی حضرت مسلم علیہ السّلام کو بطور وکیل بھیجا تھا اور یہ دونون صاحبزادے ہمراہ تھے تو گویا مہمان مطلوبہ اُس گروہ اشقیا کے تھے دوسرے مسافر تھے کہ مدینہ وطن آپکا کوفہ سے دُور تھا تیسرے یہ کہ وہ خود واقف تھے کہ حضرت مسلمؑ کو خود شہید کر چکے تھے اور آپ کے صاحبزادے چندان ہوشیار بھی نہ تھے

نظم

بچے بھی وہ بچے جو کبھی نکلے نہ گھر سے	مان جنکو نہ اک آن جدا کرتی تھی بر سے
نے راہ سے آگاہ نہ ایذائے سفر سے	وہ چھٹ گئے کوفہ مین پہونچتے ہی پدر سے
زخمی تبر و تیر سے جب ہوتے تھے مسلمؑ	بیٹون کی تباہی کے لئے روتے تھے مسلمؑ

قطع نظر اسکے اُس زمانے سے ابتک بادصف انحطاط ایام دستور دنیا ہے کہ جب کسی صغرسن بچہ کا باپ مرجاتا ہے تو تمامی خلائق کیا کافر اور کیا مسلمان سب اس بچہ سے بلحاظ پیش آتے ہین کہ یادپدر مین بیتاب نہو اور اسکی بیتابی عین اپنی بیتابی سمجھتے ہین مگر آہ یتیمان حضرت مسلمؑ کے لئے بعد شہادت حضرت کے کوفہ مین کوئی نہ تھا کہ انکو تسلی دے یا چھاتی سے لگائے ہائے افسوس اسپر بھی کوفیان پُردغا نے اکتفا نہ کیا بلکہ حکم دیا کہ یتیمانِ مسلم کو تلاش کرو کس کے

گھر میں ہیں اُن بچوں پہ بھی کسی بیرحم کو رحم نہ آیا ۔ **نظم**

تھا شور منادی یہ سر راہ گزر میں ۔ بیٹوں کو نہ مسلمؑ کے چھپائے کوئی گھر میں
معصوم سمجھکر کوئی رحم انپہ نہ کھائے ۔ ہاتھ آئیں تو دربار میں پکڑے ہوئے لائے
مجرم کی کبھی شیون و زاری پہ نہ جائے ۔ دانا ہے وہ جو گوہر عزت کو بچائے
جسنے انھیں پنہان کیا گھر اسکا لٹے گا ۔ مرجائیگا پر قید سے کنبہ نہ چھٹے گا

روایت میں تحریر ہے کہ وقت شہادت حضرت مسلمؑ نے دونوں صاحبزادوں کو گھر میں قاضی کوفہ کے کہ نام اُس خداترس کا شریح لکھا ہے بھیجدیا تھا جس وقت یہ خبر شریح کو پہونچی نہایت مضطرو بیقرار ہوا اور اُنپر اور اُن یتیموں کے حال پر بہت رویا حالانکہ ابتک خبر شہادت پدر بزرگوار گوش گذار اُن صاحبزادوں کے نہوئی تھی قاضی کو روتے دیکھکر فرمایا کہ اے شریح کیا باپ ہمارے قتل ہوے جو تو روتا ہے شریح نے اوّل تو اخفا کیا آخر جب صاحبزادوں نے اصرار کیا تو کہا کہ ہان خدا جان میری تمپر سے کہ تمکو ابن زیاد بدنہاد نے بے پدر کیا اے صاحبزادو جسوقت سے تمھارے پدر بزرگوار کو قتل کیا ہے تب سے تمھاری تلاش میں جاسوس پھرتے ہین ایسا نہو کہ تمھاری آواز سن لین اور اُس نطفۂ شیطان کو خبر کرین تو میرا گھر بار لٹ جاوے اور تمکو پکڑ لیجاوین یہ سُنکر اُن صاحبزادوں کو یہ ۔ **شعر**

ہوا خوف ایسا نہ پھر کچھ کہا ۔ ولیکن نہ تھمتا تھا آنسو ذرا

کیوں حضرات اُس عالم غربت و آفت یتیمی و دہشت اسیری میں بجز رونے کے کیا ہوسکتا تھا اگر وہ بچے رو بھی نہیں سکتے تھے اور اُن معصوموں کی بیتابی کو ذاکر کیا عرض کرے ۔ **نظم**

سہمے ہوئے آپس میں یہی کہتے تھے رو کر ۔ ساتھ آئے تھے افسوس چلے باپ کو کھو کر
پاس اُنکے اگر ہوتے تو کچھ کام ہی آتے ۔ ہم بنتے نشانہ جو لعین تیر لگاتے
پانی تو بھلا منہ میں دم مرگ چوآتے ۔ کاندھا ہی دیتے یہ پسر باپ کے مُردے کو اٹھاتے
کیا جانیے مرنے پہ بھی کیا رنج و محن ہیں ۔ گاڑے بھی گئے یا ابھی بے گور و کفن ہیں

مظلوم کی تربت کا پتہ اب بھی جو پائین
رخصت کے لئے قبر پہ روتے ہوئے جائین
سر پیٹ کے فریاد کرین اشک بہائین
تعویذ مزار پدر آنکھون سے لگائین
پالا تھا ہمین باپ نے چھاتی پہ سُلا کر
قرآن بھی ہم پڑھ نہ سکے قبر پہ جاکر

تقدیر نے اماں کی اگر شکل دکھائی
اور قتل کی بابا کے خبر انکو سُنائی
پوچھین گی جو سر پیٹ کے اور دیکے دہائی
دیکھو تو کہ بابا کی کہان قبر بنائی
گردن کو جھکائے ہوئے خاموش رہینگے
تربت بھی تو دیکھی نہین کیا مُنھ سے کہینگے

ہم سا بھی زمانے میں نہوگا کوئی مجبور
سوم بھی کرین باپ کا اتنا نہین مقدور
وارد ہین وہان رحم کا جس جا نہین مذکور
مان دُور چچا دُور وطن دور پدر دُور
کس سے کہین سن چھوٹے ہین اور رنج بڑے ہین
بابا کے تو مرنے سے تباہی میں پڑے ہین

القصہ شریح بجان و دل آپ کی خاطر داری میں مصروف تھا اور کہتا تھا کہ اے شاہزادو بشرط حیات تمکو مدینہ مین پہونچاؤنگا اور اپنے دلبند اسد سے کہتا تھا کہ تو دونون شہزادون کے ہمراہ جا ایک قافلہ بیرون شہر بعزم مدینہ ٹھہرا ہے وہان پر جاکر ان دونون گلہائے باغ مصطفویؐ کو سپرد کسی دیندار کے کرآ اور ان شاہزادون کے حسب و نسب سے آگاہ کر دینا بموجب حکم اپنے والد بزرگوار کے اسد بمعیت اُن دونون یتیمون کے روانہ ہوا جس وقت کہ اسد بمقام ورود گاہ قافلہ پہونچا تو معلوم ہوا کہ قافلہ کوچ کر گیا ہے اِلا اثر اُسکا غبار سے معلوم ہوتا تھا پس اسد نے شاہزادون سے کہا کہ اب اس قافلہ سے جلد جا ملو کہ اسی غبار مین قافلہ ہے اور خود واپس گیا مگر آہ آہ تھوڑی دور شاہزادے گئے پر قافلے کا سُراغ نہ ملا۔ **نظم**

پھرتی تھی اجل ساتھ جہان جاتے تھے دونون
پتا بھی کھڑکتا تھا تو ڈرجاتے تھے دونون
پھرتے تھے بھٹکتے ہوئے دونوں جگر افگار
جو دیکھ لیا انکو کسی شخص نے اک بار
چلایا کہ بس آگے قدم رکھیو نہ زنہار
جاتے ہو کدھر بھاگے ہم آتے ہیں خبردار
سنتے ہی اس آواز کے گھبرا گئے دونون
سر تا بقدم بید سے تھرا گئے دونون

بھائی سے کہا بھائی نے اب کیا کرین بھائی
اعدا ہمین لینے نہین آئے اجل آئی
افسوس کہین امن کی جا ہمنے نہ پائی
مشکل ہے بہت موت کے پنجہ سے رہائی
آتے ہیں بس اب برچھیان تانین گے ستمگر
منت بھی کروگے تو نہ مانین گے ستمگر

یہ کہتے تھے جو آن ہی پہونچے وہ جفا جو
اور باندھ لئے رسّی سے ان دونونکے بازو
بچّون پہ اٹھاتا تھا طمانچہ کوئی بد خو
کہتا تھا کوئی لیچلو کھینچے ہوئے گیسو
وہ کہتے تھے ہم دام بلا مین تو پھنسے ہین
بازو کھو پھر کس لئے رسی میں کسے ہین

جاتے تھے جو روتے ہوے وہ نازونکے پالے
بازار میں بیتاب تھے سب دیکھنے والے
جلادون مین معصومون کے تھے جان کے لالے
تکتے تھے ہر اک کو کہ کوئی ہم کو بچالے
حال اپنا اشارے سے جتاتے تھے کسی کو
رسّی مین بندھے ہاتھ دکھاتے تھے کسی کو

پہونچا انھین لے کر جو وہ ظالم سر دربار
خدام نے کی عرض کہ حاضر ہین گنہگار
تھا تخت مرصع پہ مکیں حاکم غدّار
دہشت سے لرزنے لگے بچّون کے تن زار
بیٹھے ہوے سب کرسیوں پر چھوٹے بڑے تھے
رسّی مین بندھے ہاتھ وہ معصوم کھڑے تھے

مظلومون سے یون کہنے لگا حاکم ملعون
اس بھاگنے کی اب کھو کیا تمکو سزا دون
صدمہ سے یتیمون کا ہوا حال دگرگون
بھرا کے یہ کہنے لگے وہ بیکس و محزون
ہان قتل ہی کرنے کے سزاوار ہیں ہم بھی
بابا تھا گنہگار گنہگار ہین ہم بھی

پس جب وقت اُن معصومون نے یہ فرمایا تمام حاضرین دربار کا دل بھر آیا اور کہنے لگے کہ یہ نادان بے تقصیر لائق تعزیر نہین ہین بھاگ کر کہان کو جاتے یہ سنکر وہ دشمن دین چپ ہو رہا اور زندان بان کو بُلا کر حکم دیا کہ انکو قید خانے مین لیجا اور ایک تاریک حجرے میں اسطرح قید بند کرنا جسمین تکلیف اٹھاوین اور سونے نہ پاوین اور نہ پانی سے منھ دھونے پاوین **نظم**

دیجو نہ خبردار مزے کا انھین کھانا
گرمی ہیں بھی پانی کبھی ٹھنڈا نہ پلانا
یہ سحر بیان ہیں کبھی باتوں پہ نہ جانا
بازو نہ کھلین رسی سے جبتک ہین توانا

دشمن کے ہین فرزند اذیت انھیں دیجو — کپڑون کے بدلنے کی نہ فرصت انھین دیجو
اسطرح کے حجرے مین ہون یہ ماہ لقا بند — جس حجرے کے روزن بھی ہون بند اور ہوا بند
دن بھر تو رہین ایک ہی زنجیر مین پابند — اور رات کو ہو ایک جدا ایک جدا بند
سر کو در و دیوار سے ٹپکا کرین دونون — آپس مین گلے ملنے کو تڑپا کرین دونون

پس وہ نگہبان زندان اُن دونون یوسف لقا کو قید خانے مین لیگیا اور بموجب حکم اس مردود ازلی کے ایسی ہی کوٹھری مین بند کیا۔ **نظم**

تاریک وہ حجرہ تھا مثال شب ظلمات — معلوم نہ ہوتا تھا کہ کب دن ہوا کب رات
مرقد کے اندھیرے کو بھی اُس گھر نے کیا مات — سہمے ہوئے روتے تھے وہ آنکھون پہ دھرے ہات
تھی پیش نظر وصل مین تنہائی کی صورت — بھائی کو نہ آتی تھی نظر بھائی کی صورت

ہوا کا گذر معدوم تھا سینہ دونون کا مغموم تھا وہ بھولی بھولی لڑکپن کی صورتمین پسینے مین تر بل کھائی ہوئی زلفین تا کمر خاک مین اٹی ہوئین اس قید شدید پر پانی اور کھانا ملنا ایک طرف سونا و آرام سے لیٹنا بھی نہ ملتا تھا شب و روز رونا اور صبح منھ اشکون سے دھونا رات کو نہ تکیہ نہ بچھونا **نظم**

فاقو نمین بسر کرتے تھے دن بھر وہ گل اندام — جو مالکِ زندان تھا وہ آتا تھا سرِ شام
جا بیٹھتے دروازے کے نزدیک وہ گلفام — دیتا انھین دو روٹیان اور پانی کے دو جام
تھا خوف زبس حاکم اظلم کے غضب سے — اُٹھ اُٹھ کے سلام اُسکو وہ کرتے تھے ادب سے

کیون حضرات کہان وہ خشک روٹی اور کہان وہ نازون کے پالے جبکہ انکے گلے مین نوالے پھنستے تھے تو روکر باہم یہی کہتے تھے کہ خدا دشمن پر یہ مصیبت نہ ڈالے **نظم**

پانی بھی نہ جی بھر کے ہمین ملتا ہے بھائی — یہ خشک ہے روٹی کہ گلا چھلتا ہے بھائی
سمجھاتا تھا چھوٹے کو بڑا بھائی یہ روکر — یہ جا نہین شکوہ کی کرو شکر برادر
دیکھو تو نہ سر پر ہے پدر اور نہ مادر — تھوڑا ہے کہ یہ بھی ہمین آتا ہے میسر

نعمت سے زیادہ ہمین یہ نان جوین ہے	منھ اپنا تو اس کھانے کے قابل بھی نہین ہے

رزاقی معبود پر غور کرنا چاہیئے کہ اس قید خانے مین کھانا ملنے کا تو راستہ نکالا ہے اے بھائی جان نان جوین ہماری خورش ازلی ہے اور فاقہ کشی میراث پدری ہے دادا ہمارے حضرت علیؑ نے ہمیشہ آرد جوا اور سوکھے ٹکڑے جو کے کھائے ہیں ہم بھی انھین کے پوتے ہین غور کرو یوسفؑ پیغمبر نے قید میں کیسی مصیبت اٹھائی اللہ کی عنایت سے پھر مصر کی شاہی پائی اگر افضال الٰہی ہے تو کسی دن ہماری بھی رہائی ہے **نظم**

چھوٹے نے کہا سب ہے بجا آپ کا ارشاد	بھائی بشریت سے ہے یہ نالہ و فریاد
ہم سا تو زمانے مین نہ ہوگا کوئی ناشاد	یہ چھوٹے بھی تو ہوئینگے نہین رنج سے آزاد
یعقوبؑ نے چھاتی سے لگایا تھا پسر کو	ہم قید سے بھی چھوٹ کے نہ پائینگے پدر کو

الغرض ایک عرصۂ کثیر تک وہ دونون صاحبزادے اسی طرح مبتلاے شدائد شدید رہے یہان تک کہ صورتین متغیر ہوگئین تصویرین لڑکپن کی پیری سے تبدیل ہوئین سر کے بال اسقدر بڑھ گئے کہ پیرون تک لٹک آئے ہر ایک رگہاے اجسام اطہر نمایان تھین آنکھون میں حلقے پڑ گئے بیٹھا اٹھا نہ جاتا تھا کروٹ لینے مین غش آتا تھا ناچار ہو کر بڑے سے چھوٹا یہی کہتا تھا کہ اے بھائی یہ کیسی قید ہے اس قدر عرصہ گزرا نہ چچا نے خبر لی نہ مان کو یاد آئی **نظم**

افسوس یونہین عمر چلی جاتی ہے بھائی	نہ قید سے چھٹتے ہین نہ موت آتی ہے بھائی

پس اُس وقت بڑا بھائی بنظر تشفی برادر خرد کو تشفی و دلاسا دیکر کہتا تھا کہ اللہ سب آسان کریگا، گھبرانا نہین چاہیئے شکوہ بزرگون کا کرنا بیجا ہے **نظم**

کس طرح کہین بھول گئی ہو وینگی مادر	شبیرؑ کو الفت مین ہین ہم سب کے برابر
کیا جانے کس آفت مین ہے فرزند پیمبرؐ	وہ قید سے غیرون کو چھڑاتے ہین برادر
سنتے تو مدد آن کے بھائی کی نہ کرتے	تدبیر بھتیجون کی رہائی کی نہ کرتے
یہ کہتے تھے وا ہو گیا قفل در زندان	اور دینے لگا آب و غذا انکو نگہبان

چھوٹے نے کھڑے ہو کے کہا با تن سوزان	ہم تجھکو دعا دیتے ہین اے مرد مسلمان
پینے کو نہ پانی نہ غذا چاہتے ہین ہم	کچھ حال سُنے تو تو کہا چاہتے ہین ہم

بارشاد اُس یوسف لقا کے اِس نگہبان نے کہا اچھا اپنا مطلب کہو اسوقت اسطرح اُس صاحبزادے نے فرمایا کہ تو محمدؐ کو پہچانتا ہے اُسنے عرض کی کہ محمدؐ نبی برحق کو جو نہ پہچانے کافر ہی تب آپ نے فرمایا کہ اسد اللہ کو جانتا ہے اس نگہبان نے کہا کہ وہ امام ہین بندہ اُنکا غلام ہے پس یہ سنکر دونون صاحبزادون مین جان آگئی اور تفصیل وار اپنا سارا حال اُس سے فرمایا جس وقت اس زندان بان نے حال قرابت رسول مقبول اور زوج بتول سُنا نظم

پس سنتے ہی گھبرا گیا وہ مرد خوش اطوار	معصومون کے قدمون پہ گرا دوڑ کے اکبار
کہتا تھا مین اس حال سے واقف نہ تھا زنہار	بخشو مجھے مین نے تمھین گھر کا تھا کئی بار
شکوہ مرا اللہ و پیمبرؐ سے نہ کیجو	جنّت مین شکایت مری حیدر سے نہ کیجو

پس دونون صاحبزادون نے فرمایا کہ اللہ و پیمبرؐ تیری شفاعت کرینگے ہمارے ساتھ اسقدر احسان کر کہ مدینہ پہونچ جاوین جسکے عوض میں حضرت فاطمہؑ حشر مین تیری حامی ہونگی بیت

واقف نہین ہم راہ بتا دے تو روان ہون	بھائی ترے بچے ترے سایہ مین جوان ہون

پس اس زندان بان نے دونوں صاحبزادون کو قید خانہ سے نکالا اور راہ قادسیہ پر لگا کر واپس آیا کہ اسی سمت وہ دونون صاحبزادے روانہ ہوے کیون مومنین ایسی قید شدید اٹھا کر وہ معصوم کیونکر چلتے بیت

چڑھ جاتا نقاہت سے جو دم ہانپنے لگتے	سایہ نظر آتا تو بدن کانپنے لگتے

افسوس کہ اُس جنگل مین نظم

پھرتے رہے قسمت نے نہ کی راہ نمائی	رستہ نہ ملا جانے کا اور نصف شب آئی
چھوٹے نے کہا چلنے کی طاقت جو نہ پائی	اب تو ہمین نیند آتی ہے ٹھہرو کہین بھائی
کہتا تھا بڑا دن ہین ابھی سخت ہمارے	سو وینگے جو بیدار ہوسے بخت ہمارے

کہ اسی عرصہ میں ایک باغ نظر آیا وہان جا کر ایک درخت کی جڑ مین پوشیدہ ہو کے سو گئے اور مارے خوف کے باہر نہ نکلے اتفاقاً اس درخت کے نیچے ایک چشمہ پانی کا تھا وہان پر ایک ضعیفہ پانی بھرنے آئی اور آواز دونون کی اُسکے کان مین سمائی قریب دونوں صاحبزادون کے آئی وہ بیچارے مصیبت کے مارے کانپنے لگے یہ حالت دیکھکر اُس ضعیفہ نے استفسار حال بہ تشفی دلاسا کیا چونکہ مکر و فریب سے صاحبزادے پاک تھے تمام حال اُس سے کہکر پائوں پر گر پڑے اور فرمانے لگے نظم

رکھتے ہین قرابت تو رسول عربی سے	مسلم کے پسر ہین ہمین کہیو نہ کسی سے
وہ بولی کہ آنکھوں پہ تمھیں رکھوں مین دن رات	پر صاحب خانہ ہے بڑا فاسق و بدذات
حاکم کا تو وہ دوست ہے اور دشمن سادات	گر دیکھ لیا اُسنے تو بچنے کی نہین بات
لونڈی ہون مین زہرا کی تمھارا ہی یہ گھر ہے	ڈر ہے تو اسی ظالم بے پیر جسم کا ڈر ہے

یہ سنکر قالب بیجان مین اُن تیمیان کے جان آگئی اور کہنے لگے کہ ہمکو کسی حجرے میں بند کر دینا ہمکو تکیہ و بچھونا کچھ نہین چاہیے پس وہ ضعیفہ اُن دونوں بچّون کے گرد پھر کر تصدّق ہوئی اور کہنے لگی کہ آپ کی خدمت گزاری سعادت کونین سمجھتی ہون اور اپنے گھر مین لے آئی مگر اپنے شوہر بدذات کے خوف سے ترسان و لرزان تھی الغرض وہ دونوں شاہزادے نظم

مہمان ہوئے جا کر ستم ایجاد کے گھر مین	دونوں کو اجل لے گئی جلاد کے گھر مین
کھانا بھی نہ کھایا نہ پیا دونون نے پانی	اور سوئے ہم مسلم مظلوم کے جانی
وہ نیند نہ تھی موت کی گویا تھی نشانی	دروازے پہ آ پہونچا ادھر ظلم کا بانی
چلّایا ضعیفہ کو یہ زنجیر ہلا کر	کو سون کا تھکا آیا ہون در کھولدے آکر

پس یہ سنکر ضعیفہ کانپنے لگی اور کلمات خوشامد آمیز کہنے لگی کہ ایسا کیا کام تھا کہ جو اسقدر رات گئے تم آئے وہ نطفۂ شیطان بے ایمان غصہ مین تو بھرا ہوا تھا تیوری چڑھا کر منہ موڑ کر کہنے لگا کہ تجھکو کیا کام ہے ہتھیار کھولے اور بسبب ماندگی راہ کے بستر پر گر کر سو گیا کچھ رات

باقی تھی کہ دونون صاحبزادون نے خواب مین اپنے پدر بزرگوار کو دیکھا کہ حضرت مسلمؑ آئے اور پیار فرما کر کہتے ہین کہ اے نور دیدگان اب ایام تکلیف بسر ہوئے کل تم میرے پاس ہوگے یہ دیکھکر ایک نے دوسرے کو جگایا اور تمام ماجرا خواب کا سنایا اور گلے ملکر رونے لگے پس یہ آواز سنکر وہ ملعون ازلی جاگ اُٹھا اور چاروں طرف دیکھنے لگا آخرش نظم

کھول کر بس در حجرہ کو در آیا مقہور
دیکھتا کیا ہے کہ ہے نور سے حجرہ معمور

اسمین دو یوسف کنعان ہیں بحال رنجور
طعنہ زن ماہ پہ ہے جنکا عذار پر نور

دست افسوس ہر اک مرتبہ وہ ملتے ہین
داغ سینوں کے چراغون کی طرح جلتے ہین

پہلے تو حارث ملعون نے کہا صلِّ علےٰ
پھر لگا کہنے کہ تم کون ہو اور نام ہے کیا

سُرخ جو دیدہ حارث کو نہایت دیکھا
ڈر گئے کانپ گئے وہ جگر شیر خدا

ڈر سے اور خوف سے ملعون کی تعظیم بھی کی
چھوٹے ہاتھوں کو اٹھاکر اسے تسلیم بھی کی

اور یہ بولے کہ تجھے نام بتائین ہم کیا
بے پدر بے وطن آفت زدہ محبوس بلا

اسکے فرزند ہین مظلوم ہے جو حد سے سوا
جسکے لاشہ کو کفن بھی نہیں اب تک ہے ملا

باپ کے ہجر میں ہے شور مچایا ہمنے
عفو کر خواب سے ہے تجھکو جگایا ہمنے

وہ لگا کہنے کہ نام اپنا بتاؤ مجھکو
بولے معصوم کہ مسلم کے پسر ہین ہم تو

نام مسلم کا جو دشمن تھا وہ ملعون بدخو
خندہ زن ہوکے وہ مردود لگا کہنے کہ ہو

یوسفؑ آمد بہ وطن ما بہ سفر در بدر یم
صید در دام گرفتار و ما بیخبریم

یہ سخن سنتے ہی رونے وہ بہت بادل زار
زلفین اُن دونون کی ملعون نے کھینچین اکبار

اور طمانچے سے کئے سُرخ وہ گل سے رخسار
اُس گھڑی کانپ گئی قبر رسول مختار

زوجہ حارث کی تو سر زور وکے ٹکراتی تھی
روح زہراؑ کے بھی نالون کی صدا آتی تھی

الغرض اُس ملعون ازلی نے کچھ رحم انپر نہ کھایا اور حجرہ میں قفل لگا کر سو رہا جب صبح ہوئی حجرہ کا در کھولا حضرات کس زبان سے عرض کرون دونون شاہزادون کی زلفین پکڑ کے حجرے

سے کھینچکر نکالا تب دونون شاہزادے کہنے لگے کہ اے حارث تو ہمکو حاکم کے پاس مت لیجا وہان جانے کے لائق کپڑے نہیں ہین **بیت**

جس روز سے بابا مُوا بدلی نہیں پوشاک ۔۔۔ گر تون پہ کہین خون لگا ہے تو کہین خاک

آہ وہ شقی ازلی کب فریاد اُن غریبون کی سُنتا تھا **بیت**

الجھی ہوئی زلفوں کو لعین کھینچ رہا تھا ۔۔۔ دریا پہ پئے قتل انھیں لے کے چلا تھا
جلاد کے بس مین جو پڑے ہاے وہ نادان ۔۔۔ اک ہاتھ مین مظلوموں کی تھی زلفِ پریشان
اک ہاتھ مین تھے چھوٹے سے کرتو نکے گریبان ۔۔۔ بچے ہی تو تھے ڈر سے نکل آتے تھے دندان
گرتے ہین تڑپ کر یہ نہین چھوٹتے ہین بال ۔۔۔ کہتے کبھی پھٹتے ہیں کبھی ٹوٹتے ہین بال
بیچارون کے تن کانپتے ہین دل ہین دہلتے ۔۔۔ کلنٹے ہیں لگے پاؤن میں رہ رہ کر ہین مچلتے
حارث جو ڈراتا ہے تو پھر جلد ہین چلتے ۔۔۔ اب آنسو کے جا ٹکڑے جگر کے ہیں نکلتے
گر گر پڑے ہین چھوٹے سے عمامے بھی سر سے ۔۔۔ مظلوم اٹھاتے نہیں ملعون کے ڈر سے
چھوٹے کو بڑا بھائی ہے بڑھ بڑھ کے بچاتا ۔۔۔ پھر بار ہے مصحف کی طرح بیچ مین آتا
رو دیتا ہے کچھ کہنے کا موقع نہین پاتا ۔۔۔ بیساختہ بس حرف زبان پر ہے یہ لاتا
سُن حال غریبوں کا خدا کے لئے دم لے ۔۔۔ اب ہم ترے گھر مین اگر آئین تو قسم لے

اے حارث ہم پر رحم کھا اپنی خوشی سے تیرے گھر مین نہین آئے نہ کوئی چین پایا تھوڑا سا آرام ملا تھا سو اسکا عوض تو نے لیا رات بھر بندھے کھڑے رہے اب چھوڑ دے اقرار کرتے ہیں کہ پھر تیرے گھر نہ جائینگے اور زوجۂ حارث کی طرف مایوسانہ دیکھکر کہتے تھے **نظم**

چھڑوا دے کہ پکڑے ہوئے زلفون کو عدو ہے ۔۔۔ اماں نہیں بابا نہین جو کچھ ہے سو تو ہے
بالون کو بکھیرے ہوئے وہ مومنہ تھی سات ۔۔۔ مظلومون کو ظالم سے چھڑاتی تھی وہ خوش ذات
گہ پاؤن پہ سر رکھتی تھی گہ جوڑتی تھی ہات ۔۔۔ کہتی تھی خدا کے لئے کیا کرتا ہے ہیہات
بس بس کہ زمین اب تو ہلی جاتی ہے ظالم ۔۔۔ زہرا مجھے سر ننگے نظر آتی ہے ظالم

حیدرؑ کے نواسون پہ غضب لاتا ہے توبہ — سیدانی کے بچون کو تو رلواتا ہے توبہ
فاقون سے بدن دونون کا تھراتا ہے توبہ — اور تجھکو ذرا رحم نہیں آتا ہے توبہ
ڈر سے ترے معصومون کے دندان نکل آئے — غالب ہے لحد سے شہ مردان نکل آئے

ارے ظالم کیون زلفون کو پکڑ کر کھینچتا ہے یہ ناشاد علیؑ کی اولاد ہیں افسوس کہ نبیؐ کے احسان تجھکو یاد نہین ہیں تو بھی صاحب اولاد ہے بچون پر رحم کھا یتیمون کا ستانا اچھا نہین اے بیدین اگر تو طالب زر ہے تو بعوض ان یتیمون کے مجھکو فاطمہؑ کے نام پر بیچ لے **نظم**

ظالم نے تہ تیغ کیا زوجہ کو اُس آن — یا فاطمہؑ کہکر ہوئی زہرا پہ وہ قربان
دریا پہ عدو لایا انھین پکڑے گریبان — دی تیغ غلام حبشی کو وہان عریان
غصہ سے کہا دونون کو اُنگلی سے بتا کر — ہان کاٹ لے سر انکے کنارے پہ تو جا کر

الغرض جس وقت تلوار لیکر وہ غلام حبشی بڑھا تو دونون شاہزادے سر جھکا کر ہمراہ چلے منقول ہے کہ وہ حبشی حق آگاہ بصورت حضرت بلال تھا فرمایا اُن مظلومون نے کہ اے بندہ اللہ تو مشابہ شکل بلال حبشی رسولؐ کے ہے مگر یہ بتا کہ تو رسولؐ کا محب ہے یا کہ دشمن ہے **نظم**

وہ بولا نبیؐ پر ہون فدا مین بدل وجان — چپکے سے کہا دونوں نے اب ہم ہیں یہ حیران
عترت کا تو قاتل ہے نبیؐ پر ہے تو قربان — وہ بولا عزیزون مین پیمبرؐ کے ہو تم ہان
تقصیر ہوئی توبہ نہ آگاہ تھا خادم — للہ ہدایت کرو گمراہ تھا خادم
کیا رشتہ ہے پیارو تمھین محبوب خدا سے — ہونٹون پہ زبان پھیر کے یوں بولے وہ پیاسے
جعفرؑ کے تو ہم پوتے ہیں حیدرؑ کے نواسے — بولا حبشی آنکھون کو مل کر کف پا سے
شہزادو قسم فاطمہؑ کی فاقہ کشی کی — بخشو مجھے خاطر سے بلال حبشی کی
پھر غصہ سے حارث کیطرف پھینکدی تلوار — بے وار لگائے ہوئے دریا کے ہوا پار
حارث نے کہا ہو گیا آقا سے تو بیزار — وہ بولا خدا سے تو نہین پھر گیا زنہار
تو کام کر اللہ کا کام اپنا لے مجھ سے — تو پھر گیا اللہ سے مین پھر گیا تجھ سے

بعد اسکے حارث ملعون نے فرزند کے ہاتھ مین تلوار دیکر کہا کہ اے بیٹا تو سر کاٹ دے پس وہ دیندار دونون شاہزادون کو لیکر چلا تھا کہ اُن معصومون نے پاس سے اُسے دیکھا تب وہ بولا کہ اب کیا دیکھتے ہو سر پر قضا آئی ہے تمکو بحکم پدر خود قتل کرونگا شاہزادون نے فرمایا کہ تجھکو دیکھکر بھائی علیؑ اکبر یاد آگئے ہین اور تیری جوانی پر تاسف آتا ہے کہ ناحق جہنم کی راہ لیتا ہے اگرچہ علیؑ اکبر بھی جوان ہین مگر کسی کو قتل نہین کرتے ہین

نظم

وہ بولا کہ اکبرؑ ہین عزیزون مین تمھارے — رو کر کہا ہان بیٹے ہین ماموں کے ہمارے
سب بھائیو نمین ہم بہت اکبر کو ہین پیارے — کیا دخل حضور اُنکے جو ماں بھی ہمین مارے
ہم گھٹنیون عباس کے سینہ پہ چلے ہین — اور زینب و کلثوم کی گودی مین پلے ہین
یہ سنتے ہی گرد اُنکے پھرا حق کا وہ شیدا — دریا مین گرا تیغ پٹک کر لب دریا
اللہ کی رحمت مین ہوا غرق سراپا — حارث نے کہا حق یہ پدر کا تھا تو بولا
حاشا تو پدر کس کا شقی ازلی ہے — ماں فاطمہؑ ہے مومنون کی باپ علیؑ ہے
تو کور ہے ظالم نظر آتے نہ تجھے کیو نکر — وہ دیکھ بنی روتے ہین دریا پہ کھلے سر
ظالم نے کہا مجھکو نہین خوف پیمبرؐ — اک تیغ تلے دونون کو بٹھلا یا برابر
گردن کو نہ جھکنے دیا سجدے میں خدا کے — سر کاٹا بڑے بھائی کا چھوٹے کو دکھا کے

اے عاشقان حسین اب آگے وہ مقام ہے کہ جسکے سننے سے جگر شق ہوتا ہی اور کلیجہ مُنھ کو آتا ہی نظم

سر پاس رکھا لاش کو دریا مین بہایا — بھائی کے گلے کا جو لہو خاک پہ پایا
الفت سے برادر کا لہو جوش مین آیا — تب جوڑ کے ہاتھ اپنے یہ قاتل کو سنایا
پونچھون یہ لہو کرتے سے تلوار جھکا دے — لوٹوں بڑے بھائی کے لہو میں جو رضا دے
وہ بولا کہ ہو شوق سے غلطان تجھے کیا ڈر — بھائی کے لہو میں وہ لگا لوٹنے گر کر
کہتا تھا بڑے بھائی کہاں ڈھونڈھے برادر — تم تو ابھی بیٹھے ہوئے تھے میرے برابر
کس کا ہے نصیب ایسا الٹتے ہوئے دیکھا — بھائی کا گلا بھائی نے کٹتے ہوئے دیکھا

اُس خون کے تھالے پہ کبھی سر کو جھکانا ۔ چلّو مین لہو بھر کے کبھی منھ پہ لگانا
کُرتے مین کبھی خون بھرے ہاتھ سُکھانا ۔ اور ہاتھون سے اپنے کبھی اک قبر بنانا
کہتا تھا کبھی فاتحہ کو ہاتھ اُٹھا کر ۔ یارب مرے بھائی کو ثواب اسکا عطا کر

کیون حضرات اُس معصوم پر کیا گذری ہوگی کہ تنہا وہ بچّہ خون برادر بزرگوار مین لوٹتا تھا اور یہ بین دلخراش کررہا تھا اور کوئی پرسان حال اس معصوم کا نہ تھا بلکہ حارث ملعون با شمشیر برہنہ کھڑا تھا ایسے مقام پر کیسا ہی سنگدل ہووے رحم آجاتا ہے مگر افسوس صد افسوس کس زبان سے اب اُس چھوٹے سے مسافر کا حال عرض کرون کہ **نظم** ۔

ناگہ غضب وطیش سے حارث یہ پکارا ۔ بس لوٹ چکے اُٹھو کہ سر کاٹون تمھارا
اُٹھ بیٹھا کہا اچھا گلا کاٹ ہمارا ۔ سر کاٹ کے دریا مین جو تن ڈالا قضارا
مرتے نے کہا دل مین ہوے پورے ارادے ۔ اے نہر مجھے بھائی کے لاشے سے ملادے

الغرض روایت مین وارد ہے کہ لاشہ محمدؑ بڑے بھائی کا منتظر لاشہ چھوٹے بھائی ابراہیمؑ کا تھا منقول ہے کہ جو ہین جسد مطہر برادر خورد کا اخی بزرگوار سے ملا تب **نظم**

سینہ پہ رکھا سینہ جگر رکھا جگر پر ۔ اور ہاتھ اٹھائے طرف قبلہ برابر
حق سے یہ دعا کی کہ پئے اکبرؑ و اصغرؑ ۔ شبیرؑ کی اب خیر ہو ہم تو ہوئے بے سر
مادر کو بھلا دیجیو اب یاد ہماری ۔ لے لیجیو جلّاد سے تو داد ہماری

الغرض وہ شقی ازلی سرہاے مبارک دونون صاحبزادون کے لیکر پاس ابن زیاد کے آیا اور روبرو اُس بدنہاد کے رکھدیے حضرات بمعائنہ سرہاے یتیمان مسلم ابن زیاد لعین کے آنسو باوجود اُس شقاوت قلبی کے نکل آئے اور حارث ملعون سے کیفیت قتل کی دریافت کی اُس لعین نے تمام حالات وکیفیت زوجہ فرزند وغلام اپنے کی وحال شقاوت اپنا والحاح نہ سُننا اُن صاحبزادون کی فخریہ بیان کیا کہ وہ ہرچند مجھ سے کہتے تھے کہ ہم خاندان نبوی اور رشتہ داران مرتضوی سے ہین اور اسے حارث ہمکو اگر تو اس خاندان بزرگ سے نہ جانتا ہو تو

مسلمان ہی جانکر چھوڑ دے مگر مین نے ایک بات بھی انکی نہ سنی لیکن ایک کلمہ جو اخیر مین فرمایا نظم

اُس کلمہ سے تو میرے بھی آنسو نکل آئے
جنت سے نبیؐ کھول کے گیسو نکل آئے

وہ کلمہ یہ ہے دونوں نے آخر کہا باہم
بالفرض ترے آگے مسلمان بھی نہین ہم

بچپن پہ ہمارے نظر رحم کر اِس دم
اک ماں کا دم رکھتے ہیں بابا ہوے بیدم

غربت پہ صغیری پہ یتیمی پہ نظر کر
پردیسیوں کو چھوڑ دے اللہ سے ڈر کر

یہ سنتے ہی حاکم نے شقی سے کہا رو رو
اغلب ہے یہ سُنکر تو ترس آیا ہو تجھکو

کانوں پہ دھرا ہاتھ پکارا کہ نہین تو
تیری ہی قسم رحم جو اِس پر بھی کیا ہو

سوگند سُنی ہیں نے نبی کی نہ خدا کی
وہ منتین کرتے رہے اور مین نے جفا کی

پیاسوں کو برابر لب دریا پہ بٹھایا
دکھلا کے انھین تیغ کو پتھر پہ لگایا

اور بولا کہ لو سیدو مجھکو ترس آیا
دونوں کو دم ذبح بھی باتوں سے رُلایا

وہ کہتے تھے گردن سے تو تلوار ملی ہے
مین کہتا تھا بس میری یہی رحم دلی ہے

پھر کچھ بھی نہ دم مارا وہ جبتک جئے آخر
پر کھولے زبرجد کے فرشتہ ہوا حاضر

جعفر کی ندا آئی ہمیں تھے وہاں حاضر
حیدرؑ نے کہا میرے نواسے تھے اوکافر

حلقوم سے جب دونوں کے فوارے بہے تھے
یہ دونوں کلیجہ پہ مرے لوٹ رہے تھے

حارث کو نہ حاکم نے صلہ کچھ دیا اصلا
سر کاٹ کے پھکوا دیا اُس نہر میں مُردا

پانی نے کیا مردہ تاری سے کنارا
مظلوموں کے غم سے تھا عجب شور مین دریا

سر ننگے صفین مردم آبی کی کھڑی تھین
اور مچھلیاں نکلی ہوئی ریتی پہ پڑی تھین

کہتے ہیں کہ اُس روز ہوئی شام جو پیدا
تو اہل زراعت نے لب نہر یہ دیکھا

اک قافلہ آیا ہے نجف سے سوئے دریا
ہیں عورت و مرد اُنمین سیہ پوش سراپا

اور آگے ملک چاک گریبان کیے ہین
کاندھے پہ علم کالے پھریروں کے لیے ہین

اک مرد بزرگ آگے برہنہ کیے سر ہے
اک بی بی رکھے ہاتھوں کو بالائے جگر ہے

سر ہاتھوں پہ اک شخص لئے خون میں تر ہے
غل ہے کہ جو پیشانی پہ یہ خاک ملے ہیں
ہر چار طرف کہتی ہیں حوریں یہ برابر
ہر گاہ ٹھہر جاتا ہے وہ قافلہ چل کر
گاہے تو یہ شیون ہے کہ حیدرؑ کو غش آیا
سب آئے وہاں قتل ہوئے تھے جہاں پیاسے
نعرہ کیا دریا پہ یہ اندوہ و بکا سے
بیچین بہت روح ہے اب حق کے ولی کی
اے نہر ترے پاس علی کے ہیں دو اختر
اے نہر ترے پاس نبی کے ہیں دو گوہر
ان دونوں سے بڑھکر ہے نہیں صبر کسی میں
یہ درد بھرے کلمے جو دونوں نے سنائے
حیدرؑ نے کلیجے سے وہ دو مُردے لگائے
بولے کہ فدا ماموں پہ سر تم نے کئے ہیں
اُن دونوں نے حلقوم بریدہ سے سنایا
حیدرؑ نے کہا انکو بھی اک حلہ پنہایا
دو حلۂ فردوس نواسوں کو پنہا کے
یہ کہنا علی کا کہ ہوا آہ عجب حال
کی خون سے دونوں کی جبین فاطمہؑ نے لال
چلائی کہ ہے ہے شہ مردان کے نواسو
ہے ہے مرے مظلوم غریبوں کا مقتل

سب کہتے تھے یہ دونوں شہید ونکا ید رہے
مسلم کے یتیموں کے لئے رونے چلے ہیں
ہٹ جاؤ بتول آئی بتول آئی کھلے سر
آتی ہے یہ آواز کہ غش ہو گئے شبیرؑ
گاہے یہ صدا آئی پیمبرؐ کو غش آیا
اک شیر بڑھا قافلۂ اہل عزا سے
اے نہر کہاں ہیں مرے مظلوم نواسے
اے نہر علی کو تو امانت دے علیؑ کی
یوسفؑ کے برابر ہیں یہ دو یوسف حیدرؑ
اک فدیۂ اکبرؑ ہے اور اک فدیۂ اصغرؑ
اک دے مرے دامن میں اک آغوش نبی میں
نانا کہا اور نہر سے لاشے نکل آئے
اور کشتوں میں حلۂ فردوس منگائے
لو پہنو یہ خلعت تمہیں زہرا نے دئے ہیں
کیا جانے کفن باپ نے پایا کہ نہ پایا
بابا بھی تمہارا تمہیں رونے کو ہے آیا
زہرا سے کہا روکے سر لاشوں پہ آ کے
سب اہل عزا گرد ہوئے بیچ میں دو لال
لاشوں پہ کھڑے ہو کے پریشان کئے بال
ہے ہے مرے پردیسیو ہے ہے مرے پیاسو
ہے ہے نہ ہوئی خاک وطن تمکو نصیب

ہے ہے مرے عباسؑ کی ہمشیر کے دلبر | ہے ہے علی اصغر علی اکبرؑ کے برادر
پردیس میں بچپن کی شہادت پہ میں صدقے | جو روئے تمھیں اسکی محبت پہ میں صدقے
ہے ہے مرے مسلمؑ کے چراغوں کو بجھایا | ہے ہے مرے پردیسی کی دولت کو لٹایا
ظالم نے رقیہؑ کے نشانوں کو مٹایا | شبیر کو ان بھانجوں کے غم میں رلایا
تلواروں سے اور فاقوں کے مارے ہوئے ہے ہے | پیاسے مرے جانی مرے پیالے ہوئے ہے ہے
ناگاہ بدن مردوں کے ہل ہل گئے سارے | نہر انے جو پوچھا تو تڑپ کر یہ پکارے
اماں کی صدا آتی ہے یہ دل کو ہمارے | ہے ہے نہ ملے مجھ سے بچھڑ کر مرے پیارے
غم ہمکو یہ ہے مادرِ ذیشان کو نہ دیکھا | بابا کو تو پھر دیکھا اور اماں کو نہ دیکھا

ہاتھوں کو اٹھا حق سے وزیر اب یہ دعا کر
معصومونؑ کا صدقہ مری حاجت کو روا کر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شہادت حضرت حُرؑ مع برادر و غلام حضرتؑ

کوئی مظلوم پہ اب رحم نہیں کھاتا ہے | رن سے امداد کو شبیرؑ کی حُرؑ آتا ہے

سبحان اللہ کیا بندہ پروری ہے خداوند عالم کی کہ ہمسے گنہگاران کے کیسے کیسے وسیلے نجات کے مقرر کئے ہیں اگر تھوڑا بھی خیال کیا جائے تو بیشک وہ معبود حقیقی جس کا نام ستار العیوب ہے ہمارے گناہوں سے درگزر کریگا چنانچہ روایت ہے کہ جسوقت حضرت آدم علی نبینا و آلہ علیہ السلام بوجہ ترک اولیٰ یعنی گیہوں کھانے کے بہشت عنبر سرشت سے روے زمین پر بھیجے گئے اور فراقِ حضرت حوا میں مبتلا ہو گئے کئی سال تک اسی درد و غم میں رویا کئے آخر جب دعا بواسطۂ رسول مقبولؐ و ائمۂ اطہار کے کرنا شروع کی تو حضرت حوا علیہا السلام سے ملاقات ہوئی آپ کے حسب معمول لڑکا لڑکی پیدا ہونا شروع ہوئے

اس وقت آپ کو یہ معلوم ہوا کہ اب بعنایت عمیم ربّ کریم میری اولاد سے دنیا قایم ہوگی اُسوقت
آپ نے کچھ رونا شروع کیا پس حضرت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور بعد سلام کے دریافت کیا کہ
اے آدمؑ یہ محل خوشی کا ہے نہ رونے کا جواب دیا آپ نے کہ اے جبرئیلؑ میں اسواسطے روتا ہون
کہ جسوقت میرا جسم مجسم نور سے تھا اُسوقت عزازیل نے مجھے دھوکا دیا اور یہ مجھ سے ترک
اولیٰ وقوع مین آیا جسکے باعث سے مورد عتاب الٰہی ہوا اب میری اولاد جنکی پیدایش مٹی
اور پانی اور آگ اور ہوا سے ہے یہ تو بدرجۂ غایت اس ملعون کے بہکانے سے مرتکب گناہون
کی ہونگی اور مزید بران یہ امر ہے کہ اُنکی عمرین تھوڑی ہونگی اور ہنوز کامل تجربہ کو نہ
پہونچینگی کہ اس دار فنا سے پُر معاصی چلے جائینگے اور عزازیل قیامت تک میری اولاد پر
مسلط رہیگا یہ غم زیادہ ہے بمقابل خوشی اولاد کے پس حضرت جبرئیلؑ بحکم رب جلیل کہینگے
کہ اے آدمؑ خداوند عالمیان فرماتا ہے کہ جب تیری اولاد سے کوئی عاصی توبہ کریگا پس اسکے
گناہ بخشے جائینگے اُسوقت فرمایا حضرت آدمؑ نے کہ اے جبرئیلؑ اب مجھکو خوشی حاصل ہوئی
پس مومنین ہمین لازم ہے کہ ہر وقت درگاہ خدا مین استغفار کرتے رہین امید ہے کہ کیسا ہی
گنہگار ہو اپنی رحیمی سے وہ مالک دوجہان بخش دیگا چنانچہ ایک روایت ایسے گنہگار کی
عرض کرتا ہون کہ جسکی اُمید بخشش کبھی نہ تھی اور بوجہ توبہ کرنے اس گناہ اور اعتراف قصور کے
راہ جہنم سے جاتا ہوا طرف بہشت بریں کے بھیج دیا گیا وہ گنہگار کون تھا مومنین پر ظاہر ہے
کہ جسوقت ابو عبداللہ الحسین مدینہ طیبہ سے سمت کربلا روانہ ہوکر منزل زبالہ مین پہونچے وہان خبر
شہادت حضرت مسلم گوش زد امام حسینؑ کے ہوئی پس اسوقت آپ نے خیال فرمایا کہ کوفیان
بدغا مجھکو تکلیف دینگے پس آپ نے حکم دیا ہمراہیوں کو کہ مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ میرے
شیعہ ہونے کا دم مارتے تھے وہ منحرف ہو گئے اب تم لوگ جہان چاہو چلے جاؤ پس شیخ مفید
علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ بہت سے ہمراہی اُس مظلومؑ کے جو محض بغرض حصول دنیا آئے
تھے چلے گئے اور صرف چند اصحاب باوفا جنکا نام محضر شہادت میں درج تھا ہمراہ آپ کے

رہگئے اور اسطرف خبر کوچ جناب امام حسینؑ ابن زیاد بدنہاد کو جس دم معلوم ہوئی تو اُسنے ہزار سوار بسپردگی حُر روانہ کرکے تاکید کی کہ حسینؑ کو گھیر کر ایسے جنگل مین لیجا کہ جہان پر سایہ درخت کا نہ ملے اور مجھے خبر دے چنانچہ بموجب حکم ابن زیاد بدنہاد حُرؒ مع سواران روانہ ہوا **نظم**

اس دن مسافرون کی جو منزل کا تھا مقام	قصر بنی مقاتل اسے کہتے ہین عوام
اُترے وہان امام دو عالم قریب شام	کچھ ہٹ کے فوج حُرؒ بھی فروکش ہوئی تمام
راحت نہ پائی فاطمہؑ کے نور عین نے	پچھلے پہر کو کوچ کیا پھر حسینؑ نے

کیون حضرات اب اس سے زیادہ گناہ عظیم کیا ہوگا کہ مظلوم کربلا کو باعث گھیر کر لیجانیکا حُرؒ ہوا مگر انجام بوجہ توبہ کرنے اور اعانت کرنے جناب امام حسین علیہ السلام کے جو کچھ ہوا مومنین پر ظاہر ہے **نظم**

حُرؒ نے کیا جلد باغ رضوان پایا	گمراہ تھا شب کو صبح ایمان پایا
حضرت کے لئے جو گنج و زر کو چھوڑا	جب قتل ہوا گنج شہیدان پایا

یہ تقریر نتیجۂ توبہ و بخشش گناہان کی درمیان مین عرض کی گئی ہے اب پھر مؤلف اصل مطلب پر آتا ہے کہ جب قصر بنی مقاتل سے آپ نے کوچ فرمایا اُس وقت **نظم**

آنے لگی امام کو ہاتف کی یہ صدا	منزل بھی اب قریب ہے اے کل کے مقتدا
رستہ ہوا تمام سفر ختم ہو چکا	مقتل کے متصل تجھے لائی تری قضا
خنجر سے یان دہم کو کٹے گا گلو ترا	آیا وہ دشت جس میں بہے گا لہو ترا

ہنوز جناب امام حسینؑ یہ آواز اپنے ذوالجناح پر سُنتے جاتے تھے کہ وقت صبح قریب آیا آپ نے گھوڑے سے اُتر کر نماز ادا فرمائی اور سوار ہو کر آگے کو روانہ ہوئے اور جس وقت اُس مقام پر پہونچے جہان پر شہادت واقع ہوئی ہے **بیت**۔

رتبہ پہ اپنے فخر کیا ارض پاک نے	گھوڑے کے پاؤن تھام لئے وان کی خاک نے

بعد دریافت اسم کربلا جب آپ کو معلوم ہوا انیسواہے تو ہمراہیون سے اس طرح ارشاد فرمایا **نظم**۔

ہان سالکان راہ خدا روک لو فرس
آپہونچا ابن فاطمہؑ مقتل پہ اپنے بس
خیمہ بپا کرو اسی صحرا مین پیش و پس
تھی مجھکو نجلنے سے اسی خاک کی ہوس
چھوڑا وطن کو اب نہیں بستی بسائینگے
ہرجا سے لوگ یان کی زیارت کو آئینگے

باستماع فرمان جناب امام ہر ایک سوار نے لگام اسپان تیز گام روک لی اسوقت حضرت زینبؑ کے دل کو خبر ہوگئی اور بیتاب ہوکر فرمانے لگین کہ اے بھائی جان یہ جنگل مجھے خوفناک معلوم ہوتا ہے آواز گریہ و بکا آتی ہے کوس دو کوس بڑھکر مقام فرمایئے **نظم**

بولے قریب آکے یہ شبیرؑ خوش خصال
بڑھنا اب اُس زمین سے بہن ہے بہت محال
ہرچند یہ زمین ہے مقام غم و ملال
لیکن یہین رہیگا رسولؐ خدا کا لال
روؤ نہ تم کہ پاک و مطہر زمین ہے
ہم جسکو ڈھونڈھتے تھے وہی سرزمین ہے

الغرض بحکم سردار دارین خیمے برپا ہوئے اور اصحاب و انصار جابجا فروکش ہوئے یہ ماجرا اکثر مورخین نے دوسری تاریخ کا لکھا ہے اور تیسری تاریخ سے فوج یزید پلید کا آنا شروع ہوا یہان تک کہ تاریخ ہفتم سے فوج یزید نے دریائے فرات پہ پہرے بٹھا دیے اور پانی کا جانا بند کیا اور تاریخ آٹھوین بھی اُسی عالم تشنگی مین گزری راوی لکھتا ہے **نظم**

روز نہم سکینہؑ کو تھا سخت اضطراب
بیدم تڑپ کے خاک پہ کہتی تھی آب آب
اصغرؑ کو فرط غش سے ہمکنے کی بھی نہ تاب
پانی تھا غم سے خون جگر بند بوتراب
کچھ منہ سے غیر شکر خدا کہہ نہ سکتے تھے
پیاسے صغیر آنکھون کے آگے سسکتے تھے
آخر ہوا وہ دن بھی اور آئی دہم کی رات
وہ رات صبح حشر کو جسنے کیا تھا مات
بزم عزا تھا خانۂ سردار کائنات
تھے آپ محو طاعت معبود پاک ذات
اشکون سے چادرونکو بھگوتے تھے اہلبیتؑ
منہ اپنا ڈھانپ ڈھانپ کے روتے تھے اہلبیتؑ

الغرض جناب زینبؑ صحن خیمہ مین آکر سر برہنہ ہوکر دعا فرماتی تھین اور کہتی تھین کہ الٰہی قبل صبح ہونے کے مجھے اٹھا لے **بیت**

سارا جہان سیاہ ہے چشم پر آب مین | سر ننگے مین لے دیکھا ہے اماں کو خواب مین

اللہ اللہ کیا رتبہ حضرت حرؑ کا ہوا ہے کہ ادھر تو حضرت زینبؑ نے یہ خواب ملاحظہ فرمایا اور اُسطرف حضرت حرؑ نے دیکھا کہ مین اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر ایک صحراے ناپید اکنار مین گیا ہون اور جسوقت وہان پر پہونچا تو ایک نعل میرے گھوڑے کا گر گیا پس مین وہان پر بہت ہراسان ہوا اُسوقت ایک شخص پارسا نے ایک سمت جانے کو اشارہ کیا جسوقت مین اُس صحرا مین گیا تو مشاہدہ کیا کہ ایک خیمہ سیاہ مثل دل ماتم زدگان استادہ ہے اور ایک عورت بالباس سیاہ مجھکو بلا کر در خیمہ پر لے گئی اور فرمایا کہ اے حرؑ خوشا نصیب تیرے کہ تجھکو جناب فاطمہ زہراؑ نے یاد فرمایا پس مین فوراً بفرمان اُسکے در خیمہ پر پہونچا اور وہ بی بی اندر گئی نظم

بعد اک لحظہ کے وہ صاحب عظمت نکلی | ہاتھ مین لیے ایک کتابت نکلی
بولی زہراؑ نے کیا ہے یہ عنایت تجھکو | پڑھ لے کھلجائیگی سب اسکی حقیقت تجھکو
اسمین لکھا تھا کہ ہمنے دیا جنت تجھکو | حرؑ ہے دکھلائینگے دوزخ کی نہ صورت تجھکو
پڑھ رہا تھا مین ابھی فخر و مباہات سے خط | لیگیا طائر سبز آکے مرے ہاتھ سے خط

پس یہ خواب حرؑ نے غوث سے بیان کیا اور کہا نظم

جب سے اے غوث عجب طرح کی تشویش مین ہون | کون سا دیکھا مکان کس لئے مین یہ خواب کہون
سیر انجام ہے کیا کیا مین کرون کیا نکرون | جاؤن شبیرؑ کے لشکر مین کہ اس سمت رہون
یان کا انجام تو دوزخ ہے ملا زر تو کیا | وان کا انجام ہے فردوس کٹا سر تو کیا
کبھی زوجہ کبھی بیٹے کا خیال آتا ہے | بھائی کا اور غلامون کا ملال آتا ہے
وان چلا جاؤن تو گھر پر بھی زوال آتا ہے | اپنا جب دھیان مین انجام و مآل آتا ہے
یہ دل و عضو بدن خوف سے تھراتے ہین | خود بخود پاؤن پھر اس سمت اُٹھے جاتے ہین

پس اسی تشویش در نج مین کروٹین بدلتا تھا اور اپنے دل مین سوچ سوچ کر رہجاتا تھا عجب حیص و بیص کے عالم مین پڑا ہوا تھا نظم

متغیر متردّد و متفکر بیچین	یہ دعا تھی کہ بچے فاطمہ کا نور العین
نہر تھراجاتا تھا کرتی تھیں جو سیدانیان بین	طپش دل کا تقاضا تھا کہ چل سوئے حسینؑ
صبح اعدا مین نہ شاہ شہدا گھر جائین	شب کو ملجائے جو خورشید تو دن پھر جائین
کبھی اٹھا کبھی بیٹھا کبھی ٹہلا وہ جری	گرم آہین کبھی کین سرد کبھی آہ بھری
قلب مین تھی کبھی سوزش کبھی سوز جگری	سخن یاس کبھی لب پہ کبھی نوحہ گری
آل احمدؐ کی بکا سُن کے تڑپ جاتا تھا	دمبدم خیمہ سے گھبرا کے نکل آتا تھا

اس طرف خیمہ مین حرؓ کا یہ حال تھا اُدھر فوج اعدا کے ہر لشکری کو یہی خیال تھا کہ کوئی پیاسا لشکر حسینؑ کا دریا پہ نہ آنے پائے یہ سنکر حرؓ خوش اطوار بجواب کلام ان بدشعار کے کہتا تھا کہ کاش حسینؑ کو گھیر کر مین نہ لاتا کہ اسی عرصہ مین برادر حرؓ نے حال بھائی کا دیکھکر عرض کیا کہ اے برادر بزرگوار صبح میدان کارزار گرم ہوگا آپ نے آج استراحت نہیں فرمائی اسکا کیا باعث ہے بجواب اسکے حرؓ نے فرمایا کہ نیند آنے کا کون محل ہے اہلبیت نبیؐ بوجہ شدت پیاس و گرسنگی غل فرماتے ہیں پانی نہیں پاتے ہین نظم

وائے غربت عجب آفت میں نبی زادہ ہے	دیکھتا ہون جسے وہ قتل پر آمادہ ہے
کیا خبر تجھکو نہین کون ہے یہ فیض مآب	پیاس ہیں جسنے مع فوج پلایا مجھے آب
دشمنون پر بھی کیا لطف و کرم مثل سحاب	لب پہ جاری تھا یہین سب کہ یہی کار ثواب
آب پیاسا رہے غیرون کے لیے مشکل ہے	واہ کیا لخت دل فاطمہؑ دریا دل ہے

پس کیونکر مجھکو تردد و تشویش نہو جہان جہان غل پانی کا سنتا ہوں غم کھاتا ہون اور باگ پکڑنا یاد کرکے شرماتا ہون اپنی نادانی پر پچھتاتا ہون مجھکو ایسا یقین نہ تھا کہ بعوض دعوت کے عداوت ہوگی یہ سُن کے برادر حرؓ اپنے دل مین سمجھا کہ بھائی کی نیت واسطے شرفیابی خدمت بابرکت فرزند رسول الثقلین لخت جگر فاتح بدر و حنین کے ہے مگر صاف صاف ارشاد برادر بزرگوار نہ سمجھا تھا اسواسطے نظم

عرض کی بھائی نے پھر آپ کو کیا ہے منظور — حرؑ نے فرمایا کہ مرنا شہِ والا کے حضور
حلۂ خلد بریں ساغرِ صہبائے طہور — وصلتِ حورِ جنان رحمتِ حق عفوِ قصور
تجھپہ کھلجائیگا اب صبح بھی کچھ دور نہین — آتشِ قہر مین جلنا مجھے منظور نہین
سُن کے یہ بھائی سے بھائی نے کہا بسم اللہ — ہم بھی ہمراہ ہین گر آپ کو سوجھی ہے یہ راہ
اُٹھ کے بولا یہ پسر اے پدرِ عالی جاہ — ایسا مرنا تو حیاتِ ابدی ہے واللہ
عمو عباسؑ دلاور پہ فدا ہوئینگے — ہم جناب علیؑ اکبر پہ فدا ہوئینگے

پس جسوقت کہ حضرت حرؑ اور برادر اور بیٹے مین یہ کلام ہوئے غلام نے آپ کے یہ تصوّر کیا کہ مین راہِ ضلالت میں ہمراہِ فرقۂ ناہنجار رہگیا اُسوقت **نظم**

جوڑ کر ہاتھ کیا خادمِ حرؑ نے یہ کلام — صدقہ ہوئیگا غلامِ شہِ والا یہ غلام
سب کا مُنھ دیکھ کے بولا یہ حرؑ نیک انجام — رہو اس قول پہ قائم کہ یہ عقبیٰ کا ہے کام
گر وہ چاہے گا تو منزل پہ بہم ہوئین گے — آج دوزخ میں ہیں کل خلد میں ہم ہوئینگے

الغرض تمام رات اُن چارون پنجتنی میں یہی مذکور رہا نہ کوئی سویا نہ کھایا نہ پیا ناگہان اسی ذکر میں آثارِ سحر نمایاں ہوئے **بیت**

چرخ پر صبح کی نوبت کی صدا جانے لگی — فوجِ اسلام سے آوازِ اذان آنے لگی

پس اس صبح کا حال اگر مؤلف تحریر کرے تو ایک مجلس جدا ہوتی ہے عجب سحر تھی **نظم**

نور پھیلا ہوا وہ صبح کا وہ سرد ہوا — بہتے دریا کی وہ لہرین وہ بیابان وہ فضا
بلبلون کے وہ چہکنے کی خوش آئندہ صدا — گہ نسیم آتی دبے پاؤن کبھی بادِ صبا
حکم تھا دولون کو سبزے کی ہوا داری کا — فرش تھا چار طرف مخمل زنگاری کا
باغِ زہراؑ و محمدؐ کی اُدھر تھی خوشبو — گُل سے رُخ سرو سے قد سنبلِ تر سے گیسو
آنکھیین نرگس کے کٹورے درِ شبنم آنسو — سبزہ آغاز کہیکا تو کوئی آئینہ رو
یان کی خوشبو جو گزر جاتی ہے گلزارون سے — بلبلیں پھول گرا دیتی ہین منقارون سے

گل کہاں اور کہاں نکہتِ بستانِ رسولؐ	مختصر بھی جو کروں عرض تو ہو جائے گا طول
دیکھکر راستی تازہ نہالانِ بتولؑ	فاختہ سرو سے شمشاد سے قمری ہو ملول
باغ زہرا میں جو دم بھر بھی رسائی ہو جائے	تا قیامت گل و بلبل میں جدائی ہو جائے
وقت وہ ہے کہ شگفتہ ہیں گل راز و نیاز	صبح صادق ہے قضا ہو نہ کہیں وقت نماز
لائے سجادے یہ تشریف شہنشاہِ حجاز	عقب شاہ صفیں باندھ کے آئے جانباز
طالبِ خواب اجل رات کے جاگے ہونگے	ابھی پیچھے ہیں لڑائی میں سب آگے ہونگے

الغرض بعد فراغتِ نماز صبح ہر ایک جرار نے دیکھا کہ پردہ ہائے حجاب نظروں سے اٹھ گئے ہیں اعدا اپنے اپنے مقام بہشت عنبر سرشت میں ملاحظہ کئے اور حوران بہشتی غرفوں سے جھانکتی ہوئی نظر آنے لگیں اور آب کوثر کی نہریں سامنے لہریں مارتی ہوئی معائنہ کیں پس روایت ہے نظم

خوش تھے سب دیکھ کے جنت کے درختوں کی بہار	پھول دیکھے تو خوشی سے ہوے چہرے گلزار
ہاتھ اٹھ جاتے تھے جھکتی تھیں جو شاخیں ہر بار	جان شیریں تھی ٹپکتے ہوئے میووں پہ نثار
شربت قند مکرر کا مزا پاتے تھے	دور سے دیکھ کے لب بند ہوئے جاتے تھے
مسکرا کر شہ والا نے کہا کیا دیکھا	سب پکارے ثمر الفت مولا دیکھا
جیتے جی گلشن فردوس کا جلوا دیکھا	اپنے گھر دیکھ لئے سایۂ طوبےٰ دیکھا
دیر ہے کس لیے مرنے میں ہمارے مولا	جان و دل لیگئے حوروں کے نظارے مولا

یہ سنکر جناب امام مظلوم و مغموم مصلے سے اٹھے اور فرمایا کہ تم سب تیار رہو میں بھی خیمہ میں جاکر پوشاک تبدیل کر آؤں اور ذوالفقار حیدر کرار کو لے آؤں پس بموجب حکم قضا شیم اپنے آقا کے اس طرف ہر ایک یاور و انصار بشوق دیدار حوران جنان اپنے تئیں مسلح کرنے لگا اور جناب امام حسینؑ خیمۂ اطہر میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ جناب زینبؑ جانماز سے اٹھکر سر برہنہ درگاہ خدا میں با گریہ وزاری دعا کرتی ہیں کہ اے رب عز و جل میرے بھائی کو سلامت تا یوم قیامت رکھنا کہ پنجتن میں اب صرف ایک حسینؑ کا دم ہے جسوقت امام حسینؑ نے حضرت زینبؑ کو نہایت بیقرار و مضطر دیکھا تو نظم

چھاتی سے بس بہن کو لگا کر کہی یہ بات
زینبؑ مجھے خبر ہے کہ روئی ہو ساری رات
حاصل ہے اس سے کیا کہ یہ دنیا ہے بے ثبات
موت آئیگی ضرور اسے جو ہے ذی حیات
ماں کو پدر کو بھائی کو ہاتھوں سے کھو چکین
تم تو کئی بزرگون کو اس گھر مین رو چکین
سر کو ٹپک ٹپک کے نہ ہر دم ہو نوحہ گر
مرجاؤگی تو اور بھی برباد ہوگا گھر
تھامے گا کون روئینگے بچے جو بے پدر
بیٹھے گا کون ماتمی صف پر برہنہ سر
ذی رتبہ ہو بتولؑ کی نازون کی پالی ہو
تم ہم سے بیکسون کی بہن رونے والی ہو

آہ حضرات جس وقت یہ کلمات حسرت و یاس کے حضرت زینبؑ نے زبان مبارک جناب امام حسینؑ علیہ السلام سے سماعت فرمائے یا تو آپ دعا فرما رہی تھین **نظم**

زینبؑ سر اپنا پیٹ کے بولی یہ ایک بار
واحسرتا کہ مر نہ گئی مین جگر فگار
میرے ہی تھا نصیب مین ہے ہے یہ کاروبار
ماتم مین سب کے روؤن ہون سب کی سوگوار
غربت مین جب سفر مرا دنیا سے ہوئے گا
رونا تو اسکا ہے کہ مجھے کون روئے گا
سنکر یہ حال روتے تھے شبیرؑ زار زار
منھ پیٹتی تھی سامنے بانوئے دلفگار
سمجھاتے تھے حسینؑ کہ اے میری غمگسار
رخصت یہ آخری نہیں پیٹو نہ بار بار
لاشین اٹھا اٹھا کے عزیزون کی لائینگے
خیمہ مین ہم ابھی تو کئی بار آئین گے
فرما کے یہ سکینہؑ کے چہرے پہ کی نگاہ
بولے کہ آ گلے سے لگ اے میری رشک ماہ
لپٹی جو آ کے باپ سے بیٹی باشک و آہ
منھ رکھ کے منھ پہ رونے لگے شاہ دین پناہ
فرماتے تھے نہ پیاس مین تو اشکبار ہو
ان سوکھے سوکھے ہونٹون پہ بابا نثار ہو
بولی زبان خشک دکھا کر وہ تشنہ لب
بابا ہمارا پیاس سے ہونٹون پہ دم ہے اب
اتنا تو مجھ سے کہیئے کہ پانی ملے گا کب
فرمایا شہ نے خلد مین ہم جا چکین گے جب
رکھیو خیال فاطمہؑ کے نور عین کا
تم پانی بیچو فاتحہ دے کر حسینؑ کا

پس یہ فرما کر بچشم تر بیٹی کو خاک پر بٹھا کر عمامۂ رسولؐ خدا بر سر و عبائے حیدر کرار تن پر پہن لی

سلحہ جنگ سے مسلح ہوکر مع بھائی بھتیجے بھانجوں کے خیمہ سے باہر تشریف لائے بیت

حال یہ دیکھ کے غش کھا کے گری زینب زار ۔۔۔ واحسینا کی ہوئی آل محمدؐ میں پکار

پس جناب امام حسینؑ نے حضرت زینبؑ کو تشفی دیکر چھاتی سے لگایا اور فرمایا کہ تم صابرہ کی بیٹی ہو نظم

اشک خون چشم مبارک سے گرے بہ بہ کر ۔۔۔ بس چلے آپ خدا حافظ و ناصر کہہ کر
دیر سے تھی در دولت پہ سواری موجود ۔۔۔ بڑھ کے گھوڑے پہ چڑھے جلد امام ذی جود
غل شہنشاہ سلامت ہوا اور شور درود ۔۔۔ وہ سواری کا تجمل وہ جوانوں کی نمود
تا بہ میدان جفا ظل خدا میں پہونچے ۔۔۔ نکہت گل کی طرح دشت وغا میں پہونچے
آگیا جوش وغا شاہ کے غمخواروں کو ۔۔۔ سینہ تن تن کے رکھا دوش پہ تلواروں کو
تنگ غیظ سے تکنے لگے سرداروں کو ۔۔۔ سب نے چاہا کہ بڑھا دیجئے رہواروں کو
پاس آداب سے ہر صاحب شمشیر رکے ۔۔۔ سامنے آگئے عباسؑ تو وہ تیر رکے

پس اسوقت حضرت امام حسینؑ نے اس قلیل لشکر کو آراستہ فرماکر علمدار لشکر خدا کا حضرت عباسؑ کو فرماکر سردار میمنہ پسران حضرت مسلمؑ کو فرمایا اور میسرہ حبیب ابن مظاہرؓ کو عنایت فرمایا کہ اسی درمیان میں پسران مسلمؑ نے صف راست سے گھوڑے بڑھا کر اجازت جنگ چاہی اور عرض کی کہ اے عم بزرگوار پدر نامدار ہمارے سب سے پہلے نثار آپ پر ہوئے ہیں خواہش غلاموں کی یہ ہے کہ اس میدان کارزار میں بھی ہم سب کے پہلے جان نثار قدم شاہ نامدار کریں کہ ہراول لشکر امام مشہور ہوں یہ سنکر حضرت نے فرمایا کہ میں تمہارے باپ کی شہادت سے شرمندہ ہوں اب مجھکو زیادہ محجوب نہ کروائے نور دیدگان یہ عہدہ ہراولی باقی نہیں رہا ہے اس عہدہ پر میری اماں فاطمہ زہراؑ اور پدر بزرگوار علی مرتضیٰ نے ایک شخص کو مقرر فرمایا ہے عنقریب وہ داخل لشکر ہوکر سب سے ملاقی ہوگا یہ سنکر تمام اصحاب باوفا عزیز و رفقا متحیر ہوئے اس طرف تو یہ حال تھا اور اسطرف عمر سعد نے اپنے لشکر کی

صفین جا کر تمام اہل کوفہ کو علیحدہ کر کے واسطے حفاظت اُنکی کے اشعث بن موصلی کو مقرر کیا اور حفاظت عقب خیام در ہم خزاعی کے سپرد کی اور میمنہ لشکر ضلالت اثر کا اپنے بیٹے مسمی حفص کو کہ یہ وزیر اُس شریر کا تھا مع تیس ہزار شامیان زرہ پوش کے سپرد کیا اور ضحاک ابن قیس و سعد بن عبد اللہ وغیرہ سرداران کو مع چالیس ہزار سوار کے لشکر میسرہ پر مقرر کیا اور باقی ملاعین کو قلب لشکر میں ترتیب سے باقاعدہ کھڑا کر کے اپنے غلام ولید کو خبر گیران ان سب کا کر کے شمر ذی الجوشن کو نقیب لشکر کر کے مستعد کارزار ہوا اُس وقت

نظم

چاؤش صدا دینے لگے فوج میں اکبار	ہاں غازیو شاباش رہو رزم پہ تیار
ثابت قدم ہو گھاٹ سے دریا کے خبردار	دو دن سے ہے پیاسا خلف حیدر کرار
یہ آب محمدؐ کے نواسے کو نہ پہونچے	اس نہر کا پانی کسی پیاسے کو نہ پہونچے

جب اس طرح صفین لشکر شقاوت اثر کی آراستہ و پیراستہ ہو چکیں

نظم

بولا کمان کشتوں سے ابن سعد بے ادب	برساؤ تشنہ پہ تیر ستم دیر کیا ہے اب
کج باز لیس ہو گئے خونریز لعین یہ سب	چلایا حر یہ پیٹ کے زانو کہ ہے غضب
ظلم اے امیر روح رسالت پناہ پر	کرتا ہے خوں سبط نبی کس گناہ پر
تیروں کا رخ جدھر ہے نبی کا ہے یہ پسر	جسکو ہدف بنایا ہے زہراؑ کا ہے جگر
بجلی گرے نہ تجھ پہ کہیں قہر حق سے ڈر	ہٹ جاؤں میں تو پیاسے سے لڑنا ابھی ٹھہر
آگے مرے نہ ظلم ہو اُس تشنہ کام پر	دیکھوں نہ تیر سے پڑتے ہوئے میں امام پر

ہنوز یہ کلام ابن سعد اور حرؑ نیکنام سے ہو تے تھے کہ جناب امام حسینؑ لشکر ظفر پیکر سے ذوالجناح کو مہمیز فرما کر سمت لشکر اعدائے بد شعار روانہ ہوئے اسوقت جمیع اصحاب و انصار مضطربانہ دوڑ کر قدوم میمنت لزوم پر یہ خیال کر کے گرے اور عرض کی کہ یا مولا آپ نے اسی واسطے ہراول لشکر مقرر نہ فرمایا تھا کہ سب سے پہلے جنگ کا ارادہ آپ نے فرمایا تو ہم لوگ فردا قیامت میں رسول خدا اور علی مرتضےٰ اور فاطمہ زہرا و حسن مجتبیٰ کو کیا منہ دکھا دیں گے اور

کس دن کام آوینگے بیت

شہ نے فرمایا کہ جاتا نہیں میں کرنے جدال — مجھکو لازم ہے کہ مہمان کا کرون استقبال

یہ سنکر تمام انصار ساکت ہو رہے اور امام مظلوم بمقابلہ صفوف لشکر نا ہنجار مع حضرت عباس تشریف لا کر اسطرح زبان فیض ترجمان سے گویا ہوے کہ اے لشکر یزید تم میں وہ کون سا شخص ہے کہ شب کو بہشت عنبر سرشت کی سیر عالم رویا میں دیکھکر وعدہ آبنوشی کا نہر ہاے بہشت پر کر آیا ہے پس بسماعت اس کلام کے حضرت حرؑ نے طرف برادر اور غلام کے دیکھا اور ارشاد کیا کہ دیکھو رات کا حال پسر رسول الثقلینؐ براے العین بیان کر رہا ہے پس نظم

سن کے کانپا تن حرؑ اور پکارا واللہ — جسکو مرنا ہو وہ اس دم مرے آگے ہمراہ
اک غلام ایک پسر ایک برادر ذیجاہ — چاروں نے باگیں اٹھائیں طرف لشکر شاہ
غل ہوا حرؑ طرف لشکر دین جاتا ہے — بولا ہاتف کہ سوے خلد برین جاتا ہے

پس جسوقت کہ حضرت حرؑ لشکر ناری سے نکل کر طرف دریاے نور کے روانہ ہوے نظم

حر کا لشکر سے نکلنا تھا کہ چلنے لگے تیر — اک تلاطم ہوا اس طرح کہ بٹی فوج کثیر
نور کے پر کہیں شیدائی جناب شبیر — گر پڑا وہ جسے چمکا کے دکھائی شمشیر
ہاتھ آئے مہ شہر یدون کے سوئے تیر — دم میں ڈوبا دیے دریا کو جو بھری جرے

پس جسوقت کہ امام امم نے حرؑ کو مع اسکے بھائی اور بیٹے اور غلام کے آتے ہوے ملاحظہ فرمایا تب حضرت عباسؑ سے ارشاد فرمایا کہ اے بھائی جلد آگے بڑھو ایسا نہ ہو کہ میرا مہمان راستہ میں مجروح ہو

مصرعہ حکم سرور کے اسے رشک قمر لے آؤ پس نظم

سنکے فرمان گل گلشن شاہ لولاک — ہاں سے عباسؑ چلے وال سے بڑھا بہ دل خوفناک
واں میں تیغ دو دم رکھ کے گریبان کیا چاک — گھوڑے سے کود پڑا اور منہ پہ ملی دشت کی خاک
ہاتھ کو کر کے گرہ کہا آزادی ہون — رحم کیجئے شہا کہ میں فریادی ہون

ہاتھ پھیلا کے بڑھے جلد جناب عباسؑ	ہنس کے فرمایا کہ آ ہم سے مِل اے قدرشناس
تھرتھراتا ہے یہ کیوں اب تجھے کیا ہے وسواس	وہ جوان جوڑے ہوئے دست ادب آیا پاس
سرنگون پاے مبارک پہ جو پایا اُسکو	بازوے شاہ نے چھاتی سے لگایا اُسکو
پھر یہ فرمایا بصد لطف کہ اے مردِ سعید	تیرے آنے کی عجب سبط پیمبرؐ کو ہے عید
وہ خوشی ہین تو ہے بے شبہہ خوشی ربِ مجید	تجھ سے منھ موڑیں یہ ہے رحمت مولا سے بعید
چل قدمبوس ہو الحاح کر اور زاری کر	قافلہ چلنے پہ ہے کوچ کی تیاری کر
عرض کی حرؑ نے کہ ہاں آپ اگر چاہین گے	اوج بلبل کا نہ کیونکر گل تر چاہین گے
وہی ہوگا جو شہ جن و بشر چاہیں گے	وہی لیجائیں گے محشر میں جدھر چاہین گے
اب تو مین بندۂ بے دام مدام انکا ہون	خلد میں جاؤں کہ دوزخ مین غلام انکا ہون
یہ تو فرمایئے سنکر مرے آنے کی خبر	سب سے فرماتے ہین کیا بادشہ جن و بشر
کہا عباسؑ نے تاکید ہے یہ ہر اک پر	کوئی روکے نہ کہ آتا ہے مراد دست ادھر
تم اسے پاس شہنشاہ امم کے لاؤ	مجھکو بھیجا ہے کہ سایہ میں علم کے لاؤ

پس یہ خبر فرحت اثر سنکر حرؑ مسکرا کر اور اپنے بھائی کی طرف دیکھکر کہنے لگے کہ دیکھا یہ شاہ نجف محمد کا خلف کیسا باشرف ہے کہ ہنوز ہمنے خدمت مین ہو چکر عفو تقصیر نہیں کرائی اور یہ اعزاز کونین بخشا

نظم

میں کہاں اور کہاں ابر کرم کا سایہ	مجھ سے خاطی پہ محمدؐ کے علم کا سایہ
کہہ کے یہ فوج خدا مین حرؑ جرار آیا	جلس آمرزش عصیان کا طلبگار آیا
دی صدا اے مرے مولا یہ سیہ کار آیا	باگ کو ہاتھ لگانے کو گنہگار آیا
جس سے کی دست درازی اُسے کم کر ڈالے	کہیے خادم سے مرے ہاتھ قلم کر ڈالے
دے سزا مجھکو میں حاضر ہوں شہنشاہ مرے	ساتھ ہین حضرت عباس فلک جاہ مرے
توبہ کرتا ہوں گنہ بخشیے للہ مرے	اب مین گمراہ نہیں اے خضر راہ مرے

جسنے خدمت مین کمی کی ہو وہی خادم ہون	چارہ آنکھین نہ کرونگا کہ عبث نادم ہون

کیون حضرات ابتدا مین جو تمہید مؤلف نے عرض کی ہے یقین ہے کہ گوشۂ خاطر مومنین مین مکنون ہوگی توبہ کرنے سے گناہان ماضی بخشدیے جاتے ہیں بفور اُس گزارش حُرؑ کے نظم

بولے حضرت کہ یداللہ کو پیارے ہین یہ ہاتھ	جب ہوا قوتِ بازو تو ہمارے ہین یہ ہاتھ
اے برادر ید قدرت کے سنوارے ہیں یہ ہاتھ	تونے افسوس سے زانو پہ جو مارے ہین یہ ہاتھ
اب سر دست یہ عقدے تجھے کھل جائینگے	جام کوثر کے ابھی دست بدست آوینگے

یہ فرماکر جناب امام حسینؑ نے آگے بڑھکر حضرت حُرؑ کو چھاتی سے لگایا اور حُرؑ کے بیٹے کو حضرت علی اکبرؑ نے گلے سے لپٹا لیا اُس وقت حُرؑ نے قدوم میمنت لزوم پر شاہ کے سر جھکا دیا اور بیٹے نے نعلین حضرت علی اکبرؑ پر بوسہ دیا پس اُسوقت جناب امام حسین علیہ السلام نے دعا فرمائی کہ اے رب میرے گناہ اسکے بخش دینا بیت

قابل نار جہنم گل شاداب نہین	حُرؑ ہے یہ آگ مین جلنے کی اسے تاب نہین

یہ سنکر حضرت حُرؑ خندان و شادان دست لبستہ عرض کرنے لگے کہ اے آقا اجازت میدان کارزار دیجئے بیت

تازہ خادم ہون رضا دیجے کہ ممتاز ہوئین	جلد خلعت سے شہادت کے سرافراز ہوئین

ہنوز حضرت حُرؑ گزارش رخصت کر رہے تھے کہ حضرت زینبؑ نے فضّہ کو بھیجکر قریب خیمہ کے بلا یا اور اس طرح فرمایا کہ اے حُرؑ رحمت خدا ہو تجھ پر کہ تونے میرے بھائی کی پاسداری کی تو ہمارا احسان ہے مگر زینبؑ نہایت پشیمان ہے نظم

تجھ پہ مخفی نہیں مفتم سے جو کچھ ہے مرا حال	رہین ہر سمت کی رو کے ہوے ہین بدافعال
قحط پانی کا ہے اس دشت مین ہے مجھکو ملال	نان جو کا بھی ہے ملنا کسی قریہ مین محال
ہم کو ایذا عوض آب و غذا ملتی ہے	دودھ اصغرؑ کو نہ عابدؑ کو دوا ملتی ہے
پھر کہا اُس سے کہ دشوار ہے فرقت تیری	مجھکو مرکر بھی نہ بھولے گی محبت تیری

واویلا ہوئی کچھ مجھ سے نہ خدمت تیری | خیر ہو جائیگی فردوس میں دعوت تیری
آج رتبہ ترا خیل شہدا مین ہوگا | شب کو تو صحبت محبوب خدا مین ہوگا

یہ سنکر حضرت حرؑ نے گزارش کی کہ اے فضہ بخدمت شاہزادی کونین بصد ادب میری جانب سے عرض کردے کہ مین نے آپ کی جناب سے ایمان پایا اعزاز پایا دعوت کیا چیز ہے آپ کی والدۂ ماجدہ مجھکو بہشت عنبر سرشت عطا فرما چکی ہین **نظم**

یہ نہ فرمائیے ہوتی ہے خجالت مجھکو | آج دعوت میں ملی نعمت جنت مجھکو
بعد ازان عرض کی شبیر سے یا سبط نبی | حکم ہوئے تو فدا ہونے کو جاوے فدوی
شہ نے فرمایا کہ مہمان ہے مرا ٹھہر ابھی | اور جائیگا کوئی یان سے نہ کر تو جلدی
عرض کی اسنے اجازت دو کہ بیکل ہون مین | دوستی پہلے کرون دشمن اول ہون مین

الغرض جب اصرار حرؑ حد سے زیادہ گزرا ناچار سید ابرار نے اجازت کارزار عطا فرمائی بعد حصول اذن پیکار حر نامدار گھوڑے پر سوار ہوئے اور آپ کے ہمراہ **نظم**

تیر تانے ہوئے گھوڑون پہ ادھر بھائی پسر | اور غلام حبشی مرکب ابلقی پہ ادھر
سایہ کی طرح عقب تھا وہ کبھی نیک سیر | سامنے تھا کبھی سردار کے مانند سپر
دلمین کہتا تھا کہ ٹکڑے ہون نہ شمشیرون سے | مرا آقا کہین مجروح نہ ہو تیرون سے
قتل کے بھائی سے کہا حر نے علم کر تلوار | جا سوئے میمنہ فوج اڑا کر رہوار
حکم پیکار کا خادم کو دیا سوئے یسار | کہا بیٹے سے کہ تو قلب میں جا اے دلدار
مضطرب ہون مین کہ نرغہ ہے مرے سرور پہ | مین نے قربان کیا تجھکو علی اکبرؑ پہ

یہ سنکر وہ تینون جرار برائے پیکار بڑھے اور بہت سے اشقیا کو شمشیر آبدار سے فی النار کیا یہ لڑائی دیکھکر حضرت عباسؑ اور علی اکبرؑ تحسین و آفرین فرماتے تھے اور حضرت حرؑ اپنے غلام سے آفرین کہتے تھے اے مومنین یہ مقام رونے اور سر پیٹنے کا ہے خیال کرو کہ ایک تازہ مہمان کسقدر شیدائے محبت امام مظلوم ہے پس آپ لوگ تو آبا و اجداد سے

غلامی کا دم بھرتے ہین اگر گریہ وبکا اس مظلوم پر کرو تو بعید از محبت نہوگا الغرض نظم

مرگئے فوج سے لڑ بھڑ کے وہ جو نیک سیر	غم سے خون ہو گیا اُسدم حرُ غازی کا جگر
لاش بیٹے کی جو دیکھی تو کہا رو رو کر	سہل اس راہ مین ہے جو ہو مصیبت مجھ پر
اپنے محسن کا فراموش نہ احسان کرتا	سو پسر ایسے جو ہوتے تو مین قربان کرتا

پس جناب امام حسینؑ نے چند قدم بڑھکر فرمایا کہ اے میرے مہمان حق وفاداری کا خوب ادا کیا لیکن برائے خدا ضبط نہ کر لاش پسر پر رو کر بخار دل نکال لے نظم

ہوگا ہر طرح وہ تقدیر مین جو ہونا ہے	ہمکو بھی لاشۂ اکبر پہ یونہین رونا ہے
تو نے جسطرح سہا اپنے جوان بھائی کا غم	ہمکو بھی ہوگا اسی طرح برادر کا الم
عرض کی حرؑ دلاور نے یہ با دیدۂ نم	حق وہ ساعت نہ دکھائے مجھے یا شاہ امم
صدقے ہو جاؤں مین اسمین ہے سعادت میری	اب دعا کیجیے کہ ہو جلد شہادت میری

یہ گزارش کر کے لشکر گمراہ سے لڑتا بھڑتا خیمۂ عمر سعد پر پہونچا یہ حال دیکھکر عمر سعد خیمے مین چھپ گیا اور تمام فوج تہ و بالا ہو کر دُہائی حسینؑ کی دینے لگے پس بفور سماعت اسم آقائے نامدار ابیات

مڑ کر یہ شاہ دین کو پکارا وہ نیکنام	ہوتا ہے اب غلام کو کیا حکم یا امام
برہم ہوئین صفین سبب یہ غرور کی	دیتے ہین اب یہ لوگ دہائی حضور کی

یہ سنکر سبط رسول الثقلین نے بڑھکر آواز دی کہ مرحبا اے حرؑ اب ہاتھ تھام لے بھاگے ہوؤنکو مارنا شیر دلن کا کام نہیں یہ دنیا جائے آرام نہین شیر خدا تیری راہ دیکھتے ہین تشنگی سے تیرے حواس معطل ہیں لب کوثر جا شیر خدا سے کوثر کا جام لے لڑائی سے ہاتھ تھام لے یہ

ارشاد آقائے نامدار کا حضرت حرؑ سن رہے تھے کہ آہ واویلا نظم

دل پہ نیزہ کسی خونخوار نے بڑھکر مارا	ایک نے سر پہ تبر ایک نے خنجر مارا
نیزہ اک حلق پہ مارا کہ رکا سینہ مین دم	بند آنکھین ہوئین منھ کھل گیا گردن ہوئی خم
رکھ دیا سر نے پہ سر نکلے رکابوں سے قدم	خاک پر گر کے پکارا وہ کہ یا شاہ امم

آپیئے جلد کہ سر تن سے جدا ہوتا ہے / آپ کا بندۂ آزاد فدا ہوتا ہے
گوش فرزند نبی میں جو یہ آواز آئی / رو کے عباسؑ کو چلائے کہ دوڑو بھائی
جان بلب ہے پسر فاطمہؑ کا شیدائی / بعد اکبرؑ سے کہ مہمان نے شہادت پائی
حق ادا کر گیا غازی مری غمخواری کا / اب چلو وقت یہ ہے حرؑ کی مددگاری کا

یہ فرما کر جناب امام حسینؑ طرف حضرت حرؑ کے پا پیادہ مع حضرت عباسؑ روانہ ہو کر قریب اُس شہید کے پہونچے **بیت**

خون بھری آنکھوں میں دم حرؑ کا اٹکتے دیکھا / پہونچے شبیرؑ تو مہمان کو سسکتے دیکھا
دیکھ یہ زانوئے اقدس پہ رکھا سر اُسکا / اپنے رومال سے پونچھا رخِ انور اُس کا
واہ رے مرتبہ اللہ رے مقدر اُسکا / عرش اعلےٰ سے بھی پایہ ہوا برتر اُسکا
دار فانی سے گذرنا ہو تو ایسا ہووے / بعد جینے کے جو مرنا ہو تو ایسا ہووے
عالم غش میں یہ جانا کہ اُسنے نہ کھولی تا دیر / رکھ کے منھ ماتھے پہ چلائے یہ عباسؑ دلیر
آ ذرا ہوش میں آ اے صاحب شمشیر ہے شیر / راہبر دین یہ نظر کر ابھی آنکھوں کو نہ پھیر
منزلیں طے یہ اسی آن ہوئی جاتی ہیں / سب تری مشکلیں آسان ہوئی جاتی ہیں

اے حرؑ اب تو سردار جنان تیرے سر پہ کھڑا ہے نار جہنم کی کیا پروا ہے اسی عرصہ میں قطرۂ عرق چہرۂ مبارک سے رُخِ حرؑ پہ ٹپکا فوراً آنکھ کھولدی اُس وقت جناب امام حسینؑ نے فرمایا کہ اے مہمان نیم جان کیا حال ہے بجواب ارشاد عرض کی **نظم**

کیا شرف پائے ہیں اسے بادشہ جن و بشر / آپ زانوئے مبارک پہ لئے ہیں مرا سر
یہ محمدؐ ہیں علیؑ ہیں یہ جناب شبیرؑ / مجھ سے اک حور یہ فرماتی ہے با دیدۂ تر
ناقۂ نور وہ آیا وہ عماری آئی / بند کر آنکھوں کو زہراؑ کی سواری آئی
کہوں حرؑ ادا رو یہ جب بی بی کا ہوا اوج وقار / بیٹیاں اسکی کھلے سر ہوں میان بازار
تخت پر فخر سے بیٹھا ہو یزید غدار / بے ردا سامنے ہو آلِ رسولؐ مختار

تپ مین محبوس بلا عابد دل خستہ ہو	دختر فاطمہؑ بلوے میں رسن بستہ ہو

پس یہ کہکر غش حضرت حرؑ کو آگیا اور تھرتھرا کر آنکھ کھولدی ملک الموت قریب جسم مطہر آئے تب ہچکی لینے لگے اُس وقت جناب امام حسینؑ نے فرمایا کہ اے عزرائیلؑ یہ میرا مہمان ہے سختی موت اسپر آسان کرانا نہووے مجھکو صدمہ جانکاہ ہے یہ سُنکر حرؑ نے عرض کی کہ مولا اسی طرح وقت سوال منکر ونکیر مدد فرمانا اسوقت جناب امام حسینؑ نے فرمایا

پھر نکیرین کا ڈر تجھکو نہ کچھ خوف عذاب	ہم بتائینگے تجھے اُنکے سوالون کے جواب
جتنے عصیان ہیں ترے ہونگے مبدل بہ ثواب	قبر میں دامن مادر کی طرح کیجیو خواب
حشر کے روز بھی چھٹنے کا نہیں ساتھ ترا	دیکھنا ہوگا مرے ہاتھ مین وان ہاتھ ترا
ابھی روتے تھے یہ فرماکے امام دوجہان	ناگہان کھنچ کے تن حرؑ سے نکلنے لگی جان
یاحسینؑ ابن علیؑ کہہ کے کراہا وہ جوان	آنکھین پھر اگئین آنسو بہے چہرے پہ روان
بسکہ صدمہ تھا جدائی کا دل مضطر پر	مرگیا رکھ کے منھ اپنا قدم سرور پر
لاش پر اپنی عبا ڈال کے رونے لگے شاہ	روح زہراؑ کی صدا آئی اسکہ انا للہ
مرگیا عاشق فرزند رسولؐ ذیجاہ	اس وفادار کا ماتم کردیا نالہ و آہ
اپنے فرزند کے غمخوار کی غمخوار ہون مین	مجھکو پرسا دو کہ مہمان کی عزادار ہون مین
اہلبیتؑ نبوی سے کوئی کہدے جاکر	مرگیا میرا پسر روؤ اسے پیٹ کے سر
بیبیو خاک اُڑاتی ہون مین لاشہ پہ اُدھر	بے کفن دیکھ کے مظلوم کو پھٹتا ہے جگر
جان دی اسنے مرے غنچہ دہن کے بدلے	دونگی مین حلۂ فردوس کفن کے بدلے
در خیمہ سے یہ دی شاہ کو فضہ نے صدا	لاش حرؑ ڈیوڑھی پہ لے آئیے یا شاہ ہدا
حرم پاک مین ہے دیر سے سامان عزا	اپنے سر کھولے ہوئے بیبیان کرتی ہین بکا
اس طرح خواہر سلطان زمن پیٹتی ہے	جسطرح بھائی کے ماتم مین بہن پیٹتی ہے

آقا سے اب دو زہرا کی ہر دم ہے یہ دعا
حرؑ کردے مجھکو نار سے جس طرح حرؑ ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

در ذکر شہادت حضرت حبیب ابن مظاہر

منظور نظر اُسکی مصیبت کا بیان ہے | جو سن مین مُسن اور ارادے مین جوان ہے

شناوران دریائے محبت و بادیہ پیمائے صحرائے مودت اس طرح تحریر کرتے ہین کہ بروز قیامت خداوند عالم ہر شخص کی نیکی و بدی دریافت کرکے اپنی قدرت کاملہ سے بقدر اعمال ہر ایک پر احکام جاری کریگا اور جزاؤ سزا بقدر اعمال نیک و بد ہر ایک کو ملے گی چنانچہ ایک شخص ایسا ہوگا کہ جس سے تمام عمر مین بجز گناہون اور افعال قبیح کے کوئی عمل حسنہ یا نیکی نہیں ہوئی ہوگی تب اسکو فرشتے طرف دوزخ کے لیجائینگے اسی اثنا مین منادی منجانب پروردگار ندا کریگا کہ اے فرشتو ابھی ٹھہر جاؤ اور لیجانے مین اسکے جلدی نہ کرو کیونکہ ایک امانت اس گنہگار کی میرے پاس ہے وہ اسکو دیدون نظم

یہ ماجرائے حشر کتابون مین ہے لکھا | یعنی کہ ایک بندہ تہی دست ہووے گا
دامن در گناہ سے ہوگا بھرا ہوا | بھیجے گا تب خدا اسے اک دُر بے بہا
فرمان ہوگا معرکۂ بعث و نشر مین | ہاں اسکو جا کے بیچ لے بازار حشر مین

پس بحکم آواز غیبی فرشتے متوقف ہونگے کہ ناگاہ ایک مروارید جسکی نور و ضیا سے تمام عرصہ محشر منور ہوگا اور آنکھین تمام اہل محشر کی خیرگی کرنے لگین گی اسکو دیا جاویگا وہ موتی ایسا عمدہ و خوشنما و بے بہا ہوگا کہ تمام خلائق اسکو دیکھکر کہے گی کہ ہمنے کبھی دنیا مین ایسا موتی نہین دیکھا پس جسوقت اُس بندۂ گنہگار کو وہ موتی دیا جائیگا عرض کریگا درگاہ رب العالمین مین کہ اے پروردگار میرے دنیا مین مجھ سے بجز گناہون کے کوئی فعل نیک سرزد نہیں ہوا اب روز حساب و کتاب ہے بندہ تیرا گرفتار عتاب ہے اسوقت مین یہ عاصی مال غیر کو اپنا نہیں کہہ سکتا مین نے ایسا موتی کہان پایا مگر ہاں تیری ذات عالم الغیب ہے اور ہر ایک چیز

کا واقف اور دانا ہے پس جواب آویگا منجانب پروردگار اُس گنہگار کو کہ اے بندے میرے یہ گوہر بے بہا خاص ملکیت تیری ہے یاد کر کہ عالم حیات ناپائدار مین ایک روز تو مجلس عزائے حسینؑ دلبند شاہ بدر و حنین مین گیا تھا اور جب ذاکر نے مصائب بیان کیئے تھے اُسوقت تیری آنکھ سے ایک اشک جاری ہوکر رخسارے پر آیا اس اشک کو ہمنے پسند کر کے بذریعہ فرشتگان متعینۂ مجلس عزا طلب کر کے بانتظار یوم حساب امانت رکھا تھا پس تمام انبیا و اوصیا کے پاس اُسکو لیجا وہ قیمت جو تجویز کرین ہم تجھکو دین گے یہ فرمان ساتر العیوب وہ بندۂ معتوب اس در نایاب کو لیگا

نظم

اک اک کے پاس تب وہ گنہگار جائے گا — آدمؑ سے تا بہ حضرت خاتم دکھائے گا
قیمت وہ اس گہر کی کسی سے نہ پائے گا — تب حق قریب پردۂ قدرت بلائیگا
آواز آئے گی کہ در رحم وا کیا — لے اسکے بدلے گلشن جنت عطا کیا
خوش خوش گناہگار چلیگا جنان کو تب — آواز دیگا پردۂ قدرت سے پھر یہ رب
اصرار اک ذرا بھی جو کرتا تو ہم سے اب — دیتا تجھے خزانۂ قدرت مین سب کا سب
کیا جانے تو جو اسکے لیے زیب و زین ہے — موتی نہیں یہ اشک عزائے حسینؑ ہے

الغرض وہ بندۂ خرم و شادان داخل بہشت عنبر سرشت مع اپنے والدین کے بہ ہمراہی جناب امام حسینؑ ہوگا کیون مومنین جائے تامل ہے کہ جب بعوض ایک اشک کے ایسا گنہگار کہ جس سے تمام عمر مین کوئی عمل نیک بجز گناہون کے نہوا ہو مع اپنے ماں باپ کے بخشا جائے پس ان لوگون کا اولیٰ مرتبہ نقد دل ہے کہ جو ایام طفولیت سے نام حسینؑ پر جان و دل سے قربان رہے اور روز عاشورا اپنی جان عزیز فرزند رسول پر نثار کردی کیون حضرات واقف ہوے وہ کون شخص تھا ذاکر عرض کرتا ہے

نظم

اس خضر بیابان شہادت کا بیان ہے — سر سبز فصیحون مین جو طوطی زبان ہے
اس یوسف شبیرؑ کا رُخ سوئے جنان ہے — بس جو دہر اک مثل زلیخا نگران ہے

مشتاق لقا حضرت محبوب خدا ہین	کو مین حبیب ابن مظاہر یہ فدا ہین
بچپن مین جو گھر سے شہ دین کھیلتے آتے	یہ مٹھیون مین خاک قدم جھک کے اٹھاتے
کچھ آنکھون مین انگلی کی سلائی سے لگاتے	کچھ خاک کو گلگونۂ رخسار بناتے
خاک قدم شاہ پہ قانع وہ جری تھا	صندل تھا یہی سرمہ یہی عطر یہی تھا

الغرض از ابتدائے طفولیت جناب امام حسینؑ تا معرکہ کربلا ہمیشہ مصروف خدمت گزاری امام مظلوم مین رہے اور بروز عاشورا جسوقت صفوف لشکر آراستہ ہوئین اور فیما بین ہردو لشکر کے قتال و جدال شروع ہوا اور اصحاب امام مظلوم کے ہاتھ سے اعدائے بدشعار واصل جہنم ہونے لگے اسوقت عمر سعد بدنہاد و شمر ملعون نہایت پریشان ہو کر مشورہ کرنے لگے کہ ایک دم سے لشکر قلیل حسینؑ پر حملہ کرنا چاہیئے ورنہ کسی طرح ان بہادرون سے فتحیاب نہونگے چنانچہ ان ملعونون نے ایسا ہی کیا اور تمام اصحاب حسینؑ مظلوم مجروح ہو گئے کہ وقت نماز ظہر آیا اسوقت اصحاب باوفا نے عرض کی کہ اے مولا آج ہم سب شربت شہادت سے سیراب ہونگے اُمیدوار ہین کہ یہ آخری نماز حضرت کے ساتھ ادا ہو تو عین سعادت ہے، جسوقت امام مظلوم نے معائنہ فرمایا کہ تمام اصحاب میرے خواہان نماز کے ہین اسوقت عمر سعد کی طرف ارشاد فرمایا کہ اے ابن سعد اگرچہ بوجہ حرص دنیوی تجھپر شیطان ایسا مسلط ہوا ہے کہ طریقۂ اسلام تیرے دل سے بالکل سہو ہو گیا ہے مگر اب وقت نماز ظہر ہوا جنگ کو موقوف رکھ کہ بعد نماز ہمکو کوئی عذر پھر جنگ کرنے مین نہوگا یہ سنکر عمر سعد خاموش رہا لیکن حصین ابن نمیر ناپاک نے بڑھکر آواز دی معاذاللہ منہا کس زبان سے عرض کرون اُس ملعون نے عرض کیا کہ اے حسینؑ تم عبث مہلت نماز طلب کرتے ہو تمھاری نماز ہرگز پیش خدا قبول نہو گی بسماعت اس کلام اُس نابہنجار کے حضرت حبیب ابن مظاہر رضی اللہ عنہ کو غصہ آگیا اور فرمایا کہ اے حصین دور ہو رحمت خدا سے فرزند رسول الثقلین کی نماز کو تو ایسا کہتا ہے اور نماز تجھ سے فاسق و فاجر و شرابخوار کی مقبول ہوگی بجواب ارشاد حبیب ابن مظاہر رحمۃ اللہ علیہ اُس

ملعون نے کہا کہ اگر آپ بہادر ہین تو صف لشکر سے نکلکر تلوار کرین بسماعت اس سخن اُس شقی کے حبیب ابن مظاہر مستدعی اجازت کارزار امام بے دیار سے ہوئے اور عرض کی کہ اے آقا اب یہ جان نثار برداشت کلام اس بیحیا کی نہین لاسکتا اور امید وار ہون کہ اپنی جان نثار کرکے نماز ظہر ساتھ آپ کے جد نامدار کے ادا کرون جب امام حسینؑ نے دیکھا کہ حبیب ابن مظاہر رحمۃ اللہ عازم جنگ ہین اسوقت نظم

شہ نے حبیب ابن مظاہر سے یون کہا	لڑنے کو تو نہ جا کہ بڑھاپا ہے اب ترا
روکر کہا حبیب نے اے جان مرتضا	بندہ ہزار جان سے ہو آپ پر فدا
ہر چند پیر خستہ دل و ناتوان شدم	ہر گہ خیال روئے تو کردم جوان شدم

ہر چند امام حسینؑ بوجہ ضعیفی کے منع فرماتے تھے مگر وہ جان نثار بشوق شہادت یہی عرض کرتا تھا بیت

پیری مین گل زخم سے ہے حسن بدن کا	ہنگام سحر لطف ہے گلگشت چمن کا

پس حضرت نے حبیب ابن مظاہر کو ناچار ہو کر اجازت کارزار دی منقول ہے کہ وہ دیندار مثل شیر غضبناک طرف لشکر کفار کے چلا نظم

ہان مومنو اب غلغلۂ صل علےٰ ہو	ہان صاحبو آوازۂ تحسین و ثنا ہو
شبیر کے فدیہ کے تجمل پہ فدا ہو	اس چہرۂ روشن سے طلبگار رضا ہو
تیار ہین اعدا کے زد و کشت کے اوپر	توفیق جلو میں ہے خدا پشت کے اوپر
کیا چہرۂ رخ چہارم ہے یہ پیشانی زیبا	سجدہ کا نشان صورت خورشید ہے پیدا
ابرو یہ سر چشم یہ مردم کا ہے دعوا	لو گرم مہ نو نے کیا پہلوئے عیسا
اک جلوہ جو بخشین نظر مہر اثر کا	کھو دین یرقان مہر کا اور جرم قمر کا

الغرض اسی طرح بمقابل لشکر کفار تشریف لائے نظم

غازی نے عنان ورک کے ہر سمت نظر کی	اور قبل رجز خشک زبان شکر سے تر کی

فرمایا جدائی ہو مبارک تن و سر کی ہے دھاک شجاعوں میں مرے جد و پدر کی
میں یاد رکھو زور شجاعان سلف ہوں بچپن کا غلام پسر شاہ نجف ہوں
اس کعبہ کا حاجی ہوں گراتے ہو جسے تم اس آیہ کا حافظ ہوں مٹاتے ہو جسے تم
اس چاند کا ہالہ ہوں چھپاتے ہو جسے تم اس کلمہ کا شاہد ہوں بھلاتے ہو جسے تم
اس گل کا میں بلبل ہوں جسے خون میں بھروگے اس شمع کا پروانہ ہوں گل جسکو کروگے

یہ سنکر حصین مردود بکمال طیش صف کفار سے نکل کر مقابلہ کو تیار ہوا پس حضرت حبیب ابن مظاہر نے ایک تلوار آبدار کا وار کر کے ایسا نیزہ سینۂ پرکینۂ حصین لعین پر مارا کہ پشت سے نکل آیا اور فوراً وہ لعین واصل جہنم ہوا اور بعض روایت سے ایسا بھی معلوم ہوتا ہے کہ تاب مقاومت آپ کی وہ مردود نہ لاسکا اور بھاگ کر لشکر کفار میں چھپ گیا الغرض حبیب ابن مظاہر رحمۃ اللہ علیہ نے ایسی تلوار کی کہ ایک سو ساٹھ نفر اشقیا کو داخل دارالبوار کیا اور جب آپ بھی زخمی ہوئے تو واسطے قدمبوسی امام مظلوم کے حاضر ہوئے اور بعد مشرف ہونے قدوم میمنت لزوم کے سنا گیا کہ ایک غلغلہ خیمۂ اطہر سے واعطشاہ کا بلند ہے وقت دریافت کے معلوم ہوا کہ جناب علی اصغرؑ شدت تشنگی سے بیچین ہیں پس امام مظلوم نے دوبارہ رخصت ہوکر میدان کارزار میں تشریف لائے اور اسطرح پر فرمایا کہ اے ظالمو اگرچہ تمنے ظلم فراوان اور شدائد بے پایان حسینؑ پر کئے ہیں جسکے سبب سے بنت رسولؐ خدا باحال پریشان مرقد مبارک چھوڑ کر میدان کربلا میں آئی ہیں

نظم

لو فاطمہ زہرا کو تو مرقد سے نکالا کچھ سنتے ہو مقتل میں کھڑی کرتی ہیں نالا
اس تیسرے فاقہ میں بھی خوش ہیں شہ والا پر مرتا ہے پیاسوں کا پسر ہنسلیوں والا
سیدانیوں کو پاس سے جھولے کے ہٹا دو پانی تمھیں جا کر علی اصغر کو پلا دو
اعدا نے کہا خوب سی ذلت یہ اٹھائیں جائیں وہاں اور پانی بھی اصغر کو پلائیں
مرضی ہو تو سر کاٹ کے ننھا سا لے آئیں اور سامنے شبیرؑ کے نیزہ پہ چڑھائیں

دیکھو تو سہی وقت اب آتا ہے غضب کا — ہم تیسرے فاقے مین گلا کاٹین گے سب کا
شبیرؑ نے پیری مین تمھین مرنے کو بھیجا — اکبر کی جوانی پہ دکھا اُنکا کلیجا
کیا پیر کا سر کاٹنا تشریف تو لیجا — غصہ سے کہا شیر نے بس کیا بکتے ہو بیجا
بالفرض مین کمزور ہون پیری کے سبب سے — شبیر مرا پیر زبردست ہے سب سے
ہمت مین نہ تم لاکھ جوان اور نہ مین اک پیر — قامت ہے کمان پر مین صف جنگ مین ہون تیر
تم لوگ ہو بے پیر مرید زر و جاگیر — مین قائل حق معتقد حضرت شبیرؑ
ہر پیر و جوان صاحب توقیر ہے انکا — نو پشت کا خادم فلک پیر ہے اُنکا
وہ پیر ہون مین تیغ و سنان جسکا عصا ہے — ہے خضر بھی تو پیر ہی پر عمر بسر کیا ہے
شبیرؑ پہ یہ پیر غلام آج فدا ہے — پیرون سے تمھین شرم نہین حق کو حیا ہے
پیری ہے وہ دولت کہ کفن زیب بدن ہو — سر ہو سفید اپنے لئے تار کفن ہو
قد خم ہے تو ہو عقل تو کج میری نہین ہے — جھکنے ہی سے روشن سجدا نام نگین ہے
پنہان جو زمین مین بنی عرش نشین ہے — اس وجہ سے مائل مرا سر سوئے زمین ہے
قرآن و احادیث رقم کچھ بھی نہ ہوئے — خم ہو جو نہ کاغذ پہ قلم کچھ بھی نہ ہوئے
جھکنا شرفا کا ہے تقاضائے شرافت — جھکنے ہی سے افلاک کو حاصل ہوئی رفعت
خم ہونے سے محراب بنی جائے عبادت — شاہد ہے رکوع اس سے کہ جھکنا ہے عبادت
ڈرتے نہین ہم قد خمیدہ سے عجب ہے — جو تیغ کہ خمدار ہے کاٹ اسکی غضب ہے

چنانچہ یہ ارشاد حبیب ابن مظاہر کا سنکر اشقیا جمع ہوئے اور لڑائی پر مکرر آمادہ ہوئے الغرض دوسری بار پھر حملہ کر کے چار سو سوار اس گروہ نابکار کے قتل فرماڈالے اور بخدمت امام مظلوم حاضر ہو کر زخمہائے تیر و تبر جو جسم اطہر پر لگے تھے دکھائے جناب امام حسینؑ نے چھاتی سے لپٹایا اور بہت روئے القصہ بہ شوق شہادت پھر رخصت ہو کر طرف لشکر عمر سعد کے تشریف لائے اثنائے راہ مین آواز جناب امیر علیہ السلام کی سنی کہ اے حبیب بار بار اپنے

آقا سیّد ابرار کی خدمت مین جاکر مسرور کرتے ہو ہماری چھاتی سے لپٹ کر ہمکو شاد نہین کرتے یہ آواز سنکر آپ بعجلت تمام بشوق شہادت بمقابل اس فرقۂ ناہنجار کے آئے اور بضرب تلوار آبدار سے چند اعدائے بدشعار کو داخل نار فرمایا کہ اسی عرصے مین ایک تیر لشکر بے پیر سے آکر اُس ضعیف کے جسم مجروح پر لگا اور بوجہ کثرت جراحت آپ گھوڑے سے زمین پر زینت بخش ہوئے جسوقت امام حسینؑ نے ملاحظہ فرمایا کہ حبیب ابن مظاہر نظر نہین آتے پس بکمال اضطراب حضرت عبّاس سے ارشاد فرمایا کہ حبیب میرا مجھکو نظر نہین آتا بہت مجروح ہے تم بڑھکر بیت

دیکھو ادھر آتا ہے کہ لڑتا ہے وہ غازی	یا ایڑیاں مقتل میں رگڑتا ہے وہ غازی

کہ اسی عرصہ مین نظم

ڈیوڑھی سے پیمبرؐ کی نواسی نے پکارا	مین غش مین تھی جو آئی یہ آواز قضا را
اعدا نے مرے لال کے غمخوار کو مارا	اے بھائی رفیق آپ کا دنیا سے سدھارا
خون آپ کے بچپن کے مصاحب کا بہا ہے	دم بھرتا تھا جو شہ کا وہ دم توڑ رہا ہے
سر پیٹ کے حضرت نے کیا چاک گریبان	سیدانیان تھین در پہ کہا انسے یہ اُس آن
کیون فاطمہ کی بیٹیو کچھ کرلی ہو احسان	احسان یہی ہے کہ عزا کا کرو سامان
فدیہ مرا بیکس ہے اور آوارہ وطن ہے	یان اسکی نہ بیٹی ہے نہ مان ہے نہ بہن ہے

پس یہ ارشاد اہلحرم سے فرماکر جناب امام حسینؑ خود بہ نفس نفیس مع حضرت عباسؑ و حضرت علی اکبرؑ باچشم اشکبار امام مظلوم گریبان چاک عبّاس مغموم اور سر پر خاک ڈالتے ہوئے اکبر محزون قریب تن اطہر حبیب ابن مظاہر اسوقت پہونچے کہ جس وقت وہ شیدائے امام کون و مکان بوجہ کثرت جراحت عالم احتضار مین ایڑیان خاک پر رگڑتا تھا پس یہ حالت دیکھکر جناب امام حسینؑ علیہ السلام بیتاب ہوگئے بیت

اشک آنکھوں سے جاری ہوئے اور آہ جگر سے	غمخوار سے یون لپٹے پدر جیسے پسر سے

نظم

ملتے تھے دہن سے دہن اور کہتے تھے بولو	اے میرے اویس قرنی آنکھون کو کھولو
دم توڑیو پھر ہم سے بغلگیر تو ہو لو	رخصت کرو باہین گلے مین ڈال کے رولو
آخر ہمین بیدل کیا دوری کے الم سے	بچپن میں اسیواسطے تم کھیلے تھے ہمسے
لکھا ہے کہ پہونچی یہ صدا کان مین جس آن	بیساختہ بولا مین اس آواز کے قربان
مولا در دولت کی زیارت کا ہے ارمان	لے چلیئے کہ مشکل مری ہوگی وہین آسان
حسرت ہی کہ رخصت ہو نمین ناموس نبی سے	کچھ بیٹے کے حق مین کہو نمین بنت علیؑ سے

پس یہ سنکر جناب امام حسینؑ جسد مجروح اس شہید جفا کا باعانت حضرت عباسؑ اور علی اکبرؑ کے اٹھا کر قریب خیمۂ اہلبیت اطہار کے لائے اسوقت تمام اہلبیت مین ایک کہرام گریہ وبکا کا برپا ہوا اور جناب زینب نے ردائے مبارک تن حبیب پر اڑھائی اللہ اللہ حبیب نے مرتے وقت کیا عزت پائی کہ چادر بنت فاطمہ اسکے بدن پر اڑھائی گئی پس شور گریہ وبکا کا جب حد سے زیادہ گذرا تو جناب امام حسینؑ نے فرمایا کہ حال حبیب کا غیر ہے چندے سکوت کرو کہ یہان پیر اجیب زینبؑ کو کچھ وصیت درباب اپنے بیٹے کے کرنے آیا ہے یہ سنکر اہلبیت اطہار آہستہ آہستہ رونے لگے بہ سماعت اس ارشاد کے حضرت زینبؑ نے فرمایا کہ اے بھائی مین بے نصیب کس کے بھروسے پر وصیت سنون اکبر جرار اور عباس علمدار اور سید ابرار شہادت پر تیار ہین یہ سنکر حبیب رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اے دختر مشکلکشا یہ سچ ہے کہ آج میرے آقا سر کٹا وینگے مع لشکر خلد برین کو جادین گے اور آپ بھی مع دیگر اہلبیتؑ شام کو تشریف لیجاوینگی پس اثنائے راہ میں کوفہ ملیگا اگر وہان پر میرا پسر ملے تو اسکو سر حسینؑ کے گرد پھرا کر صدقے فرمانا اور میری شہادت کی خبر اسکے گوش گذار فرمائیے گا

بیت

اور کہیو کہ بابا نے یہ پیغام دیا ہے	وہ کیجیو جو باپ نے مقتل مین کیا ہے
پھر پڑھنے لگا کلمۂ طیب وہ نمازی	بخشا ارم اللہ نے کی بندہ نوازی
رو رو کے بیان کرنے لگے شاہ حجازی	ہے ہے مرا زاہد مرا عابد مرا غازی

جو خاص ہین میرے وہ قضا کرتے ہیں ہے ہے	جلسے ہی مزا جینے کا وہ مرتے ہیں ہے ہے
ہے ہے مرے غمخوار حبیب ابن مظاہر	سید کے طرفدار حبیب ابن مظاہر
بچپن کا مرا یار حبیب ابن مظاہر	بیکس کا مددگار حبیب ابن مظاہر
واللہ یہ اک شیر تھا شیران خدا سے	آفت مین بچاتا تھا ہمیں اہل جفا سے
لکھا ہے کہ فارغ جو ہوے رونیسے سرور	لاشے کو رکھا لاکے شہیدون مین برابر
تھا لشکر ظالم مین حصین ایک ستمگر	اُس لاشۂ بیجان کا کیا اسنے قلم سر
تا شام رہا منتظر وقت وہ رن مین	یا تنک کہ جدائی ہوئی شہ کے سر و تن مین

الغرض جب بعد شہادت امام حسینؑ اور غارتگری خیام لشکر یزید پلید اہلبیت اطہار کو سر برہنہ شترہاے بے کجاوہ پر سوار اور عابد بیمار کو طوق وزنجیر پہنا کر راہی شام ناکام ہوے اسوقت حصین ملعون نے سر مبارک حبیب رحمۃ اللہ علیہ کا اپنے گھوڑے کی گردن مین لٹکایا اور باقی سرون کو اشقیا نے مع سر امام حسینؑ کے نیزوں پر چڑھایا اور اسی طرح وارد بازار کوفہ ہوے چونکہ حال کوفے کا اسیری اہلبیت مین کمترین لکھے گا بخیال مکرر ہونے کے یہان پر ترک کیا گیا الغرض محلۂ ہمینی مین وہ لشکر مع سرہاے شہداے کربلا اور اہلبیت بے ردا کے پہونچا وہاں بہ کثرت عرب اور عجم کی حضرت زینبؑ نے ملاحظہ فرما کر بالون سے منھ چھپا لیا مگر نیچی نگاہ سے چارون طرف بخیال تعمیل وصیت حبیب ابن مظاہر بتلاش فرزند اس شہید کے نگاہ کرتی تھین کہ ناگاہ

نظم

اک غول مین گیا دیکھتی ہین زینبؑ نالان	اک طفل ہی بھاڑے ہوئے ننھا سا گریبان
روتا ہے یتیموں کی طرح با سر عریان	کچھ ڈھونڈھتا پھرتا ہے ہر اک سمت وہ نادان
جو پوچھتا ہے چہرے پہ کیون خاک ملی ہے	کہتا ہے چھری حلق پہ سید کے چلی ہے
خدمت مین انھین کے مرے بابا ہیں سدھارے	کیا جانئے پھر بے یا گئے کوثر کے کنارے
امان کے سوا کوئی نہیں سر پہ ہمارے	زینبؑ نے صدا دی کوئی اسیر مجھے والے

مظلوم کا بیکس کا مسافر کا پسر ہے	لوگو یہ حبیب ابن مظاہر کا پسر ہے
مقتل میں وہاں ابن مظاہر کا ہے لاشا	یاں پوچھتا پھرتا ہے خبر باپ کی بیٹا
کیوں لوگو مقید نہ کریں اسکو جو اعدا	بن باپ کے بیٹے کو ہیں دھون باپ کا پرسا
حیدر کی ضمانت اسے ڈر مجھ کو بڑا ہے	یہ روتا ہے شبیر کو اور شمر کھڑا ہے

ناگاہ ایک سر گردن رہوار میں بندھا ہوا اُس معصوم کو نظر پڑا بوجہ کثرت جراحت اور صدمہ ہونے کے کہ کئی مرتبہ گردن اسپ سے گر پڑا تھا صورت مبدل ہو گئی تھی شناخت میں اس معصوم کو تردد ہوا الا بغور جب دیکھا تو خیال کیا کہ چشمہائے سر اطہر سے اشک جاری ہیں تب اس معصوم نے رو کر کہا اے سر تیرا رونا مجھکو بیتاب کرتا ہے برائے خدا سچ بتا

نظم

بیجا ترا رونا نہ تڑپ ہنا مرے جی کا	تو سر مرے بابا کا ہے یا اور کسی کا
اے سر تجھے کیوں گردن رہوار میں باندھا	کیا نیزے کے قابل بھی نہ سمجھے تجھے اعدا
شبیر کا سر ہو تو بجا لاؤں میں مجرا	زینب نے ندا دی کہیں مُردا بھی ہے بولا
وہ نیزے پہ اسوار سکینہ کا پدر ہے	بن باپ کے بچے یہ ترے باپ کا سر ہے
نیزے کی سواری جو نہ پائی تو نہ پائی	ممتاز تہ عرش ہیں حضرت کے فدائی
چلتی ترے گھر پُرسے کو میں غم کی ستائی	پر جاتی ہوں بندی میں پیمبر کی دُہائی
جیتی ہوئی گر شام سے یاں آؤنگی پیارے	رنڈسالہ تری ماں کو میں پہناؤنگی پیارے
یہ سنتے ہی آنکھوں سے نہ کچھ پھر نظر آیا	اک سنگ اُٹھا کر سر ظالم پہ لگایا
اور باپ کا سر کھول کے کُرتے میں چھپایا	عابد کو سکینہ نے تڑپ کر یہ سنایا
مجھکو بھی یہ ہیں قبلہ و کعبہ سے ملا دو	اچھے مرے بھیا مجھے سر باپ کا لادو
ہم کوئی نہیں غیر سر شتے کے ہیں مختار	سر بار چڑھاتے ہیں اسے نیزے پہ خونخوار
ہم دیکھ بھی سکتے نہیں ایسے ہیں گنہگار	کیا شاد ہے سر باپ کا لیکر یہ خوش اطوار
یا تو مجھے ظالم سر شاہ شہدا دے	یا میرا بھی سر کاٹ کے نیزے پہ چڑھا دے

ناگاہ سر اُس بچے سے لینے لگے بدذات
مچھلی کی طرح لوٹتا پھرتا تھا وہ ہیہات
زلفوں کو کوئی کھینچتا تھا اور کوئی بات
اور پھر کمک دیکھتا تھا جانب سادات
کاہے کو یہ ایذائیں غریبوں نے سہی تھیں
اونٹوں پہ بندھے ہاتھوں سے سر پیٹ رہی تھیں

اسطرف اہل حرم ناچار سر پیٹ رہے تھے اور اسطرف اشقیاے ناہنجار نے سر حبیب ابن مظاہر کا اس معصوم سے لیلیا اور روانہ مکان عبید اللہ ابن زیاد ہوئے اور وہ معصوم روتا پیٹتا رہگیا

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ط

صدقہ حبیب اپنے کا یا شاہ کربلا
اب ہند سے وزیر کو روضے پہ تو بلا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجلس در ذکر شہادت حضرت وہب یکے از انصار جناب امام حسینؑ

کیا وہب کو رتبہ ملا یا ردلھتین واللہ
مورد ہوئی شہنشاہوں سے بہتر بنا نوشاہ

آگاہ ہوں مومنین قدر و منزلت جناب امام حسینؑ سے اور فدا کریں جانیں اپنی اُس مظلوم پر تو بجا ہے کہ جس سے عزیز نہ کیا فرزند اپنے کو رسول خدا نے چنانچہ ابن عباس سے منقول ہے کہ ایک روز جناب رسولخدا مجمع احباب میں رونق افروز تھے اور جناب امام حسینؑ زانوے راست پر اور ابراہیم فرزند آپ کے زانوے چپ پر بیٹھے تھے اور جناب خاتم نبوت بو فور محبت کبھی اپنے نواسے حسینؑ کو اور کبھی اپنے فرزند دلبند ابراہیم کو پیار کرتے تھے اسی عرصہ میں پیک رب جلیل یعنی حضرت جبرئیل نازل ہوئے آسمان سے اور عرض کی اے فخر خلیل و اسمٰعیل رب جلیل نے بعد از تحفہ دسلام یہ کلام ارشاد فرمایا کہ ہماری قدرت کاملہ کو تمھارے پاس دونوں فرزندوں کا رکھنا منظور نہیں ہے لہذا ان ہر دو صاحبزادوں میں سے جو زیادہ پیارا ہو اُسپر دوسرے کو فدا کر کے ہماری قدرت کے سایۂ عاطفت میں بھیجو باستماع اس حکم قضا شیم کے آنحضرت

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم طرف اپنے فرزند ابراہیم کے بکمال حسرت دیکھکر آبدیدہ ہوئے اور بعد ازان سمت پارۂ جگر حسینؑ کے نگاہ کر کے اشک روان فرمائے اور بہ جواب پیام رب کریم جبرئیلؑ سے ارشاد کیا کہ اے اخی عرض کرنا میری طرف سے درگاہ مین میرے پروردگار کی کہ یہ عبد بہ تعمیل ارشاد بہ دل وجان موجود ہے اور ابراہیم اپنے فرزند کو حسینؑ پر تصدق کر کے نذر کرتا ہون لیکن مفارقت حسینؑ مجھکو منظور نہین ہے فرماتے ہیں ابن عباس کہ بعد اس واقعہ کے تین روز گذرے تھے کہ حضرت ابراہیم نے انتقال کیا پس اُس روز سے جناب رسولخدا جب حضرت امام حسینؑ کو آتے ہوئے دیکھتے تھے تو دونون ہاتھ پھیلا کر چھاتی سے لگا لیتے تھے اور ارشاد فرماتے تھے کہ فدا ہو جان میری اُس پسر پر جس پر فدا کیا مین نے فرزند اپنے ابراہیم کو حضرات اور کسی نے بھی یہ رتبہ پایا ہے کہ جس پر پیمبرون نے اپنی اولاد کو قربان کیا ہو اب بعض صاحب اس امر کا خیال فرمائینگے کہ وہ نانا اور یہ نواسے تھے اور جناب فاطمہ زہرا رسولخدا کو بہت پیاری تھیں بوجہ خاطر شکنی اُس معصومہ کے جناب رسول مقبول نے داغ فرزند اپنے اوپر گوارا کیا چنانچہ یہ امر نہین ہے بلکہ مومنین آگاہ ہون کہ یہ امر صرف آپ گون کی مغفرت کے واسطے اس حبیب رب العالمین نے گوارا کیا کیونکہ اگر امام حسینؑ کو آپ براہیمؑ پر قربان کرتے تو کربلا میں مع یار و انصار کون شہید ہوتا اور بخشش گنہگاران کی سبیل کیونکر نکلتی علاوہ شیعیان حسینؑ ابن علیؑ نے بھی اکثر اپنی اولاد اس مظلوم کے اوپر نثار کرنے مین دریغ نہیں کیا چنانچہ روایت مین لکھا ہے

نظم

عاشورہ کو اعدا ہوئے جب رن میں صف آرا	گھوڑون سے وہ میدان ستم بھر گیا سارا
تلوارون سے روکا گیا دریا کا کنارا	تھاڑون پہ بھی ممکن تھا نظر کا نہ گزارا
اک حشر تھا کثرت تھی یہ افواج لعین کی	صورت نظر آتی نہ تھی میداں کی زمین کی
ناگاہ ادھر جنگ کے باجون کا ہوا غُل	آیا سر میدان پسر صاحب دُلدُل
عباسؑ نے کھولا علم دین بہ تجمل	نعرون سے دلیرون کے ہوا رن کو تزلزل

تھا تیغ بکف نیّر اقبال محمدؐ — گلگون تھا شجاعت سے رخ آل محمدؐ
اس شان سے آئے جو قریب صف اعدا — فرمانے لگے تب یہ شہ یثرب و بطحا
کہتا ہے مجھے کچھ عمر سعد ہے کس جا — یہ سنتے ہی وہ بانی شر فوج سے نکلا
ہر چند کہ دشمن تھا شہ عرش نشین کا — بیساختہ سر جھک گیا مجرے کو لعین کا

اسوقت سرور عالم نے اُس اظلم سے فرمایا کہ اے نحس بن سعد لالچ متاع و مال مین عقبیٰ کا وبال اپنے سر پر نہ لے مین مہمان ہوں کسی ملت و مشرب میں مہمان پر میزبان ظلم وستم نہین کرتے یہ مال و متاع کچھ کام نہ آویگا بیت

تشویش نہ کر لشکر اظلم سے جُدا ہو — منظور ہے جنت تو جہنم سے جُدا ہو
ہادی ہین ہون رحم آتا ہے تجھپر مجھے ہر بار — للہ نہ ہو خون میں سید کے گرفتار
نفرین کرینگے تجھے گر احمد مختار — واللہ ٹھکانا نہ لگے گا کہین زنہار
ہر دم غضب خالق اعظم مین رہے گا — پھر تا بہ ابد قعر جہنم مین رہے گا
حضرت کا سخن سُن کے یہ بولا وہ ستمگر — وان گھر مرا لٹ جائیگا یا سبط پیمبر
شہ نے کہا ہم دینگے مدینہ مین تجھے گھر — وہ گھر کہ جو ہوئے ترے گھر سے کہین بہتر
مرجائیگا جب چھوڑ کے اُس گھر کو جہان مین — ہم قصر دلاوینگے تجھے باغ جنان مین
بولا یہ جگر بند پیمبر سے وہ سفاک — لے لینگے زراعت مری اور سب مری املاک
فرمایا کہ ہیں ابر کرم ہیں تہ افلاک — جاگیر وہ دین گے کہ بہت ہوگا فرخناک
زر دین گے تجھے دین کی دولت تجھے دینگے — سرسبز رہے گا وہ زراعت تجھے دینگے
ہر چند یہ سخن حجت حق کے تھے اثر دار — لیکن کسی صورت سے نہ پگھلا دل غدار
منھ پھیر کے ایمان سے ہٹا جب وہ ستمگار — شہ نے کہا اب دین نہ بخشے تجھے غفار
یہ سنگدلی حشر میں جب یاد کرون گا — ظالم مین خدا سے تری فریاد کرونگا

یہ ارشاد فرما کر آقا بے نامدار خیمۂ اطہر کی طرف واپس آئے اور دونوں طرف سے محاربہ

جدال وقتال شروع ہو کر بیت

برسایہ لہو تیغ سے ہر تشنہ دہن کی
اکدم مین زمین رشک چمن بنگئی رَن کی
چمکے ہوئے تھے بخت رسا کے جو ستارے
اصحاب کے پہلو ہوے میدان مین آمارے
حملون سے تلاطم ہوا دریا کے کنارے
پامال صفین کر کے گرے پیاس کے مارے
سینون سے پس پشت سنانین نکل آئین
مرتے ہوے ہونٹوں سے زبانین نکل آئین

الغرض اگر تمام انصار کا ذکر کرتا ہون تو طول ہوتا ہے اور جو غرض تمہید مین عرض کی گئی ہے رہجاویگی کیونکہ سابق مین گزارش ہوا ہے کہ بعض صاحب قربانی حضرت ابراہیم کو بوجہ ملال جناب فاطمہ تصوّر کرینگے اے حضرات جواد پر بیان ہوا ہے کہ شیعیان حسینؑ کبھی اپنی اولاد کو اس مظلوم پر قربان کرنے میں دریغ نہین کرتے چنانچہ ان میں سے ایک مومنہ کا ذکر کرتا ہوں اگرچہ ظاہر ہے کہ بمقابل مردون کے عورتوں کا دل نہایت نرم ہوتا ہے اور خاصکر بمقابلہ فرزند کے کسی شے کو عزیز نہین رکھتین لیکن قربان ہو جان شیعون کی مادر بزرگوار حضرت وہب پر حالانکہ ابھی کل دو ہفتہ شادی فرزند کو گزرے تھے کہ مع زوجۂ فرزند ارجمند اپنے گھر کو جاتی تھین جب اثنائے راہ مین حال ظلم وستم اشقیا او پر فرزند مصطفےٰ کے سُنا تو کربلا مین آئین نظم

یہ سُن کے دیکھا تو نہایت ہوئی مضطر
مان وہب کی تھی شیفتۂ آلِ پیمبر
رو کر کہا بیٹے سے کہ اے وہب دلاور
نرغہ میں گھرا ہے مرا آقا مرا سرور
بربادی ہے اب احمد مختار کے گھر کی
سب فوج کٹی جاتی ہے زہرا کے پسر کی
آگاہ ہو اے جان تن مادر غمخوار
عاشق ہو نہین فرقت تری دم بھر کی ہے دشوار
تجھ سے ہے علاقہ و تجھی سے ہے سروکار
پر آج ترا دھیان مجھے کچھ نہین زنہار
غربت میں کلیجہ سے جُدا کرتی ہون تجھکو
ہیں لعل یہ زہرا کے فدا کرتی ہوں تجھکو
اے نور نظر دیکھ تو حال شہ ذی جاہ
کس دکھ میں گرفتار ہے فرزند ید اللہ
ہوتا ہے بس اب خاتمۂ فوج شہنشاہ
ہان باندھ کمر گلشن فردوس کی لے راہ

لڑ فوج ستم سے شہِ دلگیر کے بدلے	ہاں برچھیان کھا حضرتِ شبیرؑ کے بدلے

گو اُس طرف فوج کثیر ہے اُسکا خیال نہ کرنا تیرا حامی حضرت شبیرؑ ہے اگر دشمنان حسینؑ بن علی کو مار کر لاشون کے انبار لگا دے تو اپنا دودھ بخشدون یہ مرنا حیات ابدی ہے جو آج مریگا وہی شہید راہ صمدی ہوگا اگر تو بھی شہید ہوا تو جناب رسول خداؐ پیغمبر ہدا سے جنت پائیگا علی سے ساغر کوثر ہاتھ آئے گا شبیرؑ چھاتی سے لگائین گے جناب شبیرؑ تجھکو بھائی فرمائینگے پس یہ سنکر **نظم**

مادر سے کہا وہبؓ نے سن کر کے یہ تقریر	سو جان سے نثارِ قدم حضرت شبیرؑ
سمجھون قلم عفو جو سینے پہ لگین تیر	ہے خط شفاعت مرے حق مین خط شمشیر
آئی یہ صدا جو ترا رُتبہ ہو وہ کم ہے	اے وہب شہیدون مین ترا نام رقم ہے
مادر نے جو پایا اُسے مرجانے پہ تیار	خوش ہو کے پھری گرد محبت سے کئی بار
غازی نے سجے جسم پہ جب جنگ کے ہتھیار	رو رو کے یہ کی عرض کہ اے مادر غمخوار
اب یہ نہین اُمید کہ جیتے پھرین رن سے	گر آپ کی مرضی ہو تو مل آئین دُلھن سے

کیونکہ وہ مضطر و حیران ماں باپ کو چھوڑ کر میرے ساتھ آئی ہے نہ اسکی بہن یہان ہے نہ بھائی ہے بجز اسکے اب کسی کا مجھے دھیان نہین ہے **بیت**

اوقات بسر ہوگی سدا سینہ زنی مین	کیا گزرے گی بیوہ پہ غریب الوطنی مین
مان بولی مری جان یہ سب سچ ہے بجا ہے	کیا تیری محبت اُسے ہمسے بھی سوا ہے
نبھ جائیگی ہر طرح تردد تجھے کیا ہے	جنگل ہو کہ بستی ہو مددگار خدا ہے
تو جنگ مین جا کر ہو شریک ابن علیؑ کے	دکھ درد مین ہم ساتھ ہین ناموس نبیؐ کے
ہمپر بھی وہ گزریگی جو کچھ گزرے گی ان پر	لٹ جائینگے ہم بھی جو لٹا فاطمہؑ کا گھر
ہم بھی ہوے محبوس حرم قید ہوے گر	زینبؑ کا کھلا سر تو ہمارا بھی کھلا سر
اس دکھ مین جدا ہون یہ گوارا نہین بیٹا	ہم آل محمدؐ سے زیادہ نہین بیٹا

اے وہب مین جانے کو منع نہین کرتی مگر اس امر کو یاد رکھ کہ عورتین ناقص العقل ہوتی ہین

خصوصًا تیری زوجہ ابھی ناتجربہ کار ہے شاید روکے تو ہرگز اُسکا کہنا نہ ماننا دامن پکڑے تو چھڑا لینا ایسا نہو کہ بنا ہوا کام بگڑ جائے سبحان اللہ کیا حوصلہ تھا اس غلام حضرت قاسمؑ کا **نظم**

یہ سن کے کہا وہبؑ نے ماں سے بہ تبسم — اے والدہ نافہم مجھے سمجھی ہو کیا تم
ناحق ہے یہ تشویش یہ دھڑکا یہ توہم — وہ آنکھ چراتے نہیں اشجع ہیں جو مردم
تیغیں بھی جو برسیں گی تو پھر ہم نہ رکینگے — اگر آپ بھی روکیں گی تو پھر ہم نہ رکیں گے

کیون حضرات یاد ہوگا مومنین کو حضرت قاسمؑ کا رخصت ہونا حضرت کبریٰ سے یہ بھی غلام حضرت قاسم اور کنیز حضرت کبریٰ ہیں پس مادر بزرگوار اپنے سے **نظم**

یہ کہکے گیا وان سے دُلھن پاس وہ ذیشان — رو کر کہا اے مرہم داغ دل سوزان
آج احمدؐ مختار کا گھر ہوتا ہے ویران — ہے لخت دل فاطمہؑ کے قتل کا سامان
کہرام ہے خیمہ مین امام دوسرا کے — مقتل سے چلے آتے ہین لاشے شہدا کے
ہے عزم کہ آقا سے رضا جنگ کی لیکر — مین بھی قدم پاک پہ قربان کرون سر
بخشش کی سبیل اس سے نہو گی کوئی بہتر — پھر اپنا مجھے بخش دو اور خلد مین لو گھر
ایمان کا سودا ہے یہ تکرار نہ کیجو — کُبرا کی جو عاشق ہو تو انکار نہ کیجو
کی وہب نے رو رو کے دُلھن سے جو یہ گفتار — بولی کہ زہے بخت خوشا طالع بیدار
قربان مین اور تو بھی نثار شہ ابرار — صدقے مرے مان باپ تصدق مرا گھر بار
اب یان نہ ٹھہر جلد شریک شہدا ہو — لے پھر یہ بخشا تجھے جا شہ پہ فدا ہو
لیکن عوض اسکا ہے یہ اے مرد خوش اطوار — لونڈی کو قیامت مین نہ تو بھولیو زنہار
فرمائین شفاعت تری جب احمدؐ مختار — لے میرے قدم خلد میں رکھیو نہ خبردار
شبیرؑ سے کہکر تجھے بخشا ہی تو صاحب — حورون مین کہین محو نہ ہو جائیو صاحب
مجبور ہون جائز نہیں عورت کا جہاد آہ — ورنہ مین گلا اپنا کٹاتی عوض شاہ
ذات احدی میرے عقیدے سے ہے آگاہ — گو جنت مین نہ ملیگا تو کچھ غم نہیں واللہ

ہے فخر کنیزی کا ولی ابن ولی کی	لیچل مجھے خدمت مین حسین ابن علی کی

کیون حضرات کیا حوصلہ تھا اس کنیز باتمیز کا کہ مطلق اپنے رنڈاپے کا خیال روبرو فرزند خوشخصال نبی ذوالجلال کی تکلیف کے نہ کیا ایسے دوست صادق اور محب واثق اس سید ابرار کے ہین الغرض جب حضرت وہب کی زوجہ نے بخوشی رخصت دی تو نظم

خوش ہو کے چلا وہبؓ حضور شہ ذیجاہ	ڈالے ہوئے گھونگھٹ کو دلھن بھی ہوئی ہمراہ
تھے جلوہ نما پردۂ عصمت کے قرین شاہ	خم ہو گئے خورشید کی تسلیم کو دو ماہ
مجرے کو جھکی وہبؓ کی مادر بھی ادب سے	منھ ملنے لگی پائے شہنشاہ عرب سے
پھر دست پسر تھام کے وہ مومنہ اکبلہ	پھرنے لگی گرد پسر حیدرؑ کرار
آقا نے کیا منع تو بولی وہ دل افگار	یہ آپ کا خادم بھی ہے رخصت کا طلبگار
ناجی ہے جو اس راہ مین مقتول ہو مولا	نادار ہون ہدیہ مرا مقبول ہو مولا
میں ذرۂ ناچیز ہون گو نام قمر ہے	صدقے گئی مجھکو ہوس داغ جگر ہے
کچھ اور تو رکھتی نہیں حاضر یہ پسر ہے	فرقت مجھے فرزند کی منظور نظر ہے
اولاد کا اسوقت ہیں کیا دھیان کرو نمین	ستو ایسے جو بیٹے ہون تو قربان کرو نمین
شہ نے کہا دے تجھکو جزا خالق اکبر	یہ داغ بڑھاپے مین غضب ہوتا ہے مادر
نوشاہ ہے خوشرو ہے جوان ہے ترا دلبر	رحم آتا ہے مرنے کی رضا دون اسے کیونکر
پیرا ابھی ہے غم تیری بہو کا بھی الم ہے	یہ تازہ دلھن رانڈ جو ہو وے تو ستم ہے
کی عرض دلھن نے شہ والا سے کہ یا شاہ	ہین اپنے رنڈاپے پہ رضا مند ہون واللہ
لیکن مری اک شرط ہے اے فاطمہؑ کے ماہ	اقرار یہ کرلین تو سدھارین سوئے جنگاہ
الطاف امام دو جہان کم نہین مجھکو	جب آپ سا شاہد ہو تو کچھ غم نہین مجھکو
بولا وہ کہ اقرار مین کب ہے مجھے انکار	شاہد رہین اس امر کے آپ اے شہ ابرار
جب خلد ہیں گھر دینگے مجھے احمد مختار	لے اسکے جو اس قصر مین جاؤن تو گنہگار

شہ نے کہا معنی ہین یہی مہر و وفا کے	تم دونون کو لیجا ئینگے ہم خلد سے آکے
بولا قدم شاہ پہ جھک کر وہ دلاور	یہ لونڈیان ہین آپ کی یا سبط پیمبر
خدمت سے کنیزی کی نہ ہونگی کبھی باہر	لیجا کے بٹھا دیجیے انھین خیمہ کے اندر
زوجہ ہے مری فاطمہؑ کبریٰ کے حوالے	مادر ہے مری دختر زہراؑ کے حوالے
کہکر یہ سخن آخری مجرا کیا اکبار	گردان کے دامن کو ہوا گھوڑے پہ اسوار
رونے لگے گردن کو جھکا کر شہ ابرار	مان نے کہا اللہ نگہبان مرے دلدار
بگڑونگی اگر منہ صف دشمن سے پھریگا	ہین دودھ نہ بخشونگی اگر رن سے پھریگا

یہ سن کے وہ جرار بصد شوکت و وقار بمقابل لشکر کفار آیا اول رجز پڑھکر سب کو اس طرح پر سنایا کہ اے ملعونون فرزند پیمبر کو مت ستاؤ خدا کا خوف کھاؤ اُس وقت شمر ملعون نے کہا کہ اے وہبؓ اپنی زوجہ پر رحم کر اپنی جوانی کو برباد نہ کر بجواب اس ملعون کے حضرت وہبؓ نے فرمایا کہ او ملعون **بیت**

بچپن سے غلام پسر شاہ نجف ہون	حق ہے مرے ہمراہ کہ مین حق کی طرف ہون

پس اسوقت مجھکو بمقابل نوجوانی حضرت قاسم و علیؑ اکبر اپنی نوجوانی کا اور بمقابل رنڈاپے شہزادی کونین حضرت کبریٰ رانڈ ہونے اپنی زوجہ کا کیا غم ہے جب دیکھا اُس لعین نے کہ وہبؓ کو ایک رتی خیال اپنی زوجہ اور ماں قمر کا نہین ہے تب **نظم**

بڑھکر صف دشمن سے کہا شمر نے اکبار	اے وہبؓ یہ مانا کہ ہے توصفدر جرار
سر بر ہو پر اس فوج سے یہ امر ہے دشوار	ہو جائیگا تلواروں سے ٹکڑے دم پیکار
رحم آتا ہے تجھ پر کہ بہادر ہے حسین ہے	افسوس شہ دیں کو تری قدر نہین ہے
سرداروں کو ملتے ہیں کہان ایسے دلاور	زیبا ہے ترے واسطے سرداری لشکر
جان اپنی نہ دے چھوڑ طرفداری سرور	دانا ہے یہان آکے ملین خلعت پر زر
دو روز سے ممکن نہین پانی نہ غذا ہے	بیکس کی رفاقت میں سوا رنج کے کیا ہے

حال حُرِ غازی سے تو سب لوگ ہیں آگاہ | کیا نام تھا اُس فوج میں اور کیا حشم و جاہ
حاکم سے بغی ہو کے گیا جب طرف شاہ | پانی بھی اسے وان نہ میتسر ہوا واللہ
سمجھا تھا کہ شبیر کی سرکار بڑی ہے | لے دیکھ وہ بے گور و کفن لاش پڑی ہے

کیون اپنی جوانی کو عبث کرتا ہے برباد | واللہ بڑھاپے میں یہ مادر پہ ہے بیداد
سنتا ہون کہ ہے ساتھ دُلھن بیکس و ناشاد | بندھ جائینگے ہاتھ اُسکے رسن مین یہ رہے یاد
کچھ فکر کر ایسی کہ وہ بے آس نہ ہوئے | نامرد ہے عزت کا جسے پاس نہ ہوئے

وہ نہر یہ خیمہ ہے اُدھر شوق سے آکے | پردے میں بٹھا ماں کو دُلھن کو بھی بٹھا کے
جھونکے چلے آتے ہین ترائی سے ہوا کے | برباد نہ ہو ساتھ امام دوسرا کے
بدخواہ نہیں حاکم شام اور کسی کا | قاتل وہ اگر ہے تو حسینؑ ابن علیؑ کا

پس جسوقت یہ کلام اس بدانجام کے وہب نیکنام نے سُنے غصہ سے بدن کانپ گیا صمصام لیکر آگے بڑھا اور فرمایا

بیت

نا قدر بتاتا ہے امام دو جہان کو | کیوں بانی شر چھید دون نیزے سے زبان کو
تعریف مری مکر سے کرتا ہے تو ہر بار | ادنیٰ سا ہون اک مین بھی غلام شہ ابرار
لازم ہے ثنائے پسر حیدرؑ کرار | چھوڑوں شہ دیں کو تو ملے خلعت زرتار

نا فہم نہیں جو ترے کہنے پہ چلوں مین | خلعت تو ہے کیا تخت طلائی بھی نہ لون مین
کی تونے تو ثابت حُرِ غازی کی برائی | تبلا تو کسی نے بھی ہے توقیر یہ پائی
واللہ اسے کہتے ہیں قسمت کی رسائی | روح اسد اللہ جسے لینے کو آئی

کیا غم ہے جو پایا نہ کفن اہل وفا نے | حلّے دیے فردوس میں آج اُسکو خدا نے
منصب حُرِ غازی کا مین لون کیون ستم آرا | نامرد یہ ذلت تجھے کب ہو گی گوارا
جس عہدہ پہ تھا تیرے کیا اُسنے کنارا | لعنت تو کمر پہ حُرؑ ہو وہاں دخل ہمارا
ناری تو ادھر خلد کے گلزار میں پہونچے | گھر جبکہ ہو فردوس مین وہ نار مین پہونچے

باطل کا طرفدار تو یون حق کی طرف آئے — کعبہ مین جو رہتا ہو وہ ویرانہ مین جائے
دوری ہو جسے وہ تو حضوری کا شرف پائے — جو بندۂ درگاہ ہو مردود وہ کہلائے
باغی تو ہوا خواہ امام مدنی ہو — آئے وہ شیاطین مین کہ جو پنجتنی ہو
جو خار ہو وہ گل ہو جو گل ہو وہ بنے خار — بیمار شفا پائے مسیحا رہے بیمار
عاصی کی خطا عفو ہو ناجی ہو گنہگار — ناری ہو رہا نار سے نوری ہو گرفتار
دشمن سے وفا اہل مروت سے دغا ہو — ذرہ ہو قمر مہر جہانتاب سہا ہو

یہ فرما کر ارشاد کیا کہ او شقی مین تیرے مکر کی باتون مین نہین آنے کا ہنوز یہ گفتگو رد و بدل ہو رہی تھی کہ مادر وہبؑ نے باواز بلند بیتاب ہو کر فرمایا **بیت**

کونین مین اس شمر کا اللہ برا ہو — لالچ اُسے دیتا ہے کہ حضرت سے جدا ہو
جھنجھلا کے یہ بیٹے کو پکاری بدل زار — باتون کا یہ ہنگام ہے کیون اے مرے دلدار
غیرت سے موئی جاتی ہون بیکس و ناچار — پہلے اسی مکار سے لڑ کھینچ کے تلوار
تاخیر نہ کر کاٹ لے سر تن سے شقی کا — قاتل ہے یہی سبط رسولؐ عربی کا
جب وہب دلاور نے سنی مان کی یہ تقریر — جھپٹا طرف شمر لعین کھینچ کے شمشیر
رخ پھیر کے میدان سے بھاگا صفت تیر — لشکر مین دھنسا تیغ بکف عاشق شبیرؑ
بارش ہوئی بجلی کے چمکتے ہی سرون کی — بدلی جو ہوا اُڑ گئی بدلی سپرون کی

الغرض اسی طرح حضرت وہب نے تلوار علم کر کے بہت سے کفار کو تیغ بے دریغ سے فی النار کیا اور تمام اشقیا تاب مقاومت اس جرار کی نہ لا کر **نظم**

میدان سے لگے بھاگنے ڈر ڈر کے جو ناری — خیمہ کی طرف وہبؑ سے دیکھا گئی باری
مان چند قدم بڑھ کے یہ اسوقت پکاری — دم انکو نہ لینے دے مرے جان مین واری
نصرت کی دعا اہل حرم کرتے ہین بیٹا — تعریف تری شاہ امم کرتے ہین بیٹا
حملے جو کئے فوج پہ صفدر نے برابر — نیزہ کہین کھایا کہین برچھی کہین تیغ

زخمون سے ہوا چور سراپا وہ دلاور
شانے پہ لگایا کسی بیرحم نے خنجر
ہالے مین لعینون کے وہ رشک قمر آیا
لشکر نے یہ گھیرا کہ اندھیر النظر آیا
سنتا تھا ابھی وہبؓ جری مان کی یہ تقریر
جو دوسرے بازو پہ چلی ظلم کی شمشیر
چلا کے پکارا کہ نثار سر شبیرؑ
دیکھا جو ادھر پھر کے تو ماتھے پہ لگا تیر
بیدست سزا دے نہ سکا دشمن دین کو
جھنجھلا کے ٹیکنے لگا ہرنے پہ جبین کو

جس وقت مادر وہبؓ نے یہ احوال پرملال اپنے نونہال کا دیکھا تو ایک چوب خیمہ اٹھا کر طرف فوج اشقیا کے دوڑی اُس وقت حضرت وہبؓ نے آواز دی کہ اے مادر مہربان برائے خدا یہان نہ آنا تب اُس نیک بخت نے کہا بیت

حق الفت زہرا کا ادا کرنے دے بیٹا
شبیرؑ پہ سر مجھکو فدا کرنے دے بیٹا

جس وقت جناب امام مظلوم نے یہ حال اُس مومنہ کا دیکھا ہاتھ اٹھا کر اُس کے حق مین دعاے مغفرت فرمائی اور نظم

پھر رو کے پکارے یہ شہ یثرب و بطحا
اے شیفتۂ ابن علی عاشق زہراؑ
عورت کو نہیں حکم وغا کرتی ہے پھر کیا
تجھکو شہ مردان کی قسم رن سے چلی آ
جنت مین ثمر اس تری الفت کا ملے گا
واللہ تجھے اجر شہادت کا ملے گا
فرمانے سے حضرت کے پھری وہ جگر افگار
وان دل پہ سنان کھا کے گرا شاہ کا غمخوار
فضہ نے یہ زینبؑ سے کہا دوڑ کے اک بار
اے بنت علی قتل ہوا وہب وفادار
وان طبل ظفر بجتا ہے غم کھاتے ہین شبیرؑ
لاشے کے اٹھانے کے لئے جاتے ہیں شبیرؑ
سنکر یہ خبر بیبیان رونے لگین ساری
اور نکلی دلھن وہبؓ کی کرتی ہوئی زاری
رو کا جو حرم نے تو وہ بیکس یہ پکاری
اے بیبیو جانے دو مین لونڈی ہون تمھاری
رو کو نہ کہ دم گھٹتا ہے گھبراتی ہون لوگو
دولھا سے مین رخصت کیلئے جاتی ہوں لوگو
یہ کہکے جو مقتل میں گئی کھولے ہوئے سر
دیکھا کہ تڑپتا ہے زمیں پر وہ دلاور

خون روتے ہین زخم تبر و نیزہ و خنجر
ٹکڑے ہے جبین چاک ہے سب سینۂ انور
اوصاف زبان پر ہین امام ازلی کے
لب پر یہ صدا ہے کہ نثار ابن علی کے

دولھا کو دلھن نے جو سسکتا ہوا پایا
منھ پیٹ لیا خون دل آنکھون سے بہایا
نوشاہ کا سر زانو پہ رکھکر یہ سنایا
ہے ہے مری غربت پہ تمھین رحم نہ آیا
رخصت کو یہ آوارہ وطن آئی ہے صاحب
آنکھون کو تو کھولو کہ دلھن آئی ہے صاحب

لکھا ہے کہ روتی تھی ابھی وہ جگر افگار
جو شمر نے خادم کو اشارہ کیا اکبار
افسوس ستمگر نے کیا گرز کا اک وار
سر پھٹ گیا تیورا گئی وہ بیکس و ناچار
خون اسکے کھلے بالوں سے ٹپکا جو بدن پر
چلائی کہ قربان مین قاسم کی دلھن پر

منھ کرکے بقیعہ کی طرف اسنے پکارا
یا فاطمہؑ جلد آکے خبر لیجئے خدارا
لونڈی نے بھی سر آپ کے فرزند پہ وارا
مقتل سے یہ زہرا کی صدا آئی قضارا
شبیر مصیبت مین ہے گھبرائی ہون بیٹی
جنت سے ترے لینے کو میں آئی ہون بیٹی

دی یہ جو صدا دختر محبوب خدا نے
مظلوم دلھن مرگئی دولھا کے سرھانے
کی آہ ادھر سبط رسول دوسرا نے
یان وہبؓ کو بھی ذبح کیا اہل جفا نے
آتے ہوئے دیکھا جو شہ جن و بشر کو
حضرت کیطرف پھینکدیا کاٹ کے سر کو

مادر نے پسر کے سر پر خون کو جو پایا
دوڑی گئی اور خاک سے ہاتھون پہ اٹھایا
خون پونچھ کے بوسے لئے آنکھون سے لگایا
پر یہ نہ کہا منھ سے کہ ہے ہے مرا جایا
نے روئی نہ رومال رکھا دیدۂ نم پر
لیجا کے وہ سر ڈالدیا شہ کے قدم پر

پایا جو سر وہبؓ نے قرب قدم شاہ
دی جنت نے آواز کہ المنۃ للہ
سر پیٹ کے رونے حرم سید ذیجاہ
حضرت نے کہا واہ مرے شیر جوان واہ
پوچھے مرے دل سے کوئی جو تو نے وفا کی
اے وہبؓ دلاور تجھے رحمت ہی خدا کی

رو پا جو یہ کہہ کے یداللہ کا پیارا
مادر نے وہ سر لیکے سر شاہ پہ وارا

سر پھینک کے اسکو سوئے فوج ستم آرا
اُن کا پیتے ہاتھوں کو اُٹھا کر یہ پکارا
فرزند نہ سمجھو اسے مجھ کو کہ جلی کا
صدقہ ہے یہ مظلوم حسینؑ ابن علیؑ کا

ہے آرزو وزیر کی اے سیدِ ذیجاہ
نوشاہ جہان ہووے وہین میں بھی ہون واللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس در ذکر اسمائے بہتّر رفقا و اٹھارہ بنی فاطمہؑ مع اسم و شہادت آن انصاران و عزیزان مظلومان کربلا

کل فوج مین مولا کے یہی ماہ لقا تھے
اٹھارہؑ عزیز اور بہتّر رفقا تھے

راویان وفا دار و جان نثاران سید ابرار اسطرح پر تحریر کرتے مین کہ جناب اقدس الٰہی فرماتا ہے کہ اے گروہ مومنین یاری اور نصرت کرو تم خدا اور دین برحق خدا کی جیساکہ حضرت عیسےٰ ابن مریم نے فرمایا ہے اپنے حواریون سے کہ کون ہے تم مین سے کہ یاری اور نصرت کرے دین خدا کی اور انھون نے جواب نہ دیا تب ایمان لایا ایک گروہ بنی اسرائیل سے اور ایک گروہ منحرف ہوا اور بقدرت خدا غالب ہوا گروہ دیندار اوپر فرقہ گمراہ کے پس لازم ہے ہر مومن کو کہ پابندی کرے راہ دین حق خدا جو کہ دکھائی ہے ہمکو ہمارے رسول برحق نے اور پرہیز کرے مکر اور تزویر شیطان سے کہ وہ مسلط ہو ہمارے نفسون پر چنانچہ خیال کرو کہ کیسی کیسی نصرت اور جان نثاری کی ہے مجاہدین نے ہمراہ جناب رسولخدا اور علی مرتضےٰ کے اور کیسی کیسی لڑائی جنگ احد و صفین و حنین مین لڑے کہ جنکے ذکر کتبہائے مبسوطہ مین تحریر ہین مگر یاور و انصار جیسے کہ جناب امام حسینؑ کے تھے ایسے اصحاب باوفا کسی نبی اور پیغمبر اور امام کو نہین ملے چنانچہ تحریر ہے کہ آپکے اصحاب سب عالم اور عابد اور زاہد و عارف تھے اور انہین سے بعض اصحاب جناب امیر المومنین

کے وقت سے تھے کہ دل انکے محبت سے جناب مشکلکشاؑ اور سید الشہداؑ کے بھرے ہوئے تھے نظم

کیا فوج حسینی مین جوانان حسین تھے — کیا زاہد و ابرار تھے کیا صاحب دین تھے
آگاہ دل و اہل وفا اہل یقین تھے — سب غنچہ دہن مہر لقا ماہ جبین تھے
ایک ایک کے مرقد یہ فدا ہوتی ہے زہراؑ — ایسے تھے جنھین آج تلک روتی ہے زہراؑ

دنیا کی نہ خواہش تھی نہ کچھ فکر زر و مال — تھی دولت فقر انکے لئے حشمت و اقبال
نہ یاد وطن تھی نہ انھین الفت اطفال — شبیرؑ کے عاشق تھے زہے بخت خوشحال
منظور یہ تھا جی سے گزر جائیے پہلے — اس بات پہ مرتے تھے کہ مر جائیے پہلے

مست مئے عرفان تھے وہ سب عاقل و ذیہوش — تھی غیر خدا سب کی انھین یاد فراموش
دنیا سے بری بار علائق سے سبکدوش — دل یاد الٰہی میں جو یوں دیکھو تو خاموش
ہردم سر تسلیم تھا درگاہ خدا مین — بڑھتے چلے جاتے تھے قدم راہ خدا مین

حتے کہ جناب امام حسینؑ مع اہلبیتؑ اطہار و یاور و انصار داخل کربلائے معلٰے ہوئے انشاء اللہ تعالی حال ناصران حسینؑ آگے عرض کرونگا اس مقام پر تھوڑا سا حال اس امر کا بیان کرنا ضرور ہے کہ بپاس خاطر اصحاب کبار جناب امام حسینؑ نے خیمہ برپا فرمایا اور واسطے حالت قبور ان ذی شعوروں کے تجویز خرید زمین مین مصروف ہوئے چنانچہ روایت ہے کہ بوقت داخلۂ کربلا امام کون و مکان نے بقدرت الٰہی اپنا مرقد پہچان لیا اور وہین پر ذوالجناح سے فرو کش ہوے اور یہ پیروی اپنے آقا و پیشوا انصار ہمراہی نے بھی نظم

باندھی لگام غازیون نے نیزے گاڑ کے — اور فرش زین پوش کیا گرد جھاڑ کے
جنگل بسایا چرخ نے بستی اجاڑ کے — بولے علیؑ کفن کا گریبان پھاڑ کے
جنگل مین اہلبیتؑ رسالت کا گھر ہوا — آخر مرے حسینؑ کا لو گو سفر ہوا

القصہ اتری ناقہ سے بنت شہ عرب — اور ہاتھوں ہاتھ لے گئے آل رسولؑ سب
اس قاعدہ کو بھول گیا چرخ ہے غضب — غرہ تلک یہ پردہ تھا زینبؑ کا اور ادب

دسوین کو بال کھولے ہوئے ننگے سر پھری	رن مین گھری رسن مین بندھی در بدر پھری
مسند پہ یان بٹھا کے بہن کو شہ ہدیٰ	کرسی بچھا کے بیٹھے قریب حرم سرا
تھے دست بستہ گرد جوانان باوفا	لے لے کے نذرین آئے زمیندار کربلا
استادہ فرط شوق سے شبیرؑ ہو گئے	نذرون پہ ہاتھ رکھ کے بغلگیر ہو گئے

المختصر سید کونین بادشاہ مشرقین نے زمینداران کربلا کو باعزاز و اکرام قریب اپنے بٹھایا اور گفتگوئے خرید زمین کرنے لگے بجواب ارشاد امام عالیمقام انھون نے عرض کی **بیت**

ابن ابوتراب سے پیاری زمین نہین	پر یہ زمین لائق سلطان دین نہین

اے پیشوائے دوجہان غریب خلنے حاضر ہین یہ مقام خوفناک ہے جو نبی یا پیغمبر یہان پر آئے ہر ایک نے دکھ اٹھائے چنانچہ **نظم**

پانوٴن پہ صدمہ سنگ کا آدم اٹھا گیا	پتھر یہ گر کے یان سے خلیل خدا گیا
کشتی پہ نوح کی یہان طوفان آگیا	پر سنتے ہین کہ آپ کا بابا بچا گیا
شہ بولے سرنوشت مین کب فرق ہوئیگا	اب یان جہاز آل نبی غرق ہوئیگا

القصہ بعد دینے قیمت کے شہید کربلاؑ نے ارشاد فرمایا کہ بیعنامہ تحریر کرو اسی عرصہ مین **نظم**

مرقوم ہو رہا تھا قبالہ کہ ناگہان	خیمہ سے اک زن عربیہ ہوئی عیان
سر تا قدم نقاب مین سارا بدن نہان	پر اس پہ بھی حیا سے لرزتے تھے استخوان
بیتاب ہو کے الفت اکبرؑ مین آئی تھی	راوی نے ہے لکھا کہ وہ زہراؑ کی جائی تھی
لیکر بلائین کان مین بھائی کے کچھ کہا	اور جلد یون گئی کہ نہ سایہ نظر پڑا
کرسی سے پاس تڑپ کے گرے شاہ کربلا	عباسؑ نے تڑپ کے کہا بھائی کیا ہوا
کیا تم سے کہہ گئی یہ نواسی رسولؐ کی	مولا بتاؤ تم کو قسم ہے بتولؑ کی
شہ بولے بھائی کی ہے یہ زینبؑ نے التجا	لکھیا قبالہ ہو مرے اکبرؑ کے نام کا
عباسؑ جاؤ کہدو کہ اے بنت مرتضیٰؑ	لیکر یہ سب زمین علی اکبرؑ کرینگے کیا

اٹھارہ سال کے یہ زمانے سے جائین گے	اک قبر کی زمین علیؑ اکبر بھی پائین گے

ورنہ مجھکو بہن کی دلشکنی کا خیال ہے اُسکا رنج میرے تئین وبال ہے لیکن میری طرف سے کہدینا کہ اکبر کے نام یہ قبالہ اس زمین کا محال ہے اے بہن **بیت**

قبضہ کرین غلام ترے اس مقام پر	گی وقف یہ زمین ترے شیعون کے نام پر

جسوقت کہ جناب عباسؑ نے پیغام امام انام حضرت زینبؑ سے فرمایا اسی وقت حضرت زینبؑ نے کہا کہ اے بھائی عباسؑ میری غرض یہ نہین ہے کہ بھائی جان شیعون کو زمین وقف نہ کرین صرف اس غرض سے یہ مدعا تھا **بیت**

دولھا بناؤنگی مین دُلھن بیاہ لاؤن گی	اکبرؑ کے نام کی یہان بستی بساؤن گی **نظم**
عباسؑ روئے حسرت زینبؑ یہ زار زار	وہ صابرہ بھی رونے لگی ہوکے بیقرار
اور لین بلائین بھائی کی گھبرا کے باربار	پوچھا میں صدقے جلد کہو کیا ہے روبکار
مین جانتی تھی خوشخبری لے کے آئے ہو	کیون ہاتھ دل پہ رکھے ہو گردن جھکائے ہو
شاید مرا سخن ہوا بھائی کو ناگوار	جیتے رہین حسینؑ کے جتنے ہین ورثہ دار
عابدؑ کے بھی مین صدقے ہون اصغرؑ کے بھی نثار	اکبرؑ کا پالنے سے زیادہ ہے جاہ و پیار
اکبرؑ کے نام پر یہ سند کس کو شاق ہے	فضل خدا سے بھائیون مین اتفاق ہے
عباسؑ بولے اسکا تو دان ذکر بھی نہین	ہر عرض ہے حضور کی مقبول شاہ دین
شہ نے ہبہ کی آپ کے شیعون کو یہ زمین	پھر کیجیو سفارش اکبرؑ نہ تم کہین
بھائی مرے کریم ہیں شرما کے رو دینگے	اکبرؑ اسی زمین کے پیوند ہوئین گے

الغرض جناب علیا زینبؑ نے اپنی رضامندی ظاہر فرمائی اور جناب امام حسینؑ نے قبالہ لیکر زمینداران کربلا کو رخصت فرمایا تاریخ سوم محرم سے تا ہفتم اسی زمین پر عبادت خدا اور اطاعت جناب سیّد الشہداؑ مین جملہ یار و انصار نے مشغول رہکر دعائے سلامتی اپنے آقا کی رب العالمین سے کی **نظم**

وہ حُسن حسن اور وہ اثر وار دعائین	وہ چاند سے رُخ اور وہ نورانی عبائین
وہ انکی عباؤن کے تلے تنگ قبائین	وہ دوش پہ شملے وہ عمامے وہ ردائین
سنے حور مین یہ حُسن نہ انسان نہ پری مین	گویا کہ ملک اترے لباس بشری مین
کلمہ کوئی پڑھتا تھا کوئی کہتا تھا تکبیر	قاری کوئی قرآن کا کوئی ماہرِ تفسیر
تھی پیش نظر گلشن فردوس کی تعمیر	تھا شوق کہ اب حورون سے ہوئینگے بغلگیر
نے پیاس کا صدمہ تھا نہ جانون کی پڑی تھی	ایک ایک کی کوثر کی طرف آنکھ لڑی تھی
مقبول خدائے دوجہان تھے وہ جوانمرد	مرجانے پہ سرگرم تھے اور زیست سے دل سرد
ایک ایک جری دفتر کونین میں تھا فرد	تابندہ تھے خورشید کی صورت رُخ پُر گرد
ایسے کسی تسبیح کو کب دانے ملے ہین	کس شمع کو اس طرح کے پروانے ملے ہین
ہمت سے توانا یہ ریاضت سے بدن زار	مرنے پہ کمر باندھے شہادت کے طلبگار
حسن الم و فاقہ کشی زردی رُخسار	سوکھے ہوئے ہونٹون سے عیان پیاس کے آثار
تسبیح خدائے دوجہان ورد زبان تھی	بیداری شب نرگسی آنکھون سے عیان تھی

جبکہ تاریخ ساتوین کو لشکر یزید پلید جوق جوق آکر جمع ہوا اور کوئی بات صلح کی طے نہوئی اُسوقت سے جناب امام حسینؑ کے ہمراہیون پر فوج اشقیا نے پانی بند کر دیا اور شب دہم کی مہلت طوعاً و کرہاً ان ملاعین بیدین نے جناب امام حسینؑ کو دی وہ رات شہید کربلا نے عبادت معبود مین بسر کی آخر سپیدۂ سحر نمودار ہوا تب امام مظلومؑ نے تمام یار وانصار کو کہ جو بوجہ بیداری شب کے سو گئے تھے یہ فرما کر بیدار کیا

بیت

نظم

آخر ہے رات حمد و ثنائے خدا کرو	اُٹھو فریضۂ سحری کو ادا کرو
ہان غازیو یہ دن ہے جدال و قتال کا	یان آج خون بہیگا محمدؐ کی آل کا
چہرہ خوشی سے سُرخ ہے زہرا کے لال کا	گذری شب فراق دن آیا وصال کا
ہم وہ ہیں غم کرینگے ملک جنکے واسطے	رائیں تڑپ کے کاٹی ہین اس دن کیواسطے

یہ صبح ہے وہ صبح مبارک ہے جس کی شام
یان سے ہوا جو کوچ تو پھر خلد ہے مقام
کوثر پہ آبرو سے پہونچ جائین تشنہ کام
لکھے خدا نماز گزارون مین سب کے نام
سب ہیں وحید عصر یہ غل چار سو اُٹھے
دُنیا سے جو شہید اُٹھے سُرخرو اُٹھے

یہ سُن کے بستروں سے اُٹھے وہ خدا شناس
ہر اک نے زیب جسم کیا فاخرہ لباس
شانے محاسنوں میں کئے سب نے بے ہراس
باندھے عمامے آئے امام زمان کے پاس
رنگین عبائیں دوش پہ کمربن کسے ہوئے
مشک و گلاب و عطر مین کپڑے بسے ہوئے

الغرض جناب امام حسینؑ نے بعد تجدید تیمم جمیع اقربا و انصار کو نماز صبح پڑھا کر ہر ایک کو دعائے خیر فرمائی

نظم

بیٹھے تھے جانماز پہ شاہ فلک سریر
ناگہ قریب آ کے گرے تین چار تیر
دیکھا ہر اک نے مڑ کے سوئے لشکر شریر
عباسؑ اُٹھے تول کے شمشیر بے نظیر
پروانہ تھے سراج امامت کے نور پر
روکی سپر حضور کرامت ظہور پر

اکبرؑ سے بڑھ کے کہنے لگے سرور زمان
باندھے ہے سرکشی پہ کمر لشکر گران
تم جا کے کہدو خیمہ میں یہ اے پدر کی جان
بچون کو لیکے صحن سے ہٹ جائین بیبیان
غفلت مین تیر سے کوئی بچہ تلف نہو
ڈر ہے مجھے کہ گردن اصغر ہدف نہ ہو

کہتے تھے یہ پسر سے شہ آسمان سریر
فضہؑ پکاری در سے کہ اے خلق کے امیر
ہے ہے علیؑ کی بیٹیان کس جا ہون گوشہ گیر
اصغر کے گاہوارے تک آ کر گرے ہیں تیر
گرمی مین ساری رات کو گھٹ گھٹ کے روئے ہین
بچے ابھی تو سرد ہوا پا کے سوئے ہین

پس یہ آواز فضہؑ کی سنکر امام عالی وقار جانماز سے اُٹھکر خیمہ اطہر مین تشریف لیجانے کو تیار ہوے اس وقت یاوران امام مظلومؑ نے عرض کی کہ یا مولا لشکر شریر آمادہ جنگ ہے اگر حضور کو خیمہ مبارک میں توقف ہوا تو ہم جناب عباسؑ کو ساتھ لیکر مقابلہ کو جائین گے تب امام مظلوم نے فرمایا کہ مین ابھی آتا ہون تم جہاد پر کمر بین کسو میرا گھوڑا ابھی منگواؤ یہ ارشاد فرما کر

خیمۂ اطہر میں جاکر اہلبیتؑ اطہار کو تسلی و دلاسا دیکر پوشاک آخری زیب بدن فرمائی اور اسلحۂ جنگ بدن اطہر پر لگائے۔ **نظم**

ناگہان فوج بڑھی سامنے بے پیر آئے	بے ادب تولے ہوئے خنجر و شمشیر آئے
لیکے پیغام قضا وان سے کئی تیر آئے	ہل گئی رن کی زمین غیظ میں شپیر آئے
کوئی فرماکے رَضِینَا بِقَضَا بڑھنے لگا	آیۂ ذَآئِقَۃُ الْمَوْت کوئی پڑھنے لگا

اگرچہ کتاب مبسوط در باب حالات یاور و انصار جناب سید ابرار علما و فضلائے دین متین رسول مقبولؐ نے تحریر فرمائی ہین الآاب تک اُن کتبہائے مشہورہ مین جو فی زمانناا کثر مجالس میں پڑھی جاتی ہین نظر احقر سے اسمائے مبارک نہین گزرے اور وقت تالیف اس کتاب کے اکثر احباب نے خواہش اس امر کی ظاہر فرمائی کہ اگر مجلس مین اسمائے طیبہ اٹھارہ بنی فاطمہؑ اور بہتر رفقائے امام مظلومؑ بیان کئے جائیں تو جمیع مومنین کو آگاہی ہو جاوے معہذا نیازمند نے کتاب ہائے مبسوطہ سے منتخب کئے کیوں حضرات کیسے جان نثار اور وفادار انصار سید ابرار تھے کہ جنھون نے اپنی جان عزیز امام حسینؑ کے قدوم میمنت لزوم پر نثار کی پس آپ لوگون کو بھی لازم ہے کہ اُن شہیدون کے حال پر گریہ و بکا کرو کہ باعث رضامندی آقائے نامدار ہوگا **نظم**

حقا کہ عجب فوج تھی فوجِ شہ ابرار	جن لوگون کا عباس دلاور سا علمدار
ہمشکل پیمبر سا جری فوج کا سالار	مختار وہ مختار کہ جو کل کا ہے مختار
ایسا کسی سردار نے لشکر نہین پایا	لشکر نے بھی ایسا کبھی سرور نہیں پایا

اللہ اللہ کیا ولولۂ جنگ ہر ایک غازی کے دل میں سمایا تھا نہ جان کی پروا نہ اہل و عیال کی کچھ چاہ راہ رضا مین ثابت قدم تھے ڈھالین لئے محافظ شاہ امم تھے ہر دم یہی ارادہ تھا کہ جس وقت لشکر یزید سے کوئی سبقت کرے ہم بھی جنگ کرین **نظم**

کہتا تھا کوئی آج کا مرنا ہے سعادت	سرتا بقدم خون مین بھرنا ہے سعادت

خنجر کے تلے حلق کو دھرنا ہے سعادت	سر سے رہِ خالق مین گزرنا ہے سعادت
پانی مین وہ لذت نہ وہ کھانے مین مزا ہے	جو آج کے دن حلق کٹانے مین مزا ہے
تھے بیچ میں اُس غول کے شاہنشہ عالم	گردون پہ ستارون مین ہو جیسون نیّر اعظم
دریائے کرم رحمتِ حق نور مجسّم	فخر دو جہان قبلۂ دین سیّد عالم
غُل تھا کہ عجب شوکت شانِ شہ دین ہے	سب ذرے ابھی کہتے ہین یہ خورشید مبین ہے
ناگاہ بجا فون عدو مین ڈُہل جنگ	کھلنے لگے ہر صف مین علمہائے سیہ رنگ
لشکر مین زرہ پوشون نے گھوڑونکے لیے تنگ	جا خالی نہ تھی فوج ستم سے کئی فرسنگ
بیدینوں کے رخ قبلۂ ایماں سے پھرے تھے	ہفتاد و دو تن لاکھ سوارون مین گھرے تھے

پس جس وقت عمر سعد بدنہاد آمادۂ پیکار ہوا اس طرف سے بھی عزیز و رفیق شہنشاہ کونین آمادۂ جہاد ہوے اب اسمائے بہتر انصار مقبول درگاہ پروردگار مع حال شہادت گوش گزار مومنین کرتا ہون۔

نظم

عجب شہزادہ تھا شبیر سبط مصطفےٰ یارو	عجب انصار تھے اُسکے عجائب اقربا یارو
ہوے آقا کی خدمت سے نہ اکدم وہ جدا یارو	لڑے میدان مین کیا کیا جوان مہ لقا یارو
مصیبت مین بلا مین کربلا مین کیا اطاعت کی	رفاقت کی وفا کی جان نثاری کی شجاعت کی
نہ چھوڑا ساتھ سید کا وفاداروں نے تا مردن	پس از مردن جہان تھا تشنہ کا تن انکے بھی وان تھے تن
سنان پر شہ کے سر کے ساتھ تھے سر جاندیئے دشمن	جہان شہ کی بنی تربت وہین انکا بنا مدفن
گئیں روحین بھی روح پاک کے ہمراہ جنت مین	انھین مردہ نہ سمجھو زندہ ہین واللہ جنت مین
خدا قرآن مین یون وصف کرتا ہے شہیدونکا	جو مرتے ہین رہ حق مین نہین مُردو نہین وہ صلا
انھین روزی پہونچتی ہے حلال و طیب و اذکا	وہ سب شادان و خندان ہین غم دنیا سے بے پروا
شراب و شیر و شہد انہار سے جنت کے پیتے ہین	رطب عناب و رمان خلد کے کھاتے ہین جیتے ہین
یہ رتبے ہین شہیدونکے یہ درجے جان نثارونکے	خصوصاً بھوکے پیاسے سید بیکس کے یارونکے

چھدے تیرونسے کیسے حلق کیسے شیرخوارونکے
لگے سینے پہ کیا کیا زخم شیر حق کے پیارونکے

بہادر شہ کے آگے برچھیان کھا کھا کے گرتے تھے
سراج احمدی کے گرد پروانے سے پھرتے تھے

لکھا ہے روز عاشورا گھرے جب شاہ مقتل مین
صف آرا بہر گمراہی ہوے گمراہ مقتل مین

لڑا پہلے لعینوں سے حرؓ ذیجاہ مقتل مین
فدا کی جان حضرت پر بشوق جاہ مقتل مین

خلفؑ نے اسکے اور بھائی نے دی جان شہ کی الفت مین
غلامؑ باوفا بھی حرؑ کا کام آیا مصیبت مین

مبارز کے اُدھر سے پھر جو حضرت کو پیام آئے
دلیرانہ مقابل شہ کے آزادی غلام آئے

سلیمانؑ قارِبؑ و منجحؑ تھے نام اُنکے جو کام آئے
وطن سے شاہ کے ہمراہ تھے یہ نیکنام آئے

مکان انکے خدا کے فضل سے فردوس اعلےٰ ہین
وہ ہین خیبر کے بندے یہ ہم شیعون کے آقا ہین

اگر اے دوستو عمرو ابنِ قرظہؑ کا یہ عالم تھا
بوقت رزم آگے شاہ کے رن مین وہ ضیغم تھا

نہ غم اپنی جان کا کب تھا اُسے خیبر کا غم تھا
سپر کی شکل آگے سبط پیغمبرؐ کے ہردم تھا

جو تیر آتا تھا حضرت پر جگر پر روک لیتا تھا
جو تیغ آتی تھی سر در پر تو سر پر روک لیتا تھا

یہان تک تیر روکے اپنے سینے پر کہ غش آیا
گرا گھوڑے سے اور آنکھونمین اپنے اشک بھر لایا

شہ مظلوم نے تب اپنے یاور سے یہ فرمایا
نہ غم کھا شاد ہو رتبہ شہادت کا بڑا پایا

پکارا غم نہین یا شاہ اپنے مارے جانے کا
یہ غم ہے اب نہین یارا ہے حضرت کے بچانے کا

گرامین آپ تک اب تیر بے پیرونکے آئینگے
ستمگر نیزے اب سینہ پہ حضرت کے لگائینگے

یہ غم ہے آپ زخمی ہوکے اب تلوار کھائینگے
یہی ہے فکر کافر خون اب حضرت کا بہائینگے

سُنا جب یہ سخن اُسکا تو رو کر شہ نے فرمایا
نہ غم کھا حق رفاقت کا جو تھا سو تو بجا لایا

لـه حُرّ بن یزید ریاحی مشہور ہین جنہون نے راستہ مین حضرت امام حسینؑ کو روکا تھا اور سب سے پہلے شہید ہوکر سرِاول مشہور ہوے قاتل انکا ایوب سرخ جلاء العیون مین تحریر ہے اور بعض جگہ ارشاد مین یزید بن سفیان بھی لکھا ہے ۱۲ ؎ آپ کا نام بعض کتب مین علی لکھا ہے اور جناب علیین مکان نے بکر لکھا ہے ۱۲ ؎ انکا نام مُصعب ۱۲ ؎ عُروہ ۱۲ ؎ ہر سہ شخص غلام آزاد کردۂ جناب سید الشہدا علیہ السلام کے تھے اور بعض کتب مین قارب کو قاذب بھی لکھا ہے اور قاتل انکا سلیمان بن سوف خضرمی تحریر کیا ہے ۱۲

مرا یاور ہوا زخمی گرا میدان میں غش آیا	میں تجھ سے عہد کرتا ہوں جو ہیں سر میں نے کٹوایا
چلوں میں خلد کو جب آگے آگے میرے تو ہوگا	مرے سب یار پیچھے ہونگے اور تو پیش رو ہوگا
ترا مجرا نبی کو پہلے ہوگا پھر مرا مجرا	علیؑ دیکھیں گے تجھکو پہلے پھر مجھکو مرے بابا
اسی صورت سے دیکھیں گی مری ماں فاطمہؑ زہرا	حسنؑ بھی تجھکو فرمائیں گے اوّل مرحبا اہلا
ترا چومیں گے سینہ پہلے جبرئیلؑ امیں آکر	بلائیں لینگی صدقے ہونگی تیرے حور عیں آکر
بزرگوں سے کہونگا اس گھڑی میں یہ سخن رو رو	کہ یہ غازی جیا جبتک بچایا تیر سے مجھکو
سپر کی طرح وقت جنگ تھا آگے مرے خوشخو	نوازش پہلے اسپر مجھ سے ہو بعد اسکے مجھ پر ہو
مرے آگے رہا ہے جیتے جی ہیجا میں یہ غازی	رہیگا پیش رو اب جنّت الماوا میں یہ غازی
چلے شوق شہادت میں ادھر سے تب بصد مردی	بہادر شیر میدان مُسلِمؔ بن عَوسجہ اَسدی[۱]
رخوں پر چھا گئی اہل شقاوت کے ادھر زردی	گئے بھول اپنے زعم نحس کی ظالم جوانمردی
ہوئے تیغ دودم کی ضرب سے اہل خطا آخر	کری جان اپنی قدموں پہ شہ دیں کے فدا آخر
ہوا پھر حملہ آور سعدؔ[۲] عبداللہ کا جانی	مقابل ہو سکا جس کے نہ کوئی ظلم کا بانی
پیا جام شہادت پا کے جب صدمات روحانی	بشیرؔ ابن عمیر الحضرمی نے تب وغا ٹھانی
شہادت جب ملی انکو تو شہ نے آہ و زاری کی	بُریرؔ[۳] بن خضیر نے بعد انکے جان نثاری کی
عمیرؔ بن کعب یارو جنگ کے میدان میں آیا	قیامت ظالموں کے سر پہ وہ یکتا جری لایا

[۱] مُسلِمُ بن عَوسَجۃِ الاَسدِی اور قاتل کا نام عَبدُ اللہِ شیبانی اور عبدُ اللہ خُشکارۃ بجلی تحریر کیا ہے ان جناب نے وقت نماز جناب امام حسینؑ پر سینہ سپر کرکے نماز پڑھوائی تھی ۱۲-

[۲] سعدُ بنُ عَبدِ اللہِ الحنفِی آپ کا پتہ لکھا ہے۔ انھوں نے امام حسینؑ پر وقت نماز پڑھنے کے سینہ سپر کیا اور اسی حالت میں شہید ہوئے اور نام انکا بعض نے سعید لکھا ہے ۱۲-

[۳] بُریرُ بنُ الخُضَیرِ الہمدانی الشَرقِیِ القَادِی قاتل انکا بُحیرُ بنُ اللوس تھا اور زیدُ بنُ موحیل سے لڑے تھے اور بعض کتب میں نام آپ کا صرف بُریرُ تحریر ہے ۱۲-

مگر افسوس بیدردوں نے خون مین اسکو نہلایا	نعیم بن عجون نے تب فرس کو اپنے چمکایا
فدا جب جان اسنے اپنی کی شوق شہادت مین	زہیر[۱] ابن قین اسوقت کام آیا مصیبت مین
چلا بعد اسکے حضرت کیطرف سے جو جری بڑھکر	زہیر ابن قیس نوجوان تھا عاشق داور
ولے پاکر شہادت جب گیا وہ بھی سوئے کوثر	تو آیا عروہ[۲] بن قرطہ سوے فوج بداختر
شہادت اسنے پائی جو وہین داد وغا دے کر	حبیب[۳] بن مظاہر نے فدا کی جان تب شہ پر

العرض جب اٹھارہ انصار مع حبیب نامدار اپنی جان شہ پر فدا کر چکے اسوقت امام حسینؑ کو نہایت رنج و ملال ہوا اور لاش حبیب پر جا کر بہت روئے اور فرمایا **بیت**

دکھلاؤ نہ مجھے زخم کہان کھائے ہیں بھائی	چھاتی سے لپٹ جاؤ کہ ہم آئے ہین بھائی
یہ سنتے ہی بس گلشن ہستی سے سدھارے	نکلی رہی ہونٹوں پہ زبان پیاس کے مارے
بازو کو ہلا کر شہ مظلوم پکارے	چھوڑا ہمین اے یار وفادار ہمارے
ہم رہ گئے تم ہمسے یہ کیا کر گئے بھائی	صدقے ابھی ہوتے تھے ابھی مر گئے بھائی

العرض بعد شہادت حبیب ابن مظاہر **نظم**

عبداللہ بن عمیر چلے سوے رزمگاہ	وہ حرب کی کہ مانگتے تھے بے حیا پناہ
آخر ہوا شہید وہ جرار آہ آہ	نافع[۴] بن ہلال نے لی رزم گہ کی راہ

۱ بعضے لوگ عدم واقفیت سے زُہَیر بن قیس بھی جانتے ہیں اور بعض جگہ زُہَیر بن قَین مرقوم ہیں اور زُہَیر بن قیس علیحدہ ہیں اور قاتل کثیر ابن عبداللہ اور کسی نے مُہاجر ابن اوس تمیمی لکھا ہے ۱۲

۲ عُروۃ بن قرطۃ الانصاری کو بعض کتب میں عمرو بن قُرظۃ بھی لکھا ہے اور یہ بھی ہمیشہ حضرت کے جہاد کرتے تھے اور جو تیر آتا تھا اپنے اوپر لیتے تھے اور بعضے کتب میں آپ کا نام عمرو بن قرظۃ تحریر کیا ہے ۱۲

۳ حبیب بن مُظاہر الاسدی مشہور اصحاب ہیں اور آپ کے لڑکپن سے ساتھ تھے قاتل انکا حصین ابن نمیر اور بقولے بدیل بن حرمہ لکھا ہے ۱۲

۴ ابن علی المرادی ۱۲ -

لڑ بھڑ کے وہ بھی جان فدا شہ پہ کر گئے
ذکر حسینؑ لب پہ رہا اور مر گئے

پھر تو کیا انسؓ بن کامل نے عزم جنگ
وحشت سے جنکی زرد تھے اہل خطا کے رنگ

افسوس پر نہ موت نے آنے میں کی درنگ
قیسؓ بن مسہر آگے بڑھا جوڑ کر خدنگ

ایسا لڑا کہ کشتون کا اک ڈھیر کر دیا
پر کیا کرے کہ زیست نے دل سیر کر دیا

اس وقت تک بائیس انصار باوقار نے جان نثاری کی اور ہر ایک لاش پر امام مظلوم جا کر گریہ و بکا کرتے تھے **نظم**

ہوا تب عازم جنگاہ عَبدُ اللہِ بن عُروۃؓ
لڑا ایسا کہ تا یوم قیامت نام ہے اسکا

مگر افسوس جب اہل شقاوت نے اسے مارا
لیا پھر عبدالرحمنؓ نے بھی لڑ کر خلد کا رستا

دغا کو جونؓ پھر عدا ابا ذر نیکنام آیا
مصیبت میں شہ مظلوم کے سر دے کے کام آیا

نہ پائی غازیون نے ایک لحظہ رنج سے فرصت
شبیبؓ و بحرین نے تب تو لی شبیر سے رخصت

گیا وہ بھی سوے کوثر تو روئے لاش پہ حضرت
کری حجاجؓ ابن زید سعدی نے بھی تب عجلت

فدا وہ بھی ہوا شہ پر اجل کا جب پیام آیا
شہادت کرشؓ نے پائی تو قاسطؓ رن مین کام آیا

کنانہؓ بن عقیق نوجوان کو پھر تو جوش آیا
بہت سے کافرونکو قعر مین دوزخ کے پہنچایا

شہادت جب ملی انکو تو ضرغامہؓ نے غم کھایا
لعینون سے عوض لیکر ہوئے مجروح غش آیا

لڑے پھر جونؓ بن مالک تو ایسی جان نثاری کی
کہ تنگ آئی تھی فوج نحس ابن سعد ناری کی

۱ اسلمی ضرب گرز سے بازو شکستہ ہوئے اور شمر نے سر اتارا ۱۲ ۲ صیداوی ۱۲ یا اسدی ۱۲ ۳ ابن حراق الغفاری ۱۲ ۴ عروۃ بن حراق انصاری یہ بزرگوار برادر عبداللہ کے تھے ۱۲ ۵ حضرت ابوذر غفاری کے غلام آزاد کئے ہوئے تھے ۱۲ ۶ ابن عبد اللہ النہشلی اور بعض کتب مین شبیب بن حارث بن سریع تحریر ہین خیال ہے یہ دوسرے ہون ۱۲ ۷ حجاج بن زید سعدی ۱۲ ۸ کوش ابن زہیر الغفاری ۱۲ ۹ قاسط بن زہیر الغفاری یہ دونون بیٹے زہیر الغفاری کے تھے ۱۲ ۱۰ کنانہ ابن عقیق ۱۲ ۱۱ ضرغامہ بن مالک ۱۲ بعض کتب مین اسم آپ کا جوین بھی تحریر ہے ۱۲

عمرو ابن ضعیفہ نے کیا تب عزم میدان کا — لڑے تنہا ہزارون سے نہ خوف آیا انہین جان کا
کیا داد شجاعت دیکے جب رخ باغ رضوان کا — تو زید بن شبیب آیا معاون شاہ ذیشان کا
سوئے جنت سدھارے جبکہ وہ الفت مین سرور کی — عبید اللہ نے تب کی مدد سبط پیمبر کی
فدا کی جان تب عامر[3] نے اپنی شاہ والا پر — لڑا بعد اسکے فوج روسیہ سے قعنب[4] صفدر
ہوئے مجروح جب وہ بھی تو سالم[3] نے کٹایا سر — غلام آزاد کردہ تھا یہ عامر کا جری بے ڈر
دغا کی سیف[4] بن مالک نے تب فوج شقاوت سے — لیا خلد برین ہو سر خرد دنیا مین حضرت سے
بدر[5] بن معقل الجعفی نے بعد اسکے کٹایا سر — فدا حجاج[6] بن مسروق نے کی جان تب شہ پر
تو کی مسعود[7] بن حجاج نے رن مین وغا آکر — شہادت جب ملی انکو تو عمار[8] حسنین لڑ کر
ہوئے داخل جنان میں واہ کیا داد شجاعت دی — حیان[9] ابن حارث کو بھی تب حضرت نے رخصت دی
شہادت جب ملی انکو تو جندب[10] نے وغا ٹھانی — کئی دن سے مصیبت تھی نہ اک قطرہ ملا پانی
یہ فدیہ تھے شہ دین کے ہوئے جب یہ بھی قربانی — عمر[11] بن خالد دیندار نے یہ مصلحت جانی
کہ جان اپنی فدائے سرور دین آج کرنا ہے — ابد تک زیست ہے سمجھو نہ مرنا یہ وہ مرنا ہے
یزید[12] ابن زیاد ابن مظاہر تب لڑا آکر — ملی دولت شہادت کی ہزارونکو کیا بے سر
تو ظاہر[13] نے دکھایا رن مین آکر اپنا بھی جوہر — غلام آزاد عمر بن خزاعی تھا یہ اک صفدر
فدا جب یہ ہوا شہ پر جبلہ[14] نے صفائی کی — کیا سیدھا لعینون کو سزا دی کج ادائی کی
فدا شہ ہوا بعد اسکے سالم[15] بھی بصد مردی — تصدق ہو گیا شبیر پر پھر اسلم[16] ازدی
زہیر بن سلیم اعرج نے دکھلائی جوانمردی — فدا کی جان پھر قاسم[17] بن ازدی نے وان اپنی

[1] بن سلم ۱۲ [2] بن عمر القشوری ۱۲ [3] غلام آزاد کردہ عامر بن مسلم ۱۲ [4] حنفی ۱۲ [5] بدر بن معقل الجعفی ۱۲ [6] حجاج بن مسروق ۱۲ [7] مسعود بن حجاج ۱۲ [8] بن سلامت الهمدانی ۱۲ [9] حیان بن الحارث السلاقی الازدی ۱۲ [10] بن الحجر الخولانی ۱۲ [11] الصیداوی ۱۲ [12] کندی ۱۲ [13] ظاہر ۱۲ [14] بن علی الشیبانی اور بعض روایت میں حنبلہ ۱۲ [15] غلام آزاد کردہ بنی المدینۃ الکلبی ۱۲ [16] بن کثیر الازدی ۱۲ [17] حبیب الازدی ۱۲

لعینون کو سزا دیکر سدھارا باغ رضوان کو ‏— عمر احدوث کا بیٹا چلا تب یان سے میدان کو

یہان تک بیان جون جان نثارون کا عرض کیا گیا لیکن کیسے جری اور شجاع تھے یاران حسین ابن علی کہ مطلق ہراس نہ تھا چنانچہ جب عمر احدوث الحضرمی شہید ہو چکے تو **نظم**

پھر لی ابو ثمامہ نے خلد برین کی راہ ‏— اور حنظلہ شہید ہوئے رن مین بے گناہ

عمار نے بھی جان دی مابین رزمگاہ ‏— عابس بن شبیب ہوئے قتل آہ آہ

شوذب غلام شاکر دیندار مر گیا ‏— پھر تو شعیب لڑکے بڑا نام کر گیا

مالک نے بھی پیا جو شہادت کا لڑکے جام ‏— روشن کیا سوار نے تب لڑکے اپنا نام

پھر وہب بھی شہید ہوئے آہ تشنہ کام ‏— خالد بن عمر بھی مصیبت مین آیا کام

قدمون پہ شہ کے سعد نے بھی سر فدا کیا ‏— حق وفا زیاد نے بھی تب ادا کیا

یحیی بن سلیم جو شہ پر فدا ہوئے ‏— فردوس کو ہلال بھی دنیا سے تب گئے

اور قرۃ سعید بھی بیجان ہو گئے ‏— راہی جنادہ بھی سوئے خلد برین ہوئے

حسان بنی اسد بھی بڑا نام کر گیا ‏— سعد وقاص شاہ کے قدمون پہ مر گیا

اے حضرات **بیت**

کیا نام کیسے نظم بہتر رفقا کے ‏— صدقے ہو وزیر انیہ وہ تھے دوست خدا کے

یاد ہوگا مومنین کو کہ جو تمہید میں عرض کیا گیا ہے کہ جناب سید الشہدا کے سے انصار کسی کو نہیں ملے سماعت فرمایا آپ لوگون نے کہ کیسے انصار وفادار تھے **نظم**

مقبول خدا صاحب دین زاہد و ابرار ‏— ایسے نہ پیمبر کو ملے یاور و انصار

برسون جو رہے چرخ میں یہ گنبد دوار ‏— پیدا نہ ہون اسطرح کے اصحاب وفادار

۱؎ حضرمی ۱۲ ۲؎ بجلی اور بعض حنظلہ بن سعد بھی کہتے ہیں ۱۲ ۳؎ بن عمر بن عبد اللہ صیدادی ۱۲ ۴؎ بن سعد البجلی ۱۲ ۵؎ بن شاکری ۱۲ ۶؎ ابن انس المالکی ۱۲ ۷؎ ابن عبد اللہ الکلبی ۱۲ ۸؎ بن حنظلہ تمیمی ۹؎ المازنی ۱۲ ۱۰؎ بن حجاج ۱۲ ۱۱؎ ابن ابی قرۃ ۱۲ ۱۲؎ ابن حارث انصاری ۱۲۔

حق ہم سے غلامی کے ادا ہو نہین سکتے | کٹوا کے سر اُن لوگون کے ہمسر ہو نہین سکتے

اگرچہ روایت مشہورہ میں بہتر رفقا تحریر ہیں اور وہ گوش گزار مومنین گئے گئے بعض کتب مثل جلاء العیون اور روضۃ الشہدا مین اس سے زیادہ بھی تحریر ہیں اور وہ زیادتی بعض جگہ بوجہ فرق ولدیت و کنیت کے اسی نام کی تشریح مین پائی جاتی ہے اور بعض علاوہ بھی ہیں انکو بنظر احتیاط واسطے آگاہی مومنین کے لکھتا ہون جیسا کہ مصنف آئینۂ تحقیق نے ارقام فرمایا ہے

اور وہ نام علاوہ بہتر رفقا کے انتیس حسب ذیل ہین

زُهَیرُ ابن بَشیرُ الخَثعَمِی [1] ۔ مُجَمِّع [2] ۔ ثمامۃ [3] ۔ عَمروُ بنُ عَبدِ اللهِ الصَّائِدِی [4] عَبدُ الرَّحمٰنِ ابنِ عَبدِ اللهِ کُدنِ ارحَبِی [5] ۔ شُبَیبُ [6] بنُ الحَارِثِ بنِ سَرِیع مَالِکُ [7] بنُ عَبدِ اللهِ بنِ سَرِیعِ الکَاهِلِی عَمرُو [8] بنُ عَبدِ اللهِ الجُندعِی عَمرُو [9] بنُ جنادہ ۔ عَبدُ اللهِ [10] ۔ عَمرُو بنُ مطاع [11] الجُعفِی زِیادُ [12] بنُ اَشعَث ۔ عَمرِو [13] سُفتَارُ ۔ زُهَیرِ [14] بنِ حَسَّانُ بنی اَسَد حَمَّاد [15] بن اَسَد سُرَیج [16] بن عَبیدہ ۔ بِشر [17] مُسلِم ابن عَوسَجَه ۔ هِلَال [18] بن نَافِع ۔ مَالِکُ [19] بن اَنَس ۔ قَیس [20] بن مُنَبّه ۔ هاشم [21] بن عُتبہ اَنِیس [22] بن مَعقِل اَصبَحِی ۔ مُحَمَّد [23] مِقداد [24] ۔ اور علاوہ ان کے پانچ شخص حسب ذیل غلامان جناب سید الشہدا کا بھی شہید ہونا تحریر کیا ہے جنکے نام یہ ہین اَبُو [1] دُجَانَه سَعد [2] قُتبَہ [3] بن رَبیع عَلنَہ [4] حتّاد [5] ۔ پس روایت مین وارد ہے

نظم

انصار نے جو حق رفاقت ادا کیا | آمادۂ جہاد ہوئے شہ کے اقربا
پہلے جو رن میں آئے تھے مسلم کے دلربا | وہ مر چکے تو عون [1] و محمد [2] نے کی وغا

[1] بن عبد اللہ العابدی ۱۲ [2] اور جلاء العیون مین یحییٰ اور روضۃ الشہدا میں مزنی لکھا ہے ۱۲ [3] سعد بن قائم [4] ایک صاحبزادے کا نام عبد اللہ تحریر ہے انکا قاتل لنیم لکھا ہے دوسرے کا نام محمد قاتل آپ کا عمر بن صبیح تحریر ہے ۱۲ [5] یہ دونون صاحبزادے حضرت زینب کے خلف تھے عبد اللہ قطیبہ نبہانی اور قاتل جناب محمد بن عامر تمیمی شیمی لکھا ہے ۱۲

بیٹے تھے خواہر شہ گردون پناہ کے	دونون نے اپنی جان دی قدمون پہ شاہ کے
بھائی سے رو کے حضرتِ عباسؑ نے کہا	قربان ہین نے بھائیون کو آپ پر کیا
خاطر سے اس غلام کی دیدیجئے رضا	رخصت تو دی پہ خوب سا رو ئے شہ ہدا
سر کو فدا محمدؑ و عثمانؑ نے کیا	دل اپنا نذر جعفرِ ذیشان نے کیا
جس وقت رضا جنگ کی قاسمؑ نے شہ سے لی	ابن حسن کی جنگ سے پسپا ہوئے شقی
صد حیف ایک شب کے بنے نے بھی جان دی	سقائی پھر تو حضرت عباسؑ نے بھی کی
بیکس ہوئے حسینؑ وہ خوشخو فدا ہوا	کہتے تھے ہائے قوت بازو جدا ہوا
عبدُ اللہ بن شیر الٰہی نے لی رضا	لڑ بھڑ کے اپنا سر سر شہ پر فدا کیا
بوبکرؑ بن حسنؑ بھی چچا سے ہوئے جدا	جعفرؑ ابن عقیل بھی بس کر گئے قضا
عمر و بشیر ابن علیؑ بھی ہوئے جدا	اور زید بھی حسینؑ پدر پر ہوئے فدا
جعفر بن محمد عالی گہر بھی تب	چمکا کے راہوار پکارے بصد غضب
ہان جسکو حوصلہ ہو لڑے مجھ سے آکے اب	پوتا ہون مین عقیل کا اے قوم بے ادب
ہر طرح سے لعینون کو معذور کر دیا	پر کیا کرین کہ موت نے مجبور کر دیا

۱؎ یہ ہر سہ بزرگ برادر حضرت عباسؑ کے تھے قاتل محمد کا ہانی دارمی اور جلاء العیون مین شخص نا معلوم بنی تمیم سے لکھا ہے اور جناب عثمان کی شہادت بہ ضرب تیر خولی بن یزید اصبحی الایادی دارمی تحریر ہے اور جناب جعفر کے قاتل کا نام بھی ہانی بن ثبیت الحضرمی اور بعض روایتین خولی بن اصبح اور بعض میں خولی بن یزید اصبحی ایانی تحریر ہے ۱۲ ۲؎ بیٹے امام حسنؑ کے تھے اور آپ کے قاتل کا نام عمر بن سعد بن نفیل دارمی تحریر ہے اور ضرب آپ کے سر پر لگی تھی ۱۲ ۳؎ لقب آپ کا ابو الفضل تھا اور قاتل آپ کا یزید بن دقار اور حکیم ابن طفیل طائی تحریر ہے اور صاحب جلاء العیون نے یزید بن زرقا اور حکیم بن نوفل ملعون کا ہاتھ جدا کرنا تحریر کیا ہے اور نوفل بن ازرق نے گرز سر مبارک پر مارا تھا ۱۲ ۴؎ آپ کا قاتل ثبوت بن ثبیت حضرمی اور صاحب جلاء العیون نے عبد اللہ بن غنوی یا زہیر بن عبد نامرد ہمدانی لکھا ہے سر مبارک پر گرز لگا اسکے صدمے سے شہید ہوے ۱۲ ۵؎ عبد اللہ عقبہ نے آپ کے تیر مارا تھا ۱۲ ۶؎ بشیر بن جوی الہمدانی آپ کا قاتل تھا اور جلاء العیون میں نام قاتل بشیر ابن غوط ہمدانی اور بقول عبد اللہ عروہ خثعمی تحریر ہے

جب خاتمہ حسینؑ کے لشکر کا ہو چکا	برباد گھر عزیز پیمبر کا ہو چکا
دربار شاہزادۂ بوذر کا ہو چکا	زخمی جگر حسینؑ کے دلبر کا ہو چکا
اکبرؑ رہے نہ اصغر بے شیر رہ گئے	تنہا سپاہ شام میں شبیرؑ رہ گئے
دیکھی جو بیکسی امام فلک جناب	عبداللہ حسنؑ نکل آئے رہی نہ تاب
پر ہائے اُس صغیر کو بھی آ کے بس شتاب	مارا شقی نے تیغ نہ آیا اسے حجاب
اب کیا کہوں جو حشر وہاں دوسرا ہوا	عباس کا پسر بھی محمدؑ فدا ہوا
اٹھارہ بنی فاطمہ بھی ہو گئے تمام	اب روئیں عاشقان امام فلک مقام

لیکن علاوہ اِن بزرگواروں کے کتب مبسوطہ سے پایا جاتا ہے کہ بزرگوار مفصلۂ ذیل بھی آپ کے اقربا سے تھے اور درجۂ شہادت پر فائز ہوئے ہیں عَبدُالرَّحمٰن بن عقیل مُحمّدؑ اَبی سَعِید بن عقیل ابراہیم بن علی اَبُو عَبدِاللہ بن مسلم جعفر بن محمد بن عقیل مُحمّد بن عقیل عَبدُاللہ بن عقیل عونؑ بن عقیل عَلیؑ بن عقیل بشیرؑ بن حسن عُمرؑ بن حسن اِبراہیمؑ و مُحمّدؑ و حمزہؑ ابوبکرؑ و جعفرؑ و عمرؑ و یزیدؑ بن الحسینؑ کیوں حضرات جس کے بہتر رفقا اور بقولے ایک سو ایک اور اٹھارہ عزیز اور بقولے اکتیس دوپہر کے عرصہ میں آنکھوں کے آگے شہید ہو جاویں اُس امام مظلوم کے دل سے پوچھیے کہ کیا حال ہوگا صبح کیا شوکت و جلالت تھی دوپہر کے وقت شہادت رفقا اور اعزا کے سبب سے حالت غربت تھی

نظم

جب سب بچھڑ گئے تو وہ جاہ و حشم کہاں	اب کوئی خیر خواہ امام امم کہاں

[۱] اسم مبارک علی تھا اور مرہ بن منقذ بن نعمان عبدی آپ کا قاتل تھا اور جلاء العیون میں منقذ بن مرہ تحریر ہے ۱۲ ضرب تیر و نیزہ سے شہادت پائی ۱۲ [۲] جناب علی اصغر کا اسم مبارک عبداللہ بھی تحریر ہے اور ضرب تیر حرملہ لعین سے شہادت پائی ۱۲ [۳] شہادت آپ کی بضرب شمشیر حرملہ بن کاہل اسدی الملعون تحریر ہے اور جلاء العیون میں آپ کا قاتل ہانی ابن بعیث خضرمی تحریر ہے ۱۲ [۴] آپ کا قاتل خالد بن اسد اور جلاء العیون میں عثمان بن خالد لکھا ہے [۵] آپکا قاتل عامر بن معصا اور جلاء العیون میں اسدی تحریر ہے ۱۲

افسوس وہ سپاہ کہاں وہ علم کہاں	واحسرتا کہ آپ کہاں اور وہ غم کہاں
اب تو ہے ساتھ حسرت و رنج و ملال کا	جاہ و جلال ہو چکا زہرا کے لال کا

اسوقت جناب امام حسینؑ نے طرف عمر سعد بد نہاد اور شمر نابکار کے مخاطب ہو کر فرمایا نظم

مجھپر یہ ظلم و جور تعدی نہیں روا	پیرو مرے رہو کہ تمھارا ہوں پیشوا
میں حجت آکے ہوں سمجھے ہو دل میں کیا	آجاؤ اب بھی راہ یہ مانو مرا کہا
بے جرم قتل کرتے ہو کیوں دل ملول کو	محشر میں منھ دکھاؤ گے کیونکر رسول کو
فرما رہے تھے یہ ابھی شاہ فلک سریر	ناگہ عوض جواب کے آئے وہاں سے تیر
آیا جلال میں پسر شاہ قلعہ گیر	فرمایا دیکھکر طرف لشکر شریر
سب وعظ و پند ختم ہے حجت تمام ہے	لو اب علی کی تیغ ہے اور قتل عام ہے

الغرض ذوالفقار حیدر کرار سید ابرار نے کھینچکر ہزارہا اشقیا کو فی النار کیا مگر اس حالت غم والم و شدت تشنگی میں کہاں تک لڑتے نظم

جب لڑتے لڑتے تھم گئے سلطان باکرم	رخصت ہوئے جلال و حشم جو ہم کر قدم
دیکھا جو اُس ولی نے کہ دن بھی بہت ہی کم	خون پونچھکر میان میں کی تیغ برق دم
بادل کی طرح فوج سمٹ کر گھر آگئی	بجلی جو تھم گئی تو سیاہی سی چھا گئی
حضرت فرس پہ بیٹھے تھے ہے ہے بحال زار	جو ہر طرف سے ٹوٹ پڑی فوج نابکار
پلٹے ہر ایک سمت سے بھاگے ہوئے سوار	خورشید چھپ گیا یہ اُٹھا دشت میں غبار
تلواریں تول تول کے جو گرد آگئے	زہرا کے چاند پر وہ سیہ کار چھا گئے

اب کس زبان سے عرض کروں چاروں طرف سے حملہ کر دیا اور زخم تیر و تبر و شمشیر ہمارے مولا پر پڑنے لگے نظم

گھوڑے پہ ڈگمگاتے تھے سلطان ارجمند	خون بہہ رہا تھا جو تھا زخموں سے بند بند
صدمہ تھا دل پہ تن پہ تعب روح پر گزند	شدت سے غش کی دیدۂ حق بیں کئے تھے بند

تیور بہت تجھے ہوئے تھے اُس جناب کے	قدمون سے نکلے جاتے تھے حلقے رکاب کے
القصہ جب تاب گھوڑے پہ سنبھلنے کی نہ رہی تو آپ فرش خاک پر زینت افزا ہوئے اُسوقت بیت	
چلائی فاطمہؑ کہ مرا ناز نین گرا	قدسی پکارے خاک پہ عرش برین گرا

اُسوقت جناب امام حسینؑ کا بوجہ کثرت جراحت کے عجب حال تھا کہ اگر اُسکا بیان کرون تو مومنین کو سُننے کی تاب نہ رہیگی مگر واسطے حصول ثواب کے مختصر عرض کرتا ہون **نظم**

گر کر کبھی اُٹھے کبھی رکھا زمین پہ سر	اگلا کبھی لہو تو سنبھالا کبھی جگر
حسرت سے کی خیام کی جانب کبھی نظر	کروٹ کبھی تڑپ کے ادھر لی کبھی اُدھر
اُٹھ بیٹھے جب تو زخمون سے برچھی کے پھل گرے	تیر اور تن میں گڑ گئے جب مُنھ کے بل گرے
زخمون سے چور چور شہ نامدار تھے	لکھا ہے زخم جسم پہ سب دس ہزار تھے[۱]

الغرض اُس شہید راہ خدا نے اُسی حالت میں نماز عصر ادا کی اور واسطے بخشش ہم گنہگاران کے اسطرح دعا فرمانے لگے کیون حضرات ایسے وقت میں بھی تمھاری یاد مولا کو تھی افسوس ہے کہ تم ایسے امام کے واسطے دو آنسو بھی عزیز نہ کرو **بیت**

یارب ترے رسول کا دلدار ہے حسینؑ	**نظم**	اُمت کی مغفرت کا طلبگار ہے حسینؑ

۱ جسم مبارک پر ایک ہزار نو سو پچاس زخم لگے تھے اور تواریخ سے بتقید بضرب ذوالفقار تعداد مقتولین کی پائی جاتی ہے اور بعض روایت مین زخم کم بھی لکھے ہین اور تعداد مقتولین کی ایک ہزار آٹھ سو بھی مسعودی نے تحریر کی ہے اور قاتلان حضرت بوقت آخر موجب کتب جلاء العیون وغیرہ حسب ذیل تھے ابوالحنوق نے سینۂ اقدس پر تین شعبہ کا تیر مارا مالک بن بشیر نے تلوار سر مبارک پر لگائی صالح بن وہب نے نیزہ پہلوے مبارک پر مارا ابوایوب غنوی نے تیر حلق مبارک پر مارا زرعہ بن شریک نے دست چپ اور شانہ مبارک پر تلوار ماری سنان ابن انس نے نیزہ مارا اور خولی ابن یزید اصبحی نے سر جدا کرنا چاہا مگر نہ کرسکا سنان ابن انس نے سر جدا کیا مگر روایت مشہور ہین مسر جدا کرنا شمر ملعون لکھا ہے کہ سر جدا کرکے خولی بن یزید کو دیا یہ تینون قاتل امام مظلوم ہین یعنی سنان ابن انس خولی بن یزید اصبحی شمر بن ذی الجوشن اور بعد شہادت آپکے قمیص اسحاق بن حویہ حضرمی اور پائجامہ ابحر بن کعب اور عمامۂ مبارک اخنس بن عمر اور تلوار ایک شخص بنی دارم مین سے لوٹ لیگیا جمال شقی نے دست مبارک جدا کیے

مصروف تھا دعا میں وہ عالم کا بادشاہ
آیا قریب شاہ جو وہ دشمن الٰہ
خنجر کو تیز کرکے بڑھا شمر روسیاہ
زانو سے دبایا مصحف ایمان کو آہ آہ
رونق مٹی جو حسن نہ دنیا و دین کی
تھامیں ملائکہ نے طنابیں زمین کی

صدمہ ہوا جو سینۂ اقدس پہ ایکبار
فرمایا تب یہ شمر سے باچشم اشکبار
گھبرا کے غش سے چونک پڑے شاہ نامدار
منھ خشک ہے عطش سے مرا دل ہے بیقرار
پھکتا ہے قلب پیاس بجھا لے تو ذبح کر
پانی ذرا سا مجھ کو پلا لے تو ذبح کر

یہ سن کے پھیرنے لگا خنجر وہ بدگہر
عالم کا تھا یہ غل کہ لرزتے تھے دشت و در
نکلیں رسول زادیاں خیمہ سے ننگے سر
اک شور تھا کہ لٹتا ہے خیر النسا کا گھر
رانڈون کے تھے یہ بین کہ اب دربدر ہوئے
بچے پکارتے تھے کہ ہم بے پدر ہوئے

الغرض ہمارے مولا بے سر ہوگئے

اور حضرت زینبؑ بے برادر اور حضرت سکینہ بے پدر ہوگئیں اُس وقت کا حال سطح پر تحریر ہے کہ جب اہلبیتؑ اطہار نے شور گریہ وزاری بپا کیا کہ اسی عرصہ مین **نظم**

ناگاہ آسمان سے ایک محمل سیاہ
تھی آگے آگے فوج ملائک باشک و آہ
اتری قریب لاش شہِ عرش بارگاہ
حوران خلد گرد تھیں با حالت تباہ
غل تھا کہ آج دفتر عالم الٹ گیا
سردار کائنات کا سر تن سے کٹ گیا

اُس غل میں طرقوا کی مکرر جو تھی صدا
کہتے تھے سب مقرب درگاہ کبریا
تھی دور دور فوج ملائک پیادہ پا
آنکھوں کو بند کرلو کہ یہ ہے ادب کی جا
افلاک ہل رہے ہیں زمین تھرتھراتی ہے
بیٹی خدا کے دوست کی مقتل میں آتی ہے

نزدیک لاش آئیں جو وہ آسمان جناب
چلائی سر کو پیٹ کے با دیدۂ پرآب
غربت پسر کی دیکھ کے دل کو رہی نہ تاب
ہے ہے پڑا ہے خاک پہ فرزند بوتراب
نکلی ہوں اس الم مین گریبان کو پھاڑ کے
کیا ملگیا لعینوں کو یہ گھر اجاڑ کے

مان صدقے اے مسافر ملک عدم حسینؑ	بیکس حسینؑ حامل ظلم و ستم حسینؑ
ہے ہے ہوا بدن سے ترا سر قلم حسینؑ	جائینگے کس طرف ترے اہل حرم حسینؑ
جا کر وطن مین ہائے نہ آباد گھر ہوا	صدقے گئی سفر مین جہان سے سفر ہوا
مادر کو دو جواب مرے کم سخن حسینؑ	تیغون سے چور ہو گیا سارا بدن حسینؑ
لائی تھی یان اجل تجھے اے بیوطن حسینؑ	ہے ہے ہوا نہ تجھکو میسر کفن حسینؑ
بٹیا تری تلاش کو کس بن مین جاؤن مین	بچے مرے کدھر سے تجھے ڈھونڈھ لاؤن مین
یہ گل سا جسم اور یہ جلتی زمین حسینؑ	کیونکر اٹھاؤن تجھکو مرے نازنین حسینؑ
وا حسرتا کہ جسم کہین سر کہین حسینؑ	کس نے مٹا دیا تجھے میرے حسین حسینؑ
پیاسا گلا کٹا کے جہان سے گزر گئے	دنیا میں نام رہگیا اور آپ مر گئے
اے شہسوار وادی الفت کدھر ہو تم	اے تاجدار ملک شفاعت کدھر ہو تم
زہرا کی عمر بھر کی بضاعت کدھر ہو تم	اے سرو بوستان شہادت کدھر ہو تم
جنگل مین آکے زیست دغا دیگئی تجھے	اے میرے لعل موت کدھر لے گئی تجھے
اے کاشف علوم خدا مین ترے نثار	مذبوح تیغ ظلم و جفا مین ترے نثار
اے گوہر محیط قضا میں ترے نثار	اے سالک طریق رضا میں ترے نثار
دی جان عاصیون کی شفاعت کیواسطے	زہرا کا گھر لٹا گئے امت کے واسطے

امیدوار ہون کہ سب مومنین مؤلف کے حق مین اس دعا پر آمین فرمائین۔

کر عرض وزیر اب یہی تو شاہ ہدیٰ سے
ملجاؤن قیامت میں بہتر رفقا سے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس در شہادت پسران حضرت زینبؑ

زینبؑ نے حق الفت سرور ادا کئے ۔ دو لعل ایک مرتبہ شہ پر فدا کئے

حاکیان حکایت درد و الم و راویان روایت ظلم و ستم حکایت شہادت نونہالان باغ جعفری و سروروانان مرتضوی اس طور پر تحریر فرماتے ہین کہ ہنوز وجود باجود ان صاحبزادونکا عالم شہود مین نہ آیا تھا کہ حضرت زینب نے قصد مصمم فدا کرنے صاحبزادون کا قدوم میمنت لزوم اپنے بھائی یعنی امام حسینؑ پر کرلیا تھا روایت ہے کہ ایک روز جناب رسولخدا مسجد میں رونق افروز تھے کہ ناگاہ جناب اسداللہ الغالب علی ابن ابی طالبؑ تشریف لائے اور حسنینؑ آپکے ہمراہ تھے چنانچہ **نظم**

نانا کا جو دیدار مبارک نظر آیا ۔ تسلیم کو سر ننھا سا دونون نے جھکایا
نانا نے انھین بغلون کا قرآن بنایا ۔ لپٹا کے گلے زانوؤں پر اپنے بٹھایا
بوسے کیلئے دونون کا حلقوم ودہان تھا ۔ اک زہر کا اک تیرش خنجر کا نشان تھا

کہ ناگاہ حضرت جبرئیلؑ بحکم رب جلیل نازل ہوے اور عرض کی یارسول اللہ آپ کو یہ نواسے بہت پیارے ہین ارشاد فرمایا آپ نے کہ اے جبرئیلؑ جائے انصاف ہے کہ مین انکو کیونکر اپنا دل و جگر نہ سمجھون کہ یہ میرے گوشت و خون ہین اور انکا گوشت و خون میرا گوشت و خون ہے انکی خوشی بھی میری خوشی ہے انکا رنج میرا رنج ہے پس عرض کی جبرئیلؑ امین نے **بیت**

یہ بوس و کنار اور یہ دیدار مبارک ۔ پیارون کو یہ گود آپ کو یہ پیار مبارک

مگر خداوند کریم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اے رسولؐ مقبول واضح ہو کہ جسقدر پیغمبر پیدا ہوئے سب پہ بلا نازل ہوئی ہے اور یہ تجربہ انکا کیا گیا ہے پس ہم تمکو بھی اپنی محبت کی کسوٹی پر کسنا چاہتے ہین **بیت**

خالص ہے وہ دل جسکا مری حب سے بھرا ہے
سونا جو کسوٹی پہ نہ بدلے وہ کھرا ہے

پس ہماری مشیت مین اسطرح گذرا ہے کہ یہ بڑا نواسا تمھارا زہر ہلاہل سے اور چھوٹا نواسا ضرب شمشیر و نیزہ و تیر سے درجۂ شہادت پر فائز ہو مگر اسوقت کہ جب دنیا مین تمؐ اور زہراؑ و علیؑ مرتضیٰ کوئی ہون

نظم

تیرون سے بچا لینے کو نانا بھی نہووے
پانی کے پلا دینے کو بابا بھی نہ ہووے
بازو بھی نہ پہلو مین ہو بیٹا بھی نہ ہووے
منھ ڈھانپنے کو لاش پہ زہرا بھی نہووے
کنبے کو سہوار دنے کے کچھ اور نہ ہووے
لاشہ کو حنوط و کفن و گور نہ ہووے

اور جو تمھاری نواسیان پردۂ عصمت مین ہین بلوے مین با سر عریان شہر بشہر پھرائی جائین دربار مین بے مقنعہ و چادر مثل بندی کے حاضر کیجائین کیونکہ از آدم تا عیسےٰ ہر ایک نبی پر ستم ہوئے تھے پس اب تمھارے نواسون مین شعر

شربت ہے حسنؑ کے لئے الماس جفا کا
پر خاتمۂ شبیرؑ پہ ہے رنج و بلا کا

پس اگر امت کو پیار کرتے ہو تو نواسون کی شہادت منظور کرو پس بعد سماعت فرمان حاکم دوجہان آپ خانۂ فاطمہ زہرا مین آئے اور تمام حال بیان کیا بسماعت اس حال کے حضرت فاطمہؑ زار زار و ائے حسنؑ ہائے حسینؑ کہکر رونے لگین تب جناب رسولخداؐ نے تشفی دیکر فرمایا کہ اے فاطمہؑ ابھی تو کوئی صدمہ نہین ہے تمھارے فرزندون کو شعر

مرنے پہ چھری میرے کلیجہ پہ پھرے گی
سنہ ساٹھ مین بجلی ترے خرمن پہ گریگی

پس یہ کلمہ سنکر حضرت فاطمہؑ کو اور ملال ہوا اور عرض کی کہ اے بابا یہ تو اور ستم ہے کہ حرم میرے حسینؑ کے قید ہونگے اور چھوٹے چھوٹے بچے پیاس سے تڑپین گے شعر

ہم مین سے نہ اس معرکے مین ہووے گا کوئی
اے وائے مقدر نہ جسے روئے گا کوئی

ارشاد فرمایا جناب رسولؐ مقبول نے اے فاطمہؑ کیون مومنین کسقدر فخر و مباہات کا مقام ہے کہ ہنوز آپ لوگون کا وجود بھی نہین تھا مگر تمھاری قدر و منزلت مکنون خاطر جناب رسولخداؐ کو کس درجہ تھی کہ آپ نے فرمایا کہ اے فاطمہؑ اگر ہم تم اور علیؑ نہونگے تو کیا ہے ۔ نظم

یہ حصہ خاصان قدیر ازلی ہے	جن شیعون کا دل قبر حسینؑ ابن علی ہے
پیاری نہ مرے پیارے سے اولاد کرینگے	پانی بھی پئین گے تو اسے یاد کرینگے
سر کھولین گے منھ پیٹین گے فریاد کرینگے	وہ لوگ مری روح کو سب شاد کرینگے
قربان مین انکے یہ شرف جنکو ملا ہے	فردوس میں جائینگے یہی انکا صلا ہے

بعض روایت میں دیکھا کہ حضرت فاطمہؑ زہرا نے دو تربت چھال خرما سے بنا کر ماتم جناب حسنینؑ کا اسقدر کیا کہ تمام عورات بنی ہاشم جمع ہوگئین اور جو مصائب کہ حسنینؑ پر گذرے ہیں اُن تمام مصائب کا بیان بیبیون مین فرمایا۔ **نظم**

ہمسائیون سے کہتی تھی محبوب کی پیاری	پُرسا دو لٹی ہائے نبی زادی تمھاری
باقی نہ رہی اب کوئی اُمید ہماری	اے لوگو غریبوں کی یہ قبریں ہیں میں واری
اب گھر نہیں گھر لٹ گیا مجھ کو کھصر جلی کا	یہ تعزیہ خانہ ہے حسینؑ ابن علیؑ کا

پس اگر ذکر ماتم جناب فاطمہ زہراؑ کا تحریر کردن تو جو مطلب نحیف کا ہے وہ رہجاویگا اور مجلس کو طول ہوجاویگا جسوقت یہ حال گریہ وبکا کا جناب زینبؑ نے معائنہ کیا پاس اپنی والدۂ بزرگوار کے آئین اور قریب بیٹھ گئین ناگاہ نگاہ آپ کی اُن تربتہائے چھال خرما پر پڑ گئی پس گھبرا کر مستفسر ہوئین کہ ہے ہے کنبہ میں ابھی سب سلامت ہیں۔ **نظم**

یہ کیا ہے بتا دو مجھے خوف آتا ہے امّان	دل انکی زیارت سے پھٹا جاتا ہے امّان
مان بولی انھین کا تو مجھے رنج والم ہے	اک تربت شبیرؑ ہے اک قبر حسنؑ ہے

اے زینبؑ یہ تربت تمھارے بھائیون کی ہے اور بعد میرے حسنؑ تو زہر ہلاہل سے گھر مین شہید کیا جائے گا لیکن **نظم**

شبیرؑ کے مرنے کو نہ گھر ہے نہ وطن ہے	غربت میں شہادت ہے نہ مرقد نہ کفن ہے
رونا ہے یہی ذبح یہ جب ہوئینگے زینبؑ	ہم کاہیکو ہونگے جو انھیں روئینگے زینبؑ
بس جلتے ہی جی میں نے یہ کی تعزیہ داری	ارمان تھا اک یہ بھی سو پورا کیا داری

کچھ سوچ کے تائید خدا سے وہ پکاری	امان جو نہ تم ہو گی تو لونڈی یہ تمھاری
ہیں روؤنگی میں پیٹونگی ہیں سوگ کرونگی	صدقے گئی ہیں ہونگی ویا مین بھی نہ ہونگی

یہ سنکر جناب فاطمہؑ زہرا بحسرت طرف جناب رسولخداؐ کے دیکھنے لگین تب جناب پیغمبر خدا نے فرمایا کہ اے فاطمہؑ گو زینبؑ صغیر سن ہے مگر جو نوشتۂ تقدیر ہے وہ اُسکی زبان سے جاری ہے **نظم**

تم کہدو کہ تو کیون نہ وہاں ہووے گی زینبؑ	اٹھارہ بنی فاطمہؑ کو رووے گی زینبؑ
تا حشر کہیگی یہ مثل ساری خدائی	زینبؑ سی بہن ہووے تو شبیر سا بھائی
بھائی پہ کریگی یہ نثار اپنی کمائی	سُن لیجیو تم خلد میں کیا کام یہ آئی
شہروں میں بیاں اسکی شکیبائی کا ہوگا	یہ اونٹ پہ اور نیزہ پہ سر بھائی کا ہوگا
دیکھی نہ سُنی جو وہ بلا دیکھے گی زینبؑ	سب کنبہ کا رسّی مین گلا دیکھے گی زینبؑ
معصوموں کو بے آب و غذا دیکھے گی زینبؑ	یہ اسکا مزا روز جزا دیکھے گی زینبؑ
شیعوں کو جہنم سے امان بخشے گی زینبؑ	چاہے گی جسے اسکو جنان بخشے گی زینبؑ

پس حضرت فاطمہؑ نے بسماعت اس کلمہ کے حضرت زینبؑ کیطرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے زینبؑ تو اسقدر عاشق میرے حسینؑ کی ہے قربان ہو فاطمہؑ کی جان تجھ پر سے **بیت**

ظاہر ہوا یہ مجھ پہ تو احسان کرے گی	فرزندوں سی شئے بھائی پہ قربان کریگی

پس اُسی دن سے وہ شاہزادی اس دار ناپائدار مین غمگین اور نالہ کش رہا کرتی تھی اور مثال لالہ داغ الم اپنے سینہ پر لیا کرتی تھی تا اینکہ بعنایت الٰہی اُسکے گلزار تمنا میں دو گلعذار یکے بعد دیگرے پیدا ہوئے اُسی روز سے آپ نے درگاہ الٰہی میں وعدہ فرمایا کہ اگر یہ دونوں نور دیدہ میرے بعنایت الٰہی سلامت و برقرار رہینگے تو میدان کربلا مین سبط رسول الثقلین یعنی امام حسینؑ پر نثار کرونگی اور اسی اُمید مین خدمت اپنے فرزندوں کی کیا کرتی تھی **نظم**

جب انکو دیا دودھ لیا مرنے کا وعدہ	بیٹوں نے اشاروں سے کیا مرنے کا وعدہ
دی جھولے مین لوری تو کہا فدیۂ شبیرؑ	مکتب جو گیا کی فقط اخلاص کی تفسیر

باہر جو نکلنے لگے وہ صاحب توقیر	لے دی انھیں ننھی سی سپر چھوٹی سی شمشیر
ہر پھندے نے کھولا تھا یہ اسرار زرہ مین	زینبؑ کی ہر اک بات کو باندھا تھا گرہ میں

پس لڑکپن ہی سے حضرت عونؑ و محمدؑ کو عشق اپنے آقا جناب امام حسینؑ کا تھا اور اسی شوق میں ہمیشہ راغب تعلیم ہنر جنگ کے رہتے تھے چنانچہ روایت ہے کہ حضرت عباسؑ اور حضرت قاسمؑ و علیؑ اکبرؑ سے تمام آئین جنگ و جدال سیکھتے تھے پس یہ حال دیکھکر اکثر حضرت عباسؑ بخدمت جناب امام حسینؑ عرض فرماتے تھے کہ اے آقا **بیت**

اللہ نے زینبؑ کو عجب لال دیے ہین	قاسمؑ سے سب اطوار حسنؑ یاد کیے ہین

بس جس وقت کہ ہنر جنگ و جدل تعلیم پاکر وہ دونون گلعذار گھر مین تشریف لاتے تھے

تو آپ فرماتی تھین **بیت**

دنیا کی خوبیان جو ہیں سب انکے واسطے	میں پالتی ہوں دونون کو اک دن کے واسطے

پس جسوقت یہ کلام مادر ناکام کے وہ دونون لالہ فام سماعت فرماتے تھے تو بخدمت جناب علیا زینبؑ کے عرض کرتے تھے کہ اے امان جان اپنی نیت کو برقرار رکھیے گا انشاء اللہ تعالے یونہیں ہوگا اسوقت حضرت زینبؑ فرماتی تھین کہ ہان اگر تقدیر زینبؑ کی رسا ہے تو مراد دلی برآویگی مگر اے عونؑ و محمدؑ امتحان میدان کارزار بہت صعب و دشوار گذار ہے اور تم دونوں ابھی ناآزمودہ کار ہو تب دونون صاحبزادے حالانکہ ابھی صغیر سن تھے یون گزارش کرتے تھے **بیت**

ہم دونون بھانجے ہیں امام سعید کے	پوتے شہید کے ہیں نواسے شہید کے

نظم اے امان جان ہم

ایسے نہیں کہ بھاگ کے میدان سے آئینگے	اماں تمھارے سر کی قسم سر کٹائین گے
قاسمؑ سے پہلے مرنے کو میدان میں جائینگے	ہنس ہنس کے اپنے چہرون پہ تلوارین کھائینگے
اک دن مزے اٹھاؤگی تم ان کلامون کے	اقرار دیکھ لیجیو اپنے غلامون کے
خوش ہوتی تھی یہ سنکے وہ فرزندون کے کلام	لکھا ہے پہونچے دشت مصیبت میں جب

آمادۂ نبرد ہوے ساکنان شام	جس دم شب شہادت سرور ہوئی تمام
دونوں طرف سے فوج کی تیاریاں ہوئین	اور بے حواس فاطمہؑ کی پیاریاں ہوئیں

پس صبح عشرۂ محرم کا یہ حال ہے کہ بعد فراغت نماز ناخدائے جہاز آل نبی یعنی فرزند زہراؑ و علیؑ مع عزیز و اقارب آمادۂ پیکار ہوا کیونکہ اُن ملاعین بے دین سے بمشکل تمام مہلت اُس شب کی پائی تھی چنانچہ روایت ہے کہ بعد شہادت اصحاب باوفا جب نوبت عزیزان ماہ لقا کی آئی اور دونون صاحبزادے حضرت مسلمؑ کے قربان سر حسینؑ ہو گئے تب حضرت عونؑ و محمدؑ کو جوش شجاعت نے بیتاب کیا اور بخدمت بابرکت جناب امام حسینؑ حاضر ہو کر اجازت طلب کی مگر آپ نے بفرط محبت ہمشیر کے رخصت میں تامل فرمایا **نظم**

یان ذکر یہ تھا اور وہان زینبؑ بے پر	تھیں صحن میں خیمہ کے سراسیمہ و مضطر
اشک آنکھون مین اور دوش پہ ڈھلکی ہوئی چادر	اِس صبح میں مارے گئے مسلم کے بھی دلبر
بن باپ کے بچے تو سفر کر گئے ہے ہے	پیارے مرے فرزند نہ کیون مر گئے ہے ہے

اور اس طرف حضرت عونؑ و محمدؑ بخدمت جناب امام حسینؑ گزارش رخصت کرتے تھے کہ اسی عرصہ مین جناب امام کون و مکان داخل عصمت سرائے ہوے اور عقب انکے دونون بھانجے اور حضرت علی اکبرؑ بھی تشریف لائے کہ جناب امام حسینؑ قریب زوجہ مسلمؑ کے آکر بیٹھ گئے **بیت**

صدمہ ہوا منہ اشکوں سے دھونے لگے حسینؑ	رومال رکھ کے آنکھوں پہ رونے لگے حسینؑ

اِسی اثنا میں جناب زینبؑ بھی تشریف لائین **نظم**

مان کی طرف جو عونؑ و محمدؑ نے کی نظر	منہ پھیر کر جھکا لیا زینب نے اپنا سر
بھائی سے بھائی نے یہ کہا تب بچشم تر	امان خفا ہین کچھ جو نہیں دیکھتین ادھر
کیا جانین وہ کہ دیر کا یان کیا سبب ہوا	رخصت ہین اور پیچ پڑا لو غضب ہوا
یہ کہکے مان کے پاس گئے دونوں مہ لقا	ڈر ڈر کے کانپ کانپ کے منت سے یہ کہا
ہم مانگتے ہین دیر سے میدان کی رضا	دیتے نہیں مگر شہ دین رخصت وغا

بیوجہ جدا ہوں سے مگر حضور رہیں	امان خدا گواہ کہ ہم بے قصور رہیں
بولی یہ رو کے خواہر سلطان بحر و بر	اب دھیان آیا مر گئے مسلم کے جب پسر
لاشے یہ لاشے آنے میں گزری ہے دوپہر	کیا کر رہے تھے صبح سے حیران ہوں تھے کدھر
حضرت کے ساتھ اب بھی نہ آتے تو خوب تھا	اکبر کے بعد مرنے کو جاتے تو خوب تھا
مجھ سے بہانہ کرتے ہو آنسو بہا بہا	ہمجولیوں سے رہ گئے پیچھے تمہیں یہ کیا
گویا تو ہو بہت مجھے قائل کرو ذرا	مسلم کے دونوں بیٹوں کو کیونکر ملی رضا
رخصت نہ پائی عذر نئے یہ نکالے ہیں	رکتے ہیں وہ کہیں جو بھلا مرنے والے ہیں

یہ سنکر دونوں صاحبزادے کہ ابھی صغیر سن تھے رونے لگے اور اشک آنکھوں سے بہانے لگے پس اسوقت حضرت زینب کو بھی جوش مہر مادری آگیا سینے سے لگایا اور پیار کرکے نظم

فرمایا پیار سے کہ نہ کانپو یہ ماں نثار	راضی ہوں اب خفا نہیں تمسے میں دلفگار
سچ ہے تمہارا کیا ہے بھلا اسمیں اختیار	دیکھو دلائے دیتی ہوں میں اذن کارزار
ہاں واری تم بھی اذن وغا پر اڑے رہو	ماموں کے آگے ہاتھوں کو جوڑے کھڑے رہو
یہ کہکے گئی شہ کے قرین زینب ناچار	تھے عون و محمد عقب مادر غمخوار
بھائی سے یہ کی عرض کہ اے سید ابرار	یہ دونوں غلام اب ہیں اجازت کے طلبگار
لاکھوں سے وغا کرکے شریک شہدا ہوں	انکو بھی تمنا ہے کہ آقا پہ فدا ہوں

یہ سنکر جناب امام حسین نے ایک آہ کھینچکر آسمان کو دیکھا اور کہا کہ اے زینب یہ دونوں گلعذار باغ جعفری میری جان ہیں مجھ سے انکا داغ نہ اٹھے گا **بیت**

ہیں یہ گل تر حیدر و جعفر کے چمن کے	کھویا ہے کسی بھائی نے بیٹوں کو بہن کے

یہ کہکر آپ اشک بہاتے ہوئے باہر چلے گئے کہ خیمہ میں رہونگا تو زینب خواہ مخواہ اصرار کرکے رخصت میدان ان نونہالوں کو دلاویگی پس حضرت تو خیمہ سے باہر گئے اسطرف حضرت زینب نے دونوں شاہزادوں کو ساتھ لیا اور اپنے خیمہ میں تشریف لاکر تبرکات کا اسباب نکالا اور نظم

پوشاک جو منظور تھی انمین سے اُٹھائی	زہرا کی ردا اور شہ مردان کی عبا لی
پھر کھینچ کے دو تیغین دین فضہ کو برابر	فرمایا کہ ہاں سایہ کران شیرون کے سر پر
فرزندون کو پہناتی ہون مین جنگ کا زیور	اللہ کرے تیغون سے پھل پائین یہ صفدر
مقتل سے جو ملنے کو یہ حیدر کے گلے جائین	فردوس تلک سایہ مین تیغون کے چلے جائین
دو ٹکڑے پھر اُسنے کئے زہرا کی ردا کے	دو حصہ کئے حیدر صفدر کی عبا کے
دہ پارچے ان دونوں کو ایک ایک اُڑھا کے	فرمایا کہ تم شیر ہو ہاں شیر خدا کے
اعدا سے لڑو شہ پہ فدا جان کرو تم	دُہرے تمھیں خلعت دئے دو کام کرو تم

الغرض فرزندوں کو پوشاک پہنا کر پٹکے سے کمر اور پشت اقدس پر سپر باندھکر خود زرین سر پر رکھکر واسطے جنگ کے تیار فرمایا بعد باندھنے اسلحۂ جنگ کے دونوں صاحبزادون کو انگوٹھی پہنا کر فخر سلیمان بنایا ہیکلین نادعلی کی زیب گلو فرمائین اور حمائل قرآن گلے مین لٹکائین بیت

غل تھا کہ دو دولہا ہی ستم چرخ کہن سے	اسطرح کے دولہا رہین محروم دولھن سے

الغرض آنکھوں میں سرمہ لگاکر بالوں میں شانہ کرکے فرمایا کہ نظم

حاضر ہین حبیب کے علمدار کے پوتے	تیار ہیں اب جعفر طیار کے پوتے
اے موت انھیں قبر کے رستے پہ لگا دے	گھر کی مرے پردیسیوں کو راہ بتادے
تلوار کا پانی مرے پیاسوں کو پلادے	زینبؑ کی مرادوں کے چراغ آج بجھا دے
دربار خدا میں انھیں جانا ہو مبارک	جیتے ہوئے پھر گھر میں نہ آنا ہو مبارک

اے حضرات رسم دنیا تو یہ ہے کہ جب فرزند گھر سے جاتا ہے تو ماں درگاہ خدا میں دعا کرتی ہے کہ میرے بیٹے کو خیر سے آنا نصیب ہو نظر بد سے بچا رہے برخلاف اسکے حضرت فرماتی ہیں

ع جیتے ہوئے پھر گھر میں نہ آنا ہو مبارک

پس جب اسطرح پر رخصت کے واسطے تیار کر لیا تو خیال فرمایا کہ برادر بزرگوار بروقت طلب اجازت رخصت ڈرتے ہوئے باہر چلے گئے ہیں اگر میں ان گلرخوں کو تنہا بھیجدوں تو شاید

آپ روک لین اور یہ گلعذار اس بادشاہ کونین سے کچھ نہ کہہ سکین دوسرے یہ بھی خیال تھا کہ مین نے ابتدا مین حضرت فاطمہ زہراؑ سے وعدہ کیا تھا کہ مین اپنے بیٹون کو میدان کربلا مین حسینؑ کے سر پر صدقہ کرونگی وہ منت بھی پوری کرنی ہی **نظم**

یہ کہکے بلا بھیجا شہ دین کو بہ تکرار	فضہ بھی سراسیمہ گئی آئی کئی بار
آیا نہ مگر خیمہ مین وہ واقف اسرار	زینبؑ نے کہا بیٹوں سے لو اماں ہے ناچار
خیمہ مین شہ کرب وبلائی نہیں آتے	کس پر تمھین صدقے کروں بھائی نہین آتے
فضہ سے کہا تو نے مرا نام لیا تھا	ہمشیر بلاتی ہین یہ بھائی سے کہا تھا
کیون آئے نہ یاں خیر تو ہے کام انھیں کیا تھا	کیا ابن حسنؑ رن کی رضا مانگ رہا تھا
کیا تھا نباہ ہے اکبرؑ نے شہ دین کی کمر کو	عباسؑ علی شہ پہ فدا کر گئے ہیں سر کو
فضہ نے کہا خیر ہے اے دختر زہراؑ	سب کچھ کہا لونڈی نے حضور شہ والا
آئے تو نہ وہ روکے یہ بولے کہ میں سمجھا	زینبؑ سے کہا بیٹون نے مقسوم یہ اپنا
سن کیا ہوا گم اپنا کہ لو درجے بھی کم ہین	ماموں پہ فدا ہونے کے قابل نہیں ہم ہین

اسوقت کا حال پریشانی جناب زینبؑ کیا عرض کرون کبھی آسمان کو دیکھتی تھیں کبھی بیٹوں کیطرف نگاہ یاس سے تکتی تھیں **نظم**

تب روکے یہ زینبؑ نے کہا مڑ کے نجف کو	یا شاہ نجف آؤ غریبوں کی طرف کو
سر نذر دیا حرؑ نے بھی زہرا کے خلف کو	محتاج نواسے ہیں شہادت کے شرف کو
مقتل میں قضا لوٹتی ہے سب کی کمائی	اب تک نہ ٹھکانے لگی زینبؑ کی کمائی
پھر بولی کہ یا جعفر طیارؑ تم آؤ	پوتون کی سفارش کرو اعجاز دکھاؤ
مقتل میں حسینؑ ابن علی کو یہ سناؤ	صدقہ لئے بیٹھی ہے بہن خیمہ میں جاؤ
ہدیہ بچہ پذیرا نہ ہوا روتی ہے زینبؑ	لیلو یہ تصدق کہ سبک ہوتی ہے زینبؑ

یہ کہکر صاحبزادون سے فرمایا کہ تم مت روؤ مشکل اب آسان ہوئی جاتی ہے اگر شبیرؑ نہیں لیتے

ہین تو خیر تم میرا ہاتھ پکڑلو مین خود میدان میں چلکر گرد سید ابرار پھر اکر تمکو رخصت دلاکر روانہ جنگاہ کردنگی اسوقت حضرت عونؑ و محمدؑ نے عرض کی کہ اے امان جان ہمارے جیتے جی اگر آپ خیمہ سے نکلین گی تو پھر ہم کفار بدشعار کو کیا منھ دکھلائینگے کیون حضرت ان صاحبزادون کو یہ خبر نہ تھی کہ بعد دوپہر کے ہماری والدہ لشکر کفار بدشعار مین سر برہنہ ہوجاوینگی الغرض یہ گذارش فرماکر **نظم**

زینبؑ سے کہا عونؑ و محمدؑ نے یہ رورو
تم حضرت عباسؑ کو میدان سے بلالو
ماموں نہین آتے تو نہ تکلیف دو اُن کو
ساتھ انکے ہمیں کردو جو کہنا ہو سو کہدو

اِسوقت سب اسرار خفی ہمپہ جلی ہین
امداد کو جعفرؑ ہیں سفارش کو علیؑ ہیں

اور جناب خاتون قیامت فاطمہؑ زہرا اور رسول خداؐ ابھی تشریف لائے ہین ناچار حضرت زینبؑ نے پھر فضہؑ سے فرمایا کہ اے فضہؑ ابکی مرتبہ تو پھر جا اور عباسؑ علیؑ سے کہنا کہ اے عباسؑ **بیت**

گھر مین نہ حسینؑ آئے تو گھبراتی ہے زینبؑ
تم آؤ تو آؤ نہیں خود آتی ہے زینبؑ

یہ سنکر حضرت عباسؑ نے طرف روے اطہر امام انام دیکھا تب چشم امام سے اشک رواں ہوئے اور حضرت عباسؑ سمت خیمۂ اطہر کے روانہ ہوئے تو دیکھا کہ حضرت زینبؑ دروازہ پر استادہ ہین **نظم**

عباسؑ نے کی عرض کہ تم سب کی بڑی ہو
وہ سامنے شبیر ہین تم در پہ کھڑی ہو
روکر کہا زینبؑ نے کہ قابو نہیں دل پر
تم آئے بھلے کو میں چلی تھی ابھی باہر
کیون میرے بلانے سے نہ گھر آئے برادر
مارا گیا مہمان مرا حُر دلاور
بالفرض خبر میری نہ وہ لینے کو آتے
برسا تو بھلا حُرؑ کا مجھے دینے کو آتے

پس حضرت عباسؑ نے فرمایا کہ اے زینبؑ ایک شبیرؑ کیا کیا کرین اصحاب باوفا کو اُٹھائین یا عزیزونکا پرسا اہل حرم کو دین یا تشفی حرم محترم فرمائین ابتو انکو کوئی عزیز نہین ہے **بیت**

امت کی دعا حق سے طلب کرتے ہین شبیرؑ
وہ ہی سے بشر ہیں کہ یہ سب کہتے ہیں شبیرؑ

اے زینبؑ بہن نے ہر چند ہاتھ جوڑ کے عرض کی کہ ہمشیر بلاتی ہین خیمہ میں ہو آئیے کوئی ہرج نہین ہے مگر منظور نہ فرمایا اور ارشاد کیا کہ اے عباسؑ زینبؑ بیٹون کو تصدق کرنے گے

واسطے بلاتی ہے اور مجھکو یہ گوارا نہین ہے کہ وہ سات آٹھ برس کے بچے گلا کٹائین زینبؑ کو داغ مفارقت دکھائین پس بسماعت ان کلمات کے حضرت زینبؑ نے فرمایا کہ اے بھائی عباسؑ میرے کچھ حقوق آپ پر بھی ہین آپ نے عرض کی کہ بچشم پس ارشاد کیا حضرت زینبؑ نے **نظم**

گو صدقے کے قابل مرے دلبر نہیں عباسؑ	میں کیا کروں کچھ اور میتسر نہیں عباسؑ
پہلے مری جانب سے بہت جوڑیو تم ہات	اور عذر یہ کرنا میں تہیدست ہوں ہیہات
کچھ پاس نہیں لائق نذر شہ خوش ذات	مطلب کا یہ ایک نکتہ ہے سو بات کی اک بات
گھر میں نہ قدم رنجہ کیا شاہ زمن نے	بھجوایا ہے صدقہ انہیں نادار بہن نے

اور میں خیمہ کے در پہ کان لگائے کھڑی ہوں تمھاری گذارش شبیرؑ کا ارشاد سن لونگی الغرض ہمراہ حضرت عباسؑ دونوں شہزادے روانہ خدمت بابرکت حضرت امام حسینؑ کے ہوئے اور حضرت زینبؑ خیمہ کی ڈیوڑھی پر استادہ تھین کہ **نظم**

عباسؑ دلاور سر پرنور کو نہوڑائے	زینبؑ کے جو بیٹوں کو لئے شہ کے حضور آئے
شہؑ نے کہا عباسؑ مرے واسطے کیا لائے	کی عرض کہ دو داغ کلیجہ کے لئے ہائے
سر کھولا ہے زینبؑ نے برا حال کیا ہے	اور انکو تصدق کے لئے بھیجدیا ہے

یہ سنکر حضرت شبیرؑ کچھ فرمانا چاہتے تھے کہ درِ خیمہ سے حضرت فاطمہ کی جائی نے آواز سنائی کہ اے بھائی جان فدا ہو جان زینبؑ کی تم پر سے انکار نہ فرمانا ورنہ زینبؑ کنبہ میں حقیر ہوگی آپ فیاض ابن فیاض ہین سائل کا سوال رو نہ فرمائیے پس جناب امام حسینؑ فکر میں تھے کہ **نظم**

ہاتف نے ندا دی کہ انھیں نذر خدا دو	زہراؑ نے صدا دی کہ شہید انکو بنا دو
حیدرؑ نے پکارا کہ رہ خلد بتا دو	جعفرؑ نے کہا ہاں مرے پیاروں کو جنا دو
ایسے تو کہیں بھانجے ہوتے نہیں شبیرؑ	گیا صدقے کے قابل مرے پوتے نہیں شبیرؑ
پس شہ کو بجز صبر و رضا کچھ نہ بن آیا	دونوں کو کئی بار کلیجے سے لگایا
گودی میں اٹھا کر انھیں گھوڑوں پہ چڑھایا	ان دونوں نے رہوار ونکو کاوے پہ لگایا

ماموں کے اور اکبر کے پھرے گرد خوشی سے | اور ناد علیؑ کرنے لگے ورد خوشی سے

پس جسوقت حضرت امام حسینؑ سے اجازت میدان کارزار پائی حضرت زینبؑ دروازہ خیمہ سے ملاحظہ فرما رہی تھیں کہ دونوں صاحبزادوں کو آواز دیکر فرمایا **نظم**

زینبؑ پکاری ملگئے لو خلعت وقار | مجرے کرو دعائیں دو صدقے ہو سات بار
کیوں اب تو سرفراز ہوئے تم پہ میں نثار | دیکھوں تو کیسی کرتے ہو میداں میں کارزار
بولے پسر کریم کا افضال چاہیئے | شہ کی دعا حضور کا اقبال چاہیئے

القصہ خیمہ اطہر کی طرف سر جھکا کر آداب عرض کر کے سمت لشکر بدکردار روانہ ہوئے جسوقت کہ بمقابل اس فوج اشقیا کے تشریف لائے اسوقت **نظم**

دیکھا جو جلال ان کا تو کہنے لگا لشکر | لو آئے دو یوسف دو سلیماں دو سکندر
دو حمزہؑ دو حیدرؑ کرار دو جعفرؑ | دو غازی و دو شیر دو عباسؑ دو اکبرؑ
ٹھہر اسکے نظر بعضوں نے کی چرخ بریں پر | ہیں شمس و قمر آج فلک پر کہ زمیں پر

یہ دیکھکر ہر ایک نابکار حیران ہوگیا اور صاحبزادوں سے گذارش کی کہ تم کس باغ کے ثمر ہو کس نامراد ماں کے پسر ہو جو اس سن میں تمکو اپنی جانیں بھاری ہو گئیں ہیں اپنے حسب و نسب سے آگاہ کرو تب وہ دونوں شاہزادے بقصد رجز خوانی کے آگے بڑھے **نظم**

زینبؑ نے کہا عز و شرف بڑھتے ہیں لوگو | سنیو مرے فرزند رجز پڑھتے ہیں لوگو
یاں پھول برسنے لگے پیاسوں کے دہن سے | فرمایا یہ دونوں نے ہر ایک تیغ فگن سے
رستم کو غلام اپنا بھگا دیتا ہے رن سے | دعوے غلامی ہے حسینؑ اور حسنؑ سے
کیا رشتہ بتائیں تمھیں کافی یہ شرف ہیں | ہم دونوں غلام پسر شاہ نجف ہیں
لاشوں پہ حسینؑ آئینگے جب پیار کے مارے | اسوقت ہمیں پوچھیو آقا سے ہمارے
تم انکے ہو کون اور یہ ہیں کون تمھارے | اغلب ہے کہ شفقت سے کہیں بھانجے پیارے
بیگانے بھی جو شہ کی رفاقت میں ہوئے ہیں | اللہ و نبی کے وہ عزیز آج ہوئے ہیں

القصہ بعد رجز خوانی کے وہ دونوں شاہزادے مصروف کارزار ہوئے اور سیکڑوں اعدائے بدشعار کو داخل جہنم کیا جبکہ اُن ملعونوں نے دیکھا کہ اب کسی طرح نباہ اُن نیمچون سے نہ ملیگی تب مشورہ کرکے ایک ملعون طرف خیمۂ اطہر کے آیا اور فریاد کرنے لگا کہ اے شاہزادی کونین آج تمھارے فرزند دلبند جوش شجاعت حیدری و قوت جعفری دکھارہے ہیں اور تمھارے نانا کی اُمت کو قتل کیئے ڈالتے ہیں اور ہماری گریۂ وزاری و فریاد بانالہ و بیقراری پر توجہ نہیں فرماتے ہیں براہ روح رسول مقبول و فاطمہ بتول ہماری سفارش کرو کہ تم بیٹی صابر کی ہو قربان رحم دلی حضرت زینبؑ کے فوراً باستماع استغاثہ اُس ملعون کے **نظم**

زینبؑ نے یہ سُنتے ہی کہا خیمے مین رو رو	اُمت ہوئی برباد غضب ہوگیا لوگو
سر کھول کے چلانے لگی رن کی طرف کو	بس بس مرے شیرو مرے پیارو مرے پیارو
جانے دو تمھیں حضرت شبیر کی سوگند	اب ہاتھ اُٹھاؤ تو مرے شیر کی سوگند
میں دودھ نہ بخشونگی جواب وار لگایا	اس قہر کا لڑنا یہ تمھین کس نے سکھایا
گھر سے نکل آؤنگی جو پھر ہاتھ اٹھایا	امت یہ مرے نانا کی کچھ رحم نہ آیا
بیرحمی سے لڑنے کو تو میں نے نہ کہا تھا	نانا کو تو امت کا سدا پاس رہا تھا

پس باستماع اس ارشاد جناب زینبؑ کے دونوں صاحبزادون نے فوراً نیمچون کو روک لیا آہ آہ حضرات نیمچون کا روکنا تھا کہ چاروں طرف سے ان اشقیا نے حملہ کردیا چنانچہ لکھا ہے **نظم**

اُن شیرون کا رکنا کہ بڑھے ظالم بدخواہ	پھر کون سا حربہ تھا کہ اُن پر نہ چلا آہ
چلائے سوئے خیمہ کہ اے مادر ذیجاہ	جرأت سے تو واقف ہوئیں غربت سے ہو آگاہ
دکھلا چکے ہم فوج پہ شمشیر کا جلوہ	اب دیکھیے مظلومی شبیرؑ کا جلوہ

افسوس صد افسوس حضرات مقام رونے اور سر پیٹنے کا ہے یہ وہ وقت آتا ہے کہ حضرت زینبؑ کا جگر شق ہوگیا۔ **نظم**

وہ تو سوئے خیمہ ابھی یہ کرتے تھے تقریر	جو جام اجل آیا لیئے ساقی تقدیر

اور اکبرؑ و اصغرؑ کے جو فدیہ تھے وہ دلگیر — اک برچھی سے بسمل ہوا اور اک ہدف تیر
گھوڑون پہ بغلگیر ہوے پیار سے دونون — اور ساتھ گرے خاک پہ رہوار سے دونون

پس خاک پر گرتے ہی آواز دی کہ اے علی اکبر شاہزادہ کہ نین ماموں جان کو خبر دو کہ غلام اب رخصت ہوتے ہیں آرزو یہ ہے کہ ایک بار اس عالم زندگی میں قدوم میمنت لزوم پر بوسہ دین اور آپ کے گرد پھرین اور تصدق ہوں کہ سعادت دارین حاصل ہووے بمجرد اس آواز کے **نظم**

حضرت سے عرض کی علی اکبرؑ نے دوڑ کر — مارے گئے حضور پھوپھی جان کے پسر
رنگ اُڑ گیا حسینؑ کا سنتے ہی یہ خبر — فرمایا ہائے لٹ گیا بیکس بہن کا گھر
ہم رہ گئے بڑھاپے میں آنسو بہانے کو — عباس آؤ بچوں کے لاشے اٹھانے کو

راوی کہتا ہے کہ اسوقت فضہ دروازہ خیمہ پر یہ سنکر اہلبیت میں گئی اور یہ خبر دی اے اہل حرم سر پیٹو ماتم برپا کرو میری خوزادی کے فرزند شہید ہوے اور **نظم**

زینبؑ سے کہا لال تمھارے گئے مارے — بن بیاہے خوزادے مرے پیارے گئے مارے
زینبؑ نے کہا غصہ سے خاموش خبردار — مان کون پسر کس کے یہ کیا کرتی ہے اظہار
انسان کو لازم ہے سمجھکر کرے گفتار — کیا تو مرے اکبرؑ کی ہے مرنے کی روادار
یہ بات تجھے کہنی مناسب ہے روا ہے — میرا کوئی بیٹا علیؑ اکبر کے سوا ہے
گر قتل ہوئے عونؑ و محمدؑ تو مجھے کیا — دونون نے مرا دودھ پیا تھا نہ پیا تھا
پھر اب مجھے کچھ دیتے نہ دیتے وہ حق اسکا — لا جلد مصلّٰی کہ کروں شکر کا سجدا
اب قبر میں سوئیگی بہت چین سے زینبؑ — فارغ ہوئی اسوقت بڑے دین سے زینبؑ

کیون حضرات کسی مان کا یہ جگر ہے جو حضرت زینبؑ نے کیا کہ اسطرف تو خبر شہادت دونون صاحبزادون کی سُنی اور اسطرف اہلحرم میں کہرام برپا تھا اور آپ فرماتی تھیں **نظم**

لوگو کہو اس آن مبارک ہو مبارک — زینبؑ کو یہ سامان مبارک ہو مبارک

پورے ہوئے ارمان مبارک ہو مبارک — بیٹے چڑھے پروان مبارک ہو مبارک
حسرت تھی کہ بیٹے ہوں مرے شاہ پہ صدقے — صدقے ہوئے وہ آج ہیں اللہ کے صدقے

خیمہ میں تو یہ حال تھا اب میدان کا حال سنئیے کہ جناب امام حسین علیہ السلام و حضرت عباسؑ و جناب علیؑ اکبر جس وقت مین کہ قریب تن مجروح عونؑ و محمدؑ کے پہونچے اسوقت دونوں شاہزادے جراحت کے مارے ریگ گرم پر بیہوش پڑے ہوئے تھے کہ **نظم**

شہ نے کہا اسوقت جو خواہش ہو بتادو — دونوں نے کہا اماں کا دیدار دکھادو
تب اکبرؑ و عباسؑ نے گودی میں اٹھایا — حضرت نے علم کھول کے اُنپر کیا سایا
لے کر جو چلے گھر کو تو رونا بہت آیا — ہر ایک قدم گرتا تھا زہرا کا وہ جایا
تھے زین ڈھلے گھوڑے تو ان شیر نگے رین — اور فاطمہؑ سر ننگے نواسون کی جلو مین

پس جناب علیؑ اکبر سے حضرت امام حسینؑ نے فرمایا کہ اے اکبرؑ تم آگے خیمہ میں جاؤ اور صف ماتم عونؑ و محمدؑ کی بچھاؤ عبداللہ و باقر کو واسطے پیشوائی ان شہیدوں کے لاؤ **نظم**

چپکے سے یہ کہنا مری نادار بہن سے — حیدر کے نواسون کی برات آتی ہے رن سے
شبیرؑ کا ارشاد بجالائے سب اکبرؑ — محشر تو تھا خیمہ میں ہوا اور بھی محشر
بانوؑ اُٹھی لے شیر کو آغوش مین لپٹ کر — عبداللہ و باقر بھی نکل آئے کھلے سر
سر ننگے جلو کے لئے اہل حرم آئے — لاشے لئے باہر سے امام امم آئے
پھر تو پئے تعظیم اُٹھی دختر زہراؑ — پھیلا کے ادھر ہاتھ کیا دونوں نے مجرا
اماں کہا اور کانپ کے دونوں ہوئے گویا — بخشو ہمیں مظلومی شبیرؑ کا صدقا
تلواریں چلیں نیزے لگے تیر چلے ہین — پر ہم نہیں دل کھول کے اُمت سے لڑے ہیں

پس اسوقت حضرت زینبؑ نے فرمایا **نظم**

اماں نہ کہو مجھکو میں لونڈی ہون تمھاری — پیارو تمھیں اس وقت خطا بخشو ہماری
زینبؑ پھری اُن لاشون کے گرد اور پکاری — اس عذر کے صدقے تھیں اس آواز کے واری

تعظیم کسی بیٹے کی ماں نے نہیں کی ہے	پر آج یہ عزت تمھیں اللہ نے دی ہے

ہنوز یہ باتیں حضرت زینب فرما رہی تھیں **نظم**

تسلیم بجا لائے جگر گوشۂ حیدر	کچھ کان میں مادر کے کہا سر کو جھکا کر
وہ بولی ابھی کہنے لگے رو کے ٹھہر کر	زینبؑ نے کہا یہ نہ کبھی مانے گی مادر
اس وقت کہو تم تو یہ حسرت بھی نکالوں	اسوقت تمھے آئیگا وسواس بلا لوں
حیران ہوئیں سیدانیاں اور بولیں سب اکبار	مرتے ہوئے ماں بیٹوں میں کیا ہوتی ہے گفتار
کھلتا نہیں کچھ ہمیں یہ اقرار اور انکار	اسوقت تو آسان ہے آیندہ ہے دشوار
کیا تمسے یہ کہتے ہیں کہ حق شیر کے بخشو	پیاسے ہیں انھیں نام پہ شبیر کے بخشو
زینبؑ نے کہا کہتے ہیں لاشوں کو اٹھاؤ	دو مسندوں پر اکبر و اصغر کو بٹھاؤ
شہزادوں کے جو گرد غلاموں کو پھراؤ	میں کہتی ہوں صدقہ ابھی ہونا ہے تو آؤ
خوش تمسے ہو ماں اور رضامند خدا ہو	شہزادوں کے چوگرد پھرو شہ پہ فدا ہو
جس بات کو کہتے ہیں یہ کس طرح سے مانوں	کیونکر یہ بھلا لاشوں سے ارمان نکالوں
اک جوگ کما کر علیؑ اکبر کو تو پالوں	اور مُردوں کا پرچھانواں ہیں بن بیاہوں پہ ڈالوں
اصغر مرا لاشے سے جو ڈر جائے تو کیا ہو	بچہ ہی تو ہے سہم کے مرجائے تو کیا ہو

پس اہلحرم میں بوجہ محبت زینبؑ کے ایک حشر برپا ہوا اور حضرت بانو نے فرمایا کہ اے زینبؑ تم منھ سے ایسا کلمہ نہ نکالو اگرچہ اکبرؑ و اصغرؑ پوتے علیؑ کے ہیں تو یہ بھی نواسے اسی ولی کے ہیں صدقہ ہونے کا کیا ذکر ہے ہنوز یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ **نظم**

ناگاہ انھیں موت کی ہچکی ہوئی آغاز	اور سینہ سے بھی آنے لگی موت کی آواز
زینب کی طرف نرگسی آنکھوں کو کیا باز	کی عرض اٹھا لیجئے اب آخری اک ناز
دل سخت نہ فرمائیے گا وقت کرم ہے	اماں تمھیں اپنے علی اکبرؑ کی قسم ہے
زینبؑ کو بھی پیار آگیا رو کر یہ پکاری	مادر نہ کہو مجھکو میں دائی ہوں تمھاری

وہ بولے کہ اب آپ سے رخصت ہے ہماری
کھنچتی ہین رگین رکتا ہے دم ضعف ہے طاری
پیشانیاں رکھدو قدم شاہ امم پر
حسرت ہے کہ دم نکلے تو ماموں کے قدم پر
وہ بولی خوش آئے مجھے ارمان تمھارے
سر رکھدئے اُنکے قدم شاہ پہ بارے
دونون نے ملایا نون سے مُنھ پیار کے مارے
اک بوسہ لیا اور طرف خلد سدھارے
مرنے کی مہم بات میں سر کرگئے دونون
پس ہونٹھ تو ہلتے رہے اور مر گئے دونون

شہزادون کی ثنا کا صلہ شاہ قلعہ گیر
کوثر کا جام حشر مین پاجائے یہ زبیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس در ذکر شہادت جناب قاسم علیہ السلام

کیا جلد اجل آگئی اُس رشک قمر کو
نوشاہ بنے شب کو ہوئے قتل سحر کو

راویان اخبار غم بصد درد والم حال شہادت حضرت قاسمؑ پسر امام گشتۂ سم اس طرح تحریر کرتے ہیں کہ جسوقت جناب امام حسین علیہ السلام نے داغ پسران حضرت زینبؑ اپنے سینۂ بے کینہ پر اُٹھائے اسوقت آپ نے طرف عرش ذو الجلال بصد ملال وکمال یاس سے نگاہ فرمائی اور ایک آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی بیت

سچ ہے کہ ایسے صدمہ مین کیا دل کو کل پڑے
پتھر کا دل بھی ہو تو کلیجہ نکل پڑے

پروردہ رسے دل وجگر بنت فاطمہ اطہر یعنے جناب زینبؑ کا بمجرد استماع خبر شہادت صاحبزادگان حرم محترم مین تو ایک غلغلہ شیون وبکا کا برپا ہوا اور آپ فرماتی تھیں کہ اے بیبیو کیدن روتی ہو مجھکو سجدۂ شکر ادا کرلینے دو کہ بیت

دُنیا مین نام رہگیا با آبرو ہوئے
دونون علیؑ و فاطمہؑ سے سرخرو ہوئے

آہ آہ اُسوقت مادر جناب قاسم کا عجب حال تھا کہ سر جھکائے ہوئے بادرد والم دیدہ پرنم سے نہریں اشک کی جاری تھیں اور خیال فرماتی تھیں افسوس ہے زینبؑ نے اپنے دونوں لال اور زوجہ مسلم نے اپنے نونہال حسینؑ شہنشاہ کونین پر نثار کئے مگر نہیں معلوم میری تقدیر میں کیا تحریر ہے کہ قاسمؑ جرار نے ابتک ارادہ نبرد گاہ نہیں کیا **نظم**

دل میں یہ سوچتی ہوئی اُٹھی وہ خوشخصال	قاسم کو اپنے پاس بُلایا بصد ملال
رو کر کہا کہ اے حسن مجتبےٰ کے لال	کچھ اس ضعیف ماں کی بھی عزت کا ہے خیال
جاری ہیں اشک خوں مری چشم پر آب سے	زینبؑ کے آگے جا نہیں سکتی حجاب سے
گھر لٹ گیا ہے فاطمہ زہراؑ کا ہائے ہائے	دشمن وہ دوست ہے جو نہ اس دکھ میں کام آئے
غیروں نے تو حسینؑ کے قدموں پہ سر کٹائے	کیا قہر ہے کہ بھائی کا جایا نہ مرنے جائے
گھیرا ہے بے وطن کو عدو کی سپاہ نے	منہ دیکھنے کو کیا تمھیں پالا ہے شاہ نے
سب مر چلے امام دو عالم کے اقربا	باقی ہے کون اکبرؑ و عباسؑ کے سوا
حضرت کی تن کی جان ہیں وہ دونوں مہ لقا	سر انکے کٹ گئے تو قیامت ہوئی بپا
تم بھی خجل رہوگے سدا جد کے سامنے	شرمائینگے حسنؑ بھی محمدؐ کے سامنے

یہ سُن کے حضرت قاسم علیہ السلام نے ہاتھ جوڑ کر سر نیہوڑا کر عرض کی کہ اے والدہ بزرگوار اِس خادم کا کیا اختیار ہے **نظم**

رخصت جو میں نے مانگی تو حضرت نے یہ کہا	قاسم تمھیں تو دینگے ہرگز نہ ہم رضا
کرتا ہوں اُنسے جب طلب رخصت وغا	بابا کو یاد کرتے ہیں اور روتے ہیں چچا
آنسو رواں ہیں چشم شہ مشرقین سے	کہتے ہیں داغ یہ نہ اُٹھے گا حسینؑ سے
رونے لگا یہ کہکے جو شبر کا دلربا	مادر پکار ری رو ؤ نہ واری یہ ماں فدا
عاشق ہیں بھتیجے سے تمھارے شہ ہدا	گودی میں تمکو پالا ہے کیونکر وہ دیں رضا
سبط نبی جو تم کو نہ رد کیں تو کیا کریں	بیٹا تری مدد شہ خیبر کشا کریں

یہ سنکر جناب قاسم پر کمال رقت طاری ہوئی اور روتے روتے خاک پر گر پڑے کہ اسی حالت بیقراری مین ایک غنودگی سی آگئی تو آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ حضرت امام حسنؑ بصد درد و محن چاک گریبان کھڑے ہین اور

نظم

یہ کہ رہے ہین غیظ مین سلطان خوش نہاد — قاسم پدر کی تمکو وصیت نہیں ہے یاد
مرتے جو آج تم تو بر آتی مری مراد — شادی ہوئی تو کیا ہوئی جب دل ہوا نہ شاد
حورون سے آکے خلد میں اب ہمکنار ہو — شادی تری یہ ہے کہ چچا پر نثار ہو
کھاتے تھے میرے سر کی اسی منھ سے تم قسم — یہ کون کہتا تھا کہ فدا ہونگے پہلے ہم
شرمندہ فاطمہؑ سے کیا مجھکو ہے ستم — دولھا بنے ہو اب تمھیں کس بات کا ہے غم
اب کیوں نہ بھول جاؤگے شادی مین باپ کو — سہرے کی بو نے کر دیا بیہوش آپ کو
دیکھو مری غریب بہن کا تو حوصلا — اک ساتھ دونون بیٹون کو مرنے کی دی رضا
لو یہ بھی درکنار بتاؤ تمھین ذرا — حُر کون تھا کہ پہلے ہی سب سے ہوا فدا
کعبہ اُسے ملا جو مکین تھا کنشت مین — دیکھا کئے تم اور وہ پہونچا بہشت مین

اے میرے دلدار اب بھی پدر بزرگوار کی وصیت خیال کرو اسوقت بھی چچا پر تم جان نثار کرو رضوان تمھارا انتظار کر رہا ہے حورین تمھارے اشتیاق میں بیقرار ہیں علاوہ اسکے میری امان جان باشتیاق دیدار مضطربانہ دیتیا بانہ یہ فرماتی ہیں کہ قاسم نوشاہ کیا میرے سلام کو نہ آویگا اور اگر تمھارے چچا جان رخصت میدان نہ دین تو جو نوشتہ وصیت تمھارے بازو پر بندھا ہے اسکو پیش کرو اب تاخیر مناسب نہیں ہے کیونکہ ایسا وقت پھر عمر بھر نہ ملے گا ؎

بیٹا اٹھو یہ کون سا موقع ہے خواب کا — لٹتا ہے گھر جناب رسالتمآبؐ کا

پس جسوقت یہ خواب حضرت قاسمؑ نے دیکھا بادیدۂ پر آب امام حسین علیہ السلام کی خدمت بابرکت میں آئے اور عرض کرنے لگے کہ اے چچا جان ؎

دی ہے ابھی بابا نے ہمیں جنگ کی رخصت — اب بہر خدا آپ بھی دیں رن کی اجازت

پس یہ سنکر جناب امام مظلوم پر رقت طاری ہوئی اور فرمایا اے قاسم تو میرے بھائی کی نشانی ہے کیونکر تیری جوانی کو خاک مین ملاؤن اور بحسرت خیال کبریٰ کے رنڈاپے کا کرکے فرماتے تھے کہ اے قاسم ؎

خنجر قلق کے قلب پہ کھائے نہ جائینگے	دو داغ ایک دل پہ اُٹھائے نہ جائینگے

جسوقت حضرت قاسم نے ملاحظہ کیا کہ چچا جان اجازت میدان نہ دینگے تب عرض کی کہ اے عم بزرگوار آپ کو اپنے بھائی کی وصیت یاد ہے نظم

یہ کہہ کے کھولا بازو سے تعویذ ایک بار	حضرت کے آگے رکھدیا با چشم اشکبار
دیکھا تو یہ لکھا تھا حسنؑ نے کہ مین نثار	گھر جائین کربلا میں جو شبیرؑ نامدار
ہوگا دو چار رنج سے شر مشرقین پر	تم سر نثار کیجیو بھائی حسینؑ پر
بولے کلیجہ تھام کے یہ شاہ کربلا	بھائی نے وہ لکھا ہے جو قسمت میں ہے لکھا
اے نور چشم اے جگر و جان مجتبےٰ	جو مصلحت کریم کی مالک کی جو رضا
یہ امر اگر یہ بھی مجھکو قبول ہے	بھائی کا حکم حکم خدا اور رسول ہے

اس کلمہ سے غنچۂ امید حضرت قاسم کا کھل گیا نظم

سرخی سی یہ سنکر رخ نوشاہ پر آئی	خوش ہوگئے تصویر اجل کی نظر آئی
تڑپا جگر سبط نبی چشم بھر آئی	فرمایا کہ امید دلی اب تو بر آئی
کس وقت مین تم چھوڑ چلے آہ چچا کو	مانگو یہ دعا صبر دے اللہ چچا کو
یہ سنکے کیا ماں نے جو رخصت کا اشارا	خیمہ مین گیا پاس دلھن کے وہ دل آرا
اور رو کے کہا آہ بڑا غم ہے تمھارا	ہم جاتے ہیں اب قافلہ رخصت ہوا سارا
رخصت کی خبر خلد میں جا پہونچی ہے صاحب	لینے کو عروس اجل آ پہونچی ہے صاحب
کیون اشک رواں ہین رخ زیبا پہ تمھارے	رونا یہ بہت شاق ہے شیدا پہ تمھارے
نوحوں کا ہے نرغہ سر والا پہ تمھارے	رخصت دو کہ قربان ہون بابا پہ تمھارے

کام آؤ مصیبت میں جو عاشق ہو پدر کی | امداد کرو فاطمہ زہرا کے پسر کی

اے گرفتار مصیبت یہ وقت رونے کا نہیں ہے ضبط کر کے اپنے باپ کی حالت پر خیال کرو تو صدمۂ مفارقت ہمارا کم ہو جائے گا اور آج کا وہ روز ہے کہ جو اس شہادت کی سعادت سے محروم رہیگا پیش علیؑ و رسولؐ و جناب بتولؑ بصد شرم ملول و سرنگون رہیگا آہ حضرات

نظم

جون جون یہ بیان کرتا تھا تحت دل شبیر | چہرہ ہوا جاتا تھا دلھن کا متغیر
ہر بات چھری تھی تو ہر اک حرف تھا نشتر | رہجاتا تھا پہلو میں تڑپ کر دل مضطر
کہتی تھی حیا نالۂ جانکاہ نہ نکلے | دم گھٹ کے نکلجائے مگر آہ نہ نکلے
کہتا تھا جگر برمین کہ خوں ہوتا ہوں میں اب | دل کرتا تھا نالے کہ چلے تاب و توان سب
کہتا تھا تحمل یہ جفا مجھ سے اُٹھے کب | کبریٰ کا سخن تھا کہ اُٹھا لے مجھے یارب
پیوند زمیں سامنے دولھا کے دُلھن ہو | رنڈسالے سے پہلے مری پوشاک کفن ہو
یارب مجھے پردیس میں مضطر نہ پھرانا | بازار میں بے مقنعہ و چادر نہ پھرانا
حیدرؑ کی ہوں پوتی مجھے در در نہ پھرانا | اک رات کی بیاہی کو کھُلے سر نہ پھرانا
رشتہ میں ہوں میں بادشہ عقدہ کشا کے | رسّی سے بندھیں ہاتھ نہ پابند حیا کے
دلمین یہ دُلھن کہتی تھی اور قاسم جرّار | آمادہ تھے سر دینے پہ مرجانے پہ تیار
اُٹھے کبھی گہ بیٹھ گئے ٹیک کے تلوار | ماں سے کبھی کی عرض یہ با دیدۂ خونبار
نرغہ ہے اُدھر جان ہے حضرت میں ہماری | کیوں والدہ کیا دیر ہے رخصت میں ہماری

جسوقت کہ مادر بزرگوار سے روبرو اس دُلھن عزادار کے یہ کلمہ قاسم جرّار نے کہا فرمایا آپنے اے قاسمؑ نہیں یہ مادر مظلوم تیرے واری ہو مگر اس امر خاص میں تم اور تمھاری دُلھن جانے یہ فرما کر آپ نے دُلھن دولھا کو اُس گوشہ میں تنہا چھوڑ دیا کیوں حضرات اگر غور کرو تو صرف یہ کنایہ رونے اور پیٹنے کو کافی ہے رسم دنیا سے ہر ایک پیر و جوان واقف ہے کہ ملاقات اول میں دُلھن سے کیا باتیں ہوتی ہیں آہ واویلا بجائے اُنکے یہ باتیں کبھی نہ سنی ہونگی کہ اول

خلوت میں حضرت قاسم رخصت میدان جنگ اُس عروس تازہ سے طلب فرماتے ہیں ز ابتدائے پیدائش حضرت آدم تا اینددم کوئی ایسی محرم دلھن دیکھی نہ سنی یہ سُنکر حضرت کبریٰؑ نے ایک آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی اور آسمان کی طرف دیکھکر حضرت قاسم کیطرف مخاطب ہو کر **نظم**

وہ بولی جو حوران جنان کی تھی تمھین چاہ	دو چار گھڑی کے لیئے کیون تمنے کیا بیاہ
اسوقت نہ دھیان اسکا رہا آپ کو نوشاہ	جب گھر میں دُلھن آئی تو مرنے کو چلے آہ
جو تم نے کیا بنت حسینؑ ابن علیؑ سے	ایسا کوئی کرتا نہیں دنیا مین کسی سے

یہ کہکر زار زار مثل ابر نو بہار حضرت کبریٰ رونے لگین ؎

دل آب ہوا رونے پہ اس تشنہ دہن کا	نوشاہ نے سر رکھدیا قدمون پہ دُلھن کے

اور فرمانے لگے کہ اے نامرادیہ وقت رونے اور سر پیٹنے کا نہیں ہے چچا عباس بعزم جنگ رخصت طلب ہین ایک طرف بھائی علی اکبر میدان جنگ کے خواہان ہیں اگر دونون مین سے کسی کو رخصت ملیگی تو میری آبرو روبرو جناب سیدالشہداؑ اور حسنؑ مجتبیٰ اور فاطمہ زہراؑ اور علیؑ مرتضےٰ نہ رہیگی ؎

صدقہ ہون دعا تھی یہی دن رات ہماری	تم چاہو تو رہجائے ابھی بات ہماری

پس جس وقت قدم عروس پر سر رکھکر حضرت قاسمؑ نے بادل ناکام یہ کلام فرمائے حضرت کبریٰ سے کچھ بن نہ پڑی **نظم**

سر کا لیا شرما کے دُلھن نے قدم اپنا	دولھا نے کہا حال کہیں کس سے ہم اپنا
اب کوچ کوئی دم میں ہے سوئے عدم اپنا	کچھ ہمسے سُنو کچھ کہو درد و الم اپنا
لک آن میں زندہ نہ ہمیں پاؤ گی صاحب	اسوقت نہ بولو گی تو پچھتاؤ گی صاحب
اُمڈے ہوئے ہیں فوج کے دل تھم نہیں سکتے	ہے ولولۂ جنگ و جدل تھم نہیں سکتے
گھر میں نہیں تمنے کا محل تھم نہیں سکتے	کھینچے لیئے جاتی ہے اجل تھم نہیں سکتے
مرجائیو پاؤ گی بھی تحریر یہی ہے	تم رانڈ ہو خواہش تقدیر یہی ہے

گھونگھٹ کو اُٹھاؤ چہرۂ انور نہ چھپاؤ بھر پیمبرؐ دل مضطر کو کچھ تو تسکین دو یہ حسرت جہان سے نہ لیجائین کہ آپ زبان سے کچھ نہ فرمائین خموشی آپ کی ستم ہے یہ ملاقات کوئی دم ہے تمکو سرور کی قسم ہے ہماری حیات صرف دو تین دم ہے

نظم

میت پہ سُنئے کچھ سخن غم تو ہمین کیا	بولین کبھی زباں سے اگر اس دم تو ہمین کیا
لو بہر پیمبر ہمیں مرنے کی رضا دو	چڑھ آیا ہے لشکر ہمیں مرنے کی رضا دو
صابر کی ہو دختر ہمیں مرنے کی رضا دو	دیر اب نہیں بہتر ہمیں مرنے کی رضا دو
نیرنگ زمانے کے تو مشہور ہیں صاحب	کچھ بس نہیں ہم موت سے مجبور ہین صاحب
ناچار ہوئی سُنکے یہ قسمین وہ گل اندام	چاہا کہ کہون کچھ یہ نہ بان نے نہ کیا کام
کیا بات کا یارا اُسے جس پر ہوں یہ آلام	وہ حال تھا ہوتا ہے جو کچھ نزع کے ہنگام
نزدیک ہلاکت وہ گرفتار محن ہے	رقت ہے گلوگیر حیا قفل دہن ہے
آخر یہ کہا کانپتی آواز سے رو کر	کیا پوچھتے ہو کیا کہے یہ بیکس و مضطر
تھم لینے دو آنسو مرے دم لینے دو دم بھر	بیٹھے صف ماتم پہ دُلھن والے مقدر
خون جگر آنکھون سے بہانے کو بنی تھی	ہے ہے میں دُلھن رانڈ بنانے کو بنی تھی
شادی کی سحر کو مجھے تقدیر نے لوٹا	منھ ہاتھون سے پیٹا کبھی سینہ کبھی کوٹا
مجھپر تو فلک غم کا دُلھن بنتے ہی ٹوٹا	پھر کسکا سہارا ہے جو ساتھ آپ کا چھوٹا
سر دینے کو سب تیغ و سپر باندھ رہے ہین	بابا بھی تو مرنے پہ کمر باندھ رہے ہین
جو گذرے سو گذرے تمھیں کیا خیر سدھارو	شکوہ ہے ہمین کچھ نہ گلا خیر سدھارو
کیون روتے ہو دی اُن کی رضا خیر سدھارو	سہ لینگے رنڈاپے کی جفا خیر سدھارو
غربت میں بچھڑ جاتے ہیں دستور یہی ہے	قیدی ہو دُلھن آپ کو منظور یہی ہے

یہ کلمات فرما کر اُس ناشاد نے کہا کہ اے قاسمؑ بنے تمکو حفظ خالق میں دیا جسوقت کہ یہ حضرت کبریٰ کے مُنھ سے نکلا والدۂ بزرگوار حضرت قاسمؑ کی بھی آگئیں اسوقت حضرت قاسمؑ

نے ایک کلمہ ایسا فرمایا کہ جسکے عرض کرنے کو زبان مین لکنت ہے مقام عبرت ہے تمام رخصت ذاکر عرض کرچکا مومنین خیال کرتے ہونگے کہ وہ کلمہ کیا ہے اے حضرات وہ ایسا ہی کلمہ ہے کہ کسی کو وہم وگمان بھی نہ ہوگا اور نہ اول ملاقات. دولہا دُلھن مین قرین امکان ہے افسوس پہلی ملاقات کی جدائی کے وقت حضرت قاسم کبریٰ سے فرماتے ہیں **نظم**

گر بخشدو مہر اپنا محبت سے نہیں دور	جلدی کہو صاحب جو تمھیں بات ہو منظور
کہنے لگی تب ساس سے گھبرا کے وہ رنجور	کیا اسکا جواب آپ کو دے بیکس و مجبور
ہاں کہنے کی طاقت ہو زبان کو نہیں کی	ہے ہے مجھے اماں نہ رہی میں تو کہین کی
وہ بولی کہ واری گئی ہے صبر ہی بہتر	ہم نے بھی گوارا کیا داغ انکا جگر پر
نو لاکھ کے نرغہ میں ہے زہرا کا صنوبر	جاتے ہیں یہ ہونے کو نثار سر سرور
رخصت ہے مناسب کہ گلو گیر قضا ہے	روکا جو انھیں خامسۂ آل عبا ہے
یہ سنکے لرزنے لگی کبریٰ جگر افگار	حسرت سے نظر کی سوے نوشاہ کئی بار
اور کہنے لگی جائیے جو مرضی غفار	حامی ہو نبی آپ کا اللہ مددگار
پر شوق جنان میں نہ بھلانا ہمین صاحب	پھر آخری دیدار دکھانا ہمیں صاحب

یہ سُنکر حضرت قاسمؑ بادل پرغم زار زار روتے تھے کہ اسی اثنا میں آواز ھَل مِن مُبَارِز کی کان مین آئی مادرِ حضرت قاسمؑ نے فرمایا کہ اے گلعذار جان مادر تم پر نثار رہنگا منہ بیکار شریار ہے خدا کی حفظ و امان مین دیا **نظم**

کیا جانے ہوگا قبر میں کیا حال باپ کا	جی لگ گیا عروس کی باتون مین آپ کا
فرما کے الوداع اٹھا دلبر حسنؑ	برہم ہوئی وہ بزم وہ صحبت وہ انجمن
غل ہوگیا کہ لٹتی ہے اک رات کی دُلھن	اسوقت سب سے دولھا کی ماں کا تھا یہ سخن
جاتی ہے اب برات مرے نونہال کی	رخصت ہے بیبیو زن بیوہ کے لال کی
جاتا ہے سر کٹانے کو رن مین یہ رشک ماہ	لو دو دھ میں نے بخشدیا سب رہیں گواہ

دنیا میں یادگار رہا حشر تک یہ بیاہ	دو رانڈ میں ایک جا ہون یہ بھی مرضی آگر
سمجھے نہ اب کوئی کہ دُلھن کی عزیز ہون	کل تک تھی ساس آج سے اُسکی کنیز ہون

کیون حضرات یہ آتما کی آنچ کیا بری ہوتی ہے ابھی والدۂ حضرت قاسمؑ عروس قاسمؑ سے سفارش رخصت کے کلمات اور حضرت قاسمؑ کو تحریک جلد جانے میدان کارزار کی فرماتی تھین اور جسوقت حضرت قاسمؑ چلے مہر مادری سے کیسے کلمات فرمائے جیساکہ ذاکر گوش گذار کرتا ہے روایت ہے کہ اسوقت جوش مہر مادری سے فرمایا **نظم**

دوڑو خدا کے واسطے جلد آؤ بیبیو	جس طرح ہو سکے انھیں سمجھاؤ بیبیو
آزردہ ہو چلے ہیں منالاؤ بیبیو	کچھ رانڈ بے وطن پہ ترس کھاؤ بیبیو
گھر ڈوبتا ہے نوح غریبان کا نام لو	یا مرتضےٰ علیؑ مرے بیڑے کو تھام لو
لوگو مرے پسر کے براتی کدھر گئے	بولی قضا کہ پہلے ہی وہ کوچ کر گئے
برسون جو منتّون سے پلے تھے وہ مر گئے	جاتے ہین یہ وہیں وہ جدھر خون میں تر گئے
ارمان لیکے خاک کے پردے میں جائینگے	ایسی جگہ چلے ہیں کہ اب پھر نہ آئینگے

الغرض اہل حرم سے رخصت ہو کر عصمت سرا سے باہر تشریف لائے دیکھا کہ جناب امام حسین علیہ السلام بصد رنج والم سر مبارک کو خم کئے اور جناب عباسؑ علم دست مبارک مین لئے منتظر کھڑے ہوئے رو رہے ہیں کہ آپ نے آکر بصد ادب بعد سلام عرض کی **نظم**

اب موت سے مفر نہیں مجھ تشنہ کام کو	کیوں عمو جان ہے نہ اجازت غلام کو
بولے گلے لگا کے شہنشاہ کربلا	کیوں میری جان بھابھی نے دیدی تمھیں رضا
میں نے تو چاہا تھا کہ نہ تم مجھسے ہو جدا	ہوتا ہے پر وہی جو مقدر میں ہے لکھا
کیا دخل ہے مشیت رب قدیر میں	سونپا تمھیں پناہ جناب امیرؑ مین
آخر تو مرنے جاتے ہو اے میرے گلعذار	زلفون کی بو سنگھا دو چچا کو پھر اکبار
اے سرو بوستان حسنؑ میں ترے نثار	جی بھر کے دیکھنے بھی نہ پائے تری بہار

بس آج رونق چمن مجتبے گئی	سہرہ کے باندھتے ہی خزان تم پہ آگئی
بیٹا چچا پہ شاق بہت ہے تمھارا داغ	کھوئے گئے جو تم تو ملیگا نہ پھر سراغ
کیونکر کرون میں قتل کو بھائی کے بیچراغ	بلبل کی موت ہے جو خزان ہو بہار باغ
کس منھ سے مین کہوں کہ چچا پر نثار ہو	پر آپ کی خوشی ہے تو اچھا سوار ہو

الغرض وہ نوشاہ بعد حصول اجازت جنگاہ بقصد شتاب مثل جد نامدار اسپ صبارفتار پر سوار ہوکر میدان کارزار میں بمقابلہ اشقیائے ناہنجار تشریف لاکر **نظم**

نعرہ کیا دادا مرا سردار عرب ہے	ضرغام خدا نام خدا جسکا لقب ہے
جس شہ کی ولادت کا مکان خانۂ رب ہے	جز ذات خدا اسکا شناسا کوئی کب ہے
سر سبز ہون اس جنگ میں گو تشنہ دہن ہون	میں سبز قبا پوش گلستان حسنؑ ہون

جسوقت حضرت قاسم علیہ السلام نے یہ رجز بمقابلہ لشکر کفار ناہنجار پڑھا **نظم**

سن سن کے یہ برسائے جو تیر اہل جفا نے	لی میان سے شمشیر دودم شیر وغا نے
حملہ کیا جمکا کے فرس قلعہ کشا نے	جاتے وہ کہاں گھیر لیا قہر خدا نے
اس غول میں یارا تھا کسے جنگ و جدل کا	کاوا تھا نہ رہوار کا حلقہ تھا اجل کا

جسوقت کہ فوج کفار نے دیکھا کہ حضرت قاسمؑ جلال میں ہیں کسی کو تاب مقابلہ نہ آئی اور فوج عمر سعد پسپا ہونے لگی روایت ہے کہ اسوقت ازرق ملعون سے **نظم**

سن سن کے ہر ایک شامی و کوفی ہوا گویا	کیون آگے نہیں بڑھتا زبانی تھا یہ دعویٰ
بولا پسر سعد توقف نہین زیبا	جھنجھلا کے کہا اسنے یہ ہمسر نہین میرا
سرتاج شجاعان عرب میرا لقب ہے	لڑکوں سے لڑون میں یہ مناسب مجھے کب ہے

پس بعد اس گفتگو کے وہ کمینہ جو صف لشکر سے علیحدہ ہو کر اپنے لڑکوں کو بلا کر کہنے لگا کہ سردار فوج کو اس طفل حسنؑ کا خوف ہے تم میں سے کوئی جا کر سر اسکا لے آئے کہ اطمینان افسر کا ہو دے یہ سنکر وہ چارون نابکار بعزم پیکار فرزند حیدر کرار سے مسلح ہو کر

اس طرح بڑھے کہ ایک[1] کے ہاتھ مین گرز گاؤسر دوسرے[2] کے ہاتھ مین تلوار تیز تیسرے[3] شقی کے پاس نیزہ و خنجر چوتھے کے ہاتھ مین کمان و تیر و تبر جسوقت حضرت قاسمؑ نے دیکھا کہ چارون شقی آتے ہین تو وہ نور دیدۂ پنجتن پاک ہراس و بیم سے بیباک بڑھا اور چار شمشیر آبدار کیا اللہ اللہ کیا ضرب بھی آپکی

نظم

خون گھٹ گیا مجروح جسد ہو گئے اُنکے	حربے بھی کٹے وار بھی رد ہو گئے اُنکے
بس تیغ دو دستی کا جو قاسم نے کیا وار	ظالم تھے جو دو مصرعہ اولے وہ ہوے چار
پھر ثالث و رابع پہ چلی تیغ شرربار	وہ طول مین دو تھا تو وسط مین یہ سیہ کار
نے صدر نظر آئے نہ گردن نظر آئی	مہمل جو رباعی تھی مثمن نظر آئی

جسوقت ارزق شامی نے دیکھا کہ چارون بیٹے مارے گئے پس وہ نابکار رہوار پر چڑھکر روبرو اس شہسوار کے اس طور پر آیا کہ زرہ و بکتر در بر خود فولادی بہ سر پشت پر سپر نیزہ لئے ہوئے

بیت

نادان تھا لعین تیغ کے اور ہاتھ کے کس پر	کف منہ مین بھرے جھومتا آتا تھا فرس پر

اور کلمات تعلی زبان نجس سے کہتا تھا کہ اے دلبر حسنؑ مجھکو تیرے لڑکپن اور نوشاہی پر ترس آتا ہے

بیت

کچھ سن نہیں لڑکون مین ابھی میل کے دن ہین	جا خیمہ مین پھر جا کہ ابھی کھیل کے دن ہین

میری تیغ بیدریغ سے سام و نریمان و رستم و افراسیاب بھاگ گئے ہیں تیری کیا بساط ہے جو میری ضرب شمشیر اُٹھا سکے سبحان اللہ حضرت قاسمؑ نے اُسدم فرمایا کہ او مغرور اتو نہ سام ہے نہ بہرام ہے او بدانجام وار صمصام تو شوق سے کر ہم ہرگز خیمۂ اطہر میں بخوف تیرے نہ جائینگے

نظم

ہم جان پہ کھیلے ہوئے ہین جان ہے کیا مال	جرات تو جوانوں کی ہے گو کم ہے سن و سال
یون قصر بدن کو ترے کر دیتا ہون پامال	جس طرح گھروندے کو مٹا دیتے ہین اطفال
کس بحر کو یہ تیغ دو دم جھیل رہی ہے	ہٹ جا کہ تری سر پہ اجل کھیل رہی ہے

یہ سُنکر اُس شقی ازلی کو تاب نہ رہی اور بقصد جنگ مقابلہ میں اُس شیر ہژبر کے آیا **نظم**

وہ دیو بڑھا واں سے یہ جرار ادھر سے — مرحب پہ چلے حیدر کرار ادھر سے
اُڑ کر گیا رہوار یہ رہوار ادھر سے — چلنے لگی تلوار یہ تلوار ادھر سے
سر ہاتھ میں بڑھنے لگیں گھٹنے لگیں ڈھالیں — سینہ جو سپر کر دیے کٹنے لگیں ڈھالیں

نوشاہ نے تلوار کا اک ہاتھ جو مارا — چہرے پہ سپر رکھ کے دبا وہ ستم آرا
دھار اسکی نہ تھی بحر فنا کا تھا وہ دھارا — ٹکڑے تھے سپر کے سر و سینہ تھا دو پارا
کیا آب تھی تلوار میں کیا ہاتھ میں کس تھا — جوشن تھا نہ زنجیر کمر تھی نہ فرس تھا

سبحان اللہ ایک ہی وار میں اُس ملعون نے دار ناپائدار سے راہ جہنم کی لی اُسوقت حضرت علی اکبرؑ نے کلمات مسرت سے حضرت عباسؑ اور امام حسینؑ کو آگاہ کر کے **نظم**

پس دی خبر یہ مادر قاسم کو دوڑ کر — ارزق پہ فتحیاب ہوا آپ کا پسر
سب سے سوا دُلھن پہ ہے صدمہ زیادہ تر — حجلے میں غش پڑی ہے وہ مغموم و نوحہ گر
جلد ہی خبر پہنچی یہ اسیر محن کو دے — چونکا کے کوئی اب تو تشفی دُلھن کو دے

اور خیمۂ اطہر سے بعجلت برآمد ہوئے اور حضرت قاسم کی طرف مخاطب ہو کر فرمانے لگے کہ اے بھائی قاسمؑ **نظم**

اب پست ہمت عمر خیرہ سر ہوئی — آؤ گلے ملیں کہ تمھاری ظفر ہوئی
تسلیم کر کے دور سے قاسم نے یہ کہا — ادنیٰ غلام ہوں مری جرأت کا ذکر کیا
دنیا میں عمو جان کو قائم رکھے خدا — کام آگئی دعائے جگر بند مرتضےٰؑ
سر برہوا وہ چشم عنایت جدھر ہوئی — یہ سب مہم حضور کے صدقہ سے سر ہوئی

آہ آہ حضرات ابھی بھائی بھائی میں **نظم**

باتیں یہ تھیں کہ پھر اُمڈ آئی سپاہ شام — میدان میں چمکنے لگیں برچھیاں تمام
سیراب سب وہ فوج یہ دو دن سے تشنہ کام — وا حسرتا کہ گھر گیا شبرؑ کا لالہ فام

ناوک چلے ستم کے جو فوج شریر سے	سینہ فگار ہو گیا بارانِ تیر سے
گھیرے ہوئے تھی چار طرف فوج بے ادب	اُس گل کے تن پہ برچھیاں چلتی تھیں ہے غضب
تیغیں جو بار بار لگاتے تھے مل کے سب	غش میں گرا ہوا تھا وہ مظلوم تشنہ لب
سنبھلے نہ تھے کہ گرز شریر دنکے بھر پڑے	قاسمؑ تڑپ کے خاک پہ گھوڑیسے گر پڑے

آہ مومنین اب مقام سر پیٹنے اور خاک اڑانے کا ہے کہ زمین پر گر کر اسطرح صدا دی کہ اے چچا جان فدوی آپ پر فدا ہوا اب ظلم اشقیا نہیں سہے جاتے گھوڑے دوڑاتے آتے ہیں **نظم**

سر کاٹنے کی فکر میں فوج شریر ہے	جلد آئیے حضور یہ خادم اخیر ہے
شہ نے سنی جو ہیں یہ صدا ہلگیا جگر	رونے لگے پکار کے سلطانِ بحر و بر
جسدم نظر پڑی یہ قیامت یہ شور و شر	دوڑی حرم سے مادرِ قاسمؑ برہنہ سر
چلائی کون فدیہ راہ خدا ہوا	ہے ہے حسینؑ روتے ہین لوگو یہ کیا ہوا
بولے یہ سر کو پیٹ کے عباسؑ صف شکن	مارا گیا لڑائی میں نوباوۂ حسنؑ
دل اڑ رہا ہے قلب پہ صدمے ہین اے بہن	جاتے ہین رن کو لاش اٹھانے شہ زمن
خیمہ میں جا کے نالۂ آہ و بکا کرو	نوشاہ مر گیا صفِ ماتم بپا کرو

ہنوز یہ سخن مادر حضرت قاسمؑ و عباسؑ علیہم السلام مین ہوتے تھے **نظم**

شہ دوڑے ہو کے خاک بسر سوئے قتلگاہ	تھانبے ہوئے تھے باپ کو اکبرؑ با اشک و آہ
آئے جو پاس لاش کے سلطان دین پناہ	دم توڑتا ہوا نظر آیا وہ رشک ماہ
دیکھا کہ ہے نہ ہوش نہ آنکھوں مین نور ہے	سب گُل سا جسم گھوڑوں کی ٹاپوں سے چور ہے
شانہ ہلا کے شہ نے یہ قاسمؑ کو دی ندا	بیٹا تمھاری تشنہ دہانی کے میں فدا
یہ بچپنا یہ جرأت و ہمت یہ حوصلا	یہ زخم کھائے اور نہ خبر کی ہمین ذرا
اکبرؑ سنبھال کر ہمین لاشے یہ لائے ہیں	چونکو کہ ہم تمھاری صدا سنکے آئے ہین

پس اُس حالت غشی میں بھی آپ کو خیال تھا کہ کسی طرح چچا پر اُٹھکر صدقہ ہون مگر نہ اُٹھ سکے

تو عرض کی کہ اے چچا جان **نظم**

جس حال مین غلام ہے واقف حضور ہین	کیونکر اٹھون کہ تیغوں سے کل عضو چور ہین
اکبرؑ سے پھر تڑپ کے یہ بولا وہ نیک نام	کہئے گا والدہ سے کہ اے عاشق امام
لائین جو لاش شاہ ہماری سوئے خیام	رکھئے گا اسکی فکر جو بیوہ ہے تشنہ کام
سینہ مین بیقرار دل ناصبور ہے	اے والدہ دلھن کی تشفی ضرور ہے
یہ کہکے روئے اکبر مہ رو پہ کی نظر	آئیں جو ہچکیان تو کراہا وہ نوحہ گر
لین کروٹین تڑپ کے بحسرت ادھر ادھر	حضرت کے رخ کو یاس سے دیکھا بچشم تر
کانپا فلک حسینؑ نے اک ایسی آہ کی	دولہا کا دم نکلگیا گودی مین شاہ کی

پس از مفارقت روح حضرت قاسمؑ امام حسینؑ نے لاش اُس نوشاہ کی اُٹھائی اور طرف خیمہ کے توجہ فرمائی آہ آہ اسوقت کا حال کیا بیان کرون جسوقت کہ **نظم**

ڈیوڑھی پہ لاش لائے جو سلطان بحر و بر	پردہ اُٹھایا ڈیوڑھی کا فضہ نے دوڑ کر
لاشے کے پانوں تھامے تھا کوئی کوئی کمر	چادر کمر کی پکڑے تھے عباسؑ نامور
لٹکی تھین دونون خاک ہین زلفین اٹی ہوئین	رُخ پر پڑی تھین سہرے کی لڑیان کٹی ہوئین
اِس طرح لاش لائے شہنشاہ کربلا	دوڑے اُدھر سے پیٹتے ناموس مصطفےٰ
فضہ بھی آگے آگے کھلے سر برہنہ پا	آئی جو صحن مین تو یہ رانڈوں نے دی صدا
ہٹ جائے جس سے دور کا ناتا ہے صاحبو	دولہا دُلھن کے لینے کو آتا ہے صاحبو
یہ سُنتے ہی سادات مین برپا ہوا محشر	پیٹی کوئی سینہ کوئی رخسار کوئی سر
بیہوش دُلھن ہوگئی مسند پہ تڑپ کر	اور خاک پہ تھرا کے گری بیوہ شبر
دروازہ پہ بیتاب جو ہو کر حرم آئے	لاشہ لئے میدان سے امام امم آئے
باہر گئے شہ لاش کو مسند پہ لٹا کر	مان کھولے ہوئے بال گری خاک پہ آکر
اکبرؑ سے کہا بالی سکینہؑ نے یہ جا کر	لو آئے ہین مقتل سے بنے خون مین نہا کر

تم دیکھ لو لاشہ کو حرم گرد کھڑے ہین	اور بیاہ کی مسند پہ وہ بیجان پڑے ہین

پس جسوقت حضرت سکینہ نے عالم بیہوشی مین اس عروس بامراد کے پاس جاکر عرض کی
اُس وقت کا حال کیا عرض کرون

نظم

یہ سُنکے جگر ہل گیا مُنھ صبر نے موڑا	چہرے پہ ملی خاک عزا سہرے کو توڑا
معلوم ہوا ابر میں کفن بیاہ کا جوڑا	تکیہ کو بھی سر کا دیا مسند کو بھی چھوڑا
دم گھٹنے لگا بیبیان جب گھیر کے بیٹھین	رونے کے لئے خاک پہ مُنھ پھیر کے بیٹھین
مان سے کہا اماں مجھے رونے کی رضا دو	کیا کہکے دُلھن دولھا کو روتی ہے بتا دو
چادر کوئی میلی سی اگر ہووے تو لادو	رانڈیں جو پہنتی ہیں وہ پوشاک پنھادو
ماتم ہے بپا سینہ زنی چاہیے مجھکو	اب سوگ میں کالی کفنی چاہیے مجھکو
مان نے کہا دل کھول کے رولے مری دختر	بٹھلا دیا زینبؑ نے اُسے لاش پہ لاکر
لٹکائے ہوے چہرے پہ رنڈسالہ کی چادر	کرنے لگی یہ بین دُلھن جھک کے قدم پر
ہے ہے کہیں تیغوں سے نہ وقفہ ہوا تمکو	کیا شکل بنا لائے تبے کیا ہوا تم کو
تقدیر نے کیسا یہ مجھے خواب دکھایا	یا آنکھ جھپک کر جو کھُلی تمکو نہ پایا
کیا بن گئی کچھ حال بھی آکر نہ سُنایا	جانا تھا ادھر گھر سے کہ لاشہ ادھر آیا
جاگے تھے بہت خاک پہ دم توڑ کے سوئے	بیوہ کی خطا کیا ہے جو مُنھ موڑ کے سوئے

جب یہ حال حضرت زینبؑ اور جناب شہربانوؑ نے دیکھا کہ بوجہ شرم وحیا کے کبریٰ گھونگھٹ میں روتی ہے پس حضرت زینبؑ نے تمام بیبیون کو ہٹا دیا کہ اس نوعروس کو تنہائی میں رو لینے دو جسوقت کہ سب بیبیان ہٹ گئین تو حضرات

نظم

بولی لپٹ کے لاش سے وہ غم کی مبتلا	ہے ہے سفر میں آپ مجھے دیگئے دغا
صاحب جہان سدھارے ہو وہ کون سی ہے جا	ہوگا کہان مقام بتا دیجئے پتا
اس دشت پُر خطر میں کوئی رہنما نہیں	منزل کڑی ہے راہ سے مین آشنا نہین

کچھ منہ سے تو کہو کہ مرا دل ہے پاش پاش
بتلاؤں میں کہاں تمھیں جا کر کروں تلاش

پھر جہاد میں تمھیں جانے نہ دیتی کاش
کیوں دیکھتی ان آنکھوں سے صاحب تمھاری لاش

حیران ہوں دم میں تفرقہ آپس میں پڑ گیا
اللہ کیسا کھیل یہ بنکر بگڑ گیا

پہلی پڑی ہے مجھ پہ مصیبت یہ آہ آہ
جنگل میں باغیوں نے مجھے کر دیا تباہ

لازم ہے تمکو رحم کی مجھ پر کرو نگاہ
صاحب مرے پناہ کی کوئی نکالو راہ

ہے ہے بسایا خلد کو منہ مجھ سے موڑ کر
برباد مجھکو کر گئے جنگل میں چھوڑ کر

کس درجہ بے نصیب ہوں میں غم کی مبتلا
آپس میں سب کہیں گے یہ مجھکو سنا سنا

ایسا نصیب ہوگا کسی کا نہ ہے ہوا
شب کو تو دولھا آیا صبح قتل ہو گیا

ایسی تو رانڈ ہم نے نہ دیکھی زمانے مین
دولھا تہ قتل گہ میں دلھن قید خانے مین

دنیا میں اسطرح سے کوئی کب ہوا ہے بیاہ
شب کو تو عقد دن کو ہوں دولھا دلھن تباہ

ہے ہے ہمارا ہوئیگا کیونکر سے اب نباہ
دولھا تو پہونچے خلد میں جنگل میں ہم ہیں آہ

کیا کہہ کے آپ کو میں پکاروں بتائیے
یہ دن میں کس طرح سے گذاروں بتائیے

بے سرپرست میری گذر ہوگی کس طرح
ہے ہے یہ عمر میری بسر ہوگی کس طرح

ہے ہے دوائے درد جگر ہوگی کس طرح
ہے ہے مہم رنڈاپے کی سر ہوگی کس طرح

یہ بے نصیب جی کے بھلا آج کیا کرے
موت آئے تو ابھی دل و جان کو فدا کرے

ناچار ہوں زمین ہے سخت آسمان ہے دور
مرجانے میں کبھی بھی نہ کرتی ذرا قصور

فکر رنڈاپہ ہے جدا غم کا جدا وفور
کس طرح سے بسر ہو یہ فرمائیے حضور

صورت پناہ کی مجھے بتلاکے جائیے
اک گوشہ میں کہیں مجھے بٹھلاکے جائیے

کس سے کہوں جو حال ہو دل کا بتائیے
بیکس غریب کا تو سہارا بتائیے

کس طرح سے بسر ہو رنڈاپا بتائیے
کیا کہکے روؤں مجھکو طریقا بتائیے

شرم آتی ہے زبان سے لوں نام کس طرح
بولو بسر کریگی یہ ناکام کس طرح

تقدیر سے گلا ہے کسی سے نہیں گلا — آپس میں مجھکو لوگ کہین گے سُنا سُنا
مُنہ اس دُلھن کا دیکھنا ہرگز نہیں روا — ہوتے ہی جسکا بیاہ قیامت ہوئی بپا
ہے ہے نہ تربت پسر مجتبیٰؑ بنی — گذرا نہ ایک دن بھی کہ دولھا پہ آ بنی
اے وائے میرے دل کی کسی کو نہیں خبر — ابتو وطن بھی جا نہیں سکتی میں نوحہ گر
دل پر یہ ٹھن گئی جو نہ مانع ہوں اہل شر — مرقد پہ ہو لٹھالے مری زندگی بسر
جب تک جیوں میں قبر پہ تکیہ رہے مرا — مر کر وہیں ہوں دفن تو پروا رہے مرا
جاروب سے مژہ کے مصفا رکھوں مزار — چاروں طرف لگا دُوں نہالان سایہ دار
روؤں لحد پہ بیٹھ کے جب دل ہو بیقرار — آنکھوں سے تر کروں میں زمین وانکی بار بار
جو آئے اسکو بھائے فضا اس مقام کی — پانی بھروں سبیل دھروں تیرے نام کی
پیاسے مسافروں کو پلاؤں میں پھر وہ آب — سیراب ہوں تو روح کو پہونچے ترے ثواب
پوچھیں اگر مزار کو تیرے تو دوں جواب — اک نوجوان کا خاک میں پنہاں لٹگیا شباب
پوچھیں مجھے تو کہدوں کہ خدمتگذار ہوں — اک شب دُلھن بنی تھی یہ اب تکیہ دار ہوں
پوچھیں جو وجہ قتل کہوں میں کہ آہ آہ — سادات پر چڑھ آئی تھی سب شام کی سپاہ
اس نوجوان کا قتل کی شب کو ہوا تھا بیاہ — اور صبح دوپہر میں ہوا گھر کا گھر تباہ
گردن ہر اک کی ظلم کے خنجر سے کٹ گئی — مارا گیا بنا مری قسمت اُلٹ گئی
پوچھیں وہ جب کہ کون ہے احمدؐ کا یہ بنا — اُنسے کہوں میں آہ بتاؤں میں تمکو کیا
احمدؐ کے دو نواسے تھے عالم کے پیشوا — داماد ایک کا ہے تو فرزند ایک کا
سب حال اسکا عرض کروں گر تو طول ہے — یہ زیر خاک باغ محمدؐ کا پھول ہے

ملجائیگا وزیر صلہ جو لکھے ہین بین
خلد برین دلائینگے تجھکو حسنؑ حسینؑ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجلس در ذکر شہادت اشجع الناس جناب عباس علیہ السلام

ملک وفا کے حضرت عباسؑ شاہ ہین	حسنِ وفا پہ مشک و علم دو گواہ ہین

روایت ہے کہ جنگ مین جس وقت حضرت جعفر طیارؑ واسطے مقابلۂ کفار بدشعار کے تشریف فرما ہوئے تو جناب رسول خداؐ مسجد میں مع اصحاب تشریف رکھتے تھے جبکہ عرصہ ہوا اور خبر جعفر طیار رسول کبار کو معلوم نہ ہوئی تب درگاہ رب العلمین میں عرض کی کہ بار خدایا فراق جعفر طیار شاق ہے صورت جعفر طیار کا دل بیتاب مشتاق ہے بفور اس دعا کے جناب رسول خدا کی آنکھوں کے آگے سے تمام پردے حجاب کے اٹھ گئے اور معرکہ جنگ من وعن نظر آنے لگا اسوقت ملاحظہ فرمایا کہ ایک ہمراہی علمدار کا شہید ہوا **بیت**

راہ خدا مین اسنے گنوایا ہے جان کو	لیکر چلے ہیں فوج پہ جعفر نشان کو

اسوقت صحاب کبار سے جناب رسول مقبول **نظم**

اس طرح کر رہے تھے بیان حال کارزار	گویا تھا وہ مقدمۂ جنگ روبکار
گوشہ میں بیٹھے تھے ہمہ تن گوش جان نثار	آنسو بھر آئے چشم نبیؐ میں بس ایکبار
فرمایا لطف زیست کا اٹھا جہان سے	بار العینون نے مرے بھائی کو جان سے

اسوقت کا حال اگر تحریر کروں تو مجلس کو طول ہوگا پس اس حال جنگ کو ملتوی کر کے حال مراتب منصب علمداری عرض کرتا ہون اللہ اللہ کیا رتبۂ علمداری ہے **نظم**

پس ساتھ ہی یہ مژدہ عشرت فزا دئے	جعفرؑ نے راہ حق میں جو بازو کٹا دئے
خالق نے شاد ہو کے مراتب بڑھا دئے	شہپر زمردین انھیں حق نے عطا کئے
کم مرغ وہم و فکر ہے انکے سراغ مین	اڑتے ہوئے وہ پھرتے ہیں جنت کے باغ مین

سنکر یہ کی رسولؐ سے حیدرؑ نے گفتگو — مولا مجھے بھی ہے اسی رتبے کی آرزو
حسرت ہے راہ حق مین بہائین مرا لہو — شہپر ملین مجھے بھی بڑھے میری آبرو
یہ دن مجھے بھی بخت دکھائے کسی طرح — اڑتا پھروں بہشت مین مین بھی اسی طرح
باتین یہ سنکے احمدؐ مختار نے کہا — لکھا نہ غم ہے ذات خدا واہب العطا
تقدیر مین تمھاری نہیں گو یہ مرتبا — لیکن تمھارے لعل کو بخشیگا کبریا
وہ عبد خاص حضرت رب العباد ہے — جعفر سے مرتبہ کہین اسکا زیاد ہے

بہ سماعت اس ارشاد کے حضرت امیرؑ نے عرض کی کہ وہ کون سا فرزند ہے فرمایا حضرت رسول مقبولؐ نے کہ یا علیؑ بعد انتقال فاطمۂ زہراؑ تمھارا عقد ایک زن صالحہ سے ہوگا اسوقت خداوند انس وجان اسکے بطن سے ایک فرزند نیکو ایسا جری اور شجاع دیگا کہ جسکے مرتبہ اور شوکت کے آگے گلستان شجاعت حمزہؑ و جعفرؑ پژمردہ ہوگا

نظم

ایسا جری جہان مین نہ جرار ہوئیگا — فوج حسینؑ کا وہ علمدار ہوئے گا
شانے کٹانے کے جعفر طیار ہوئے گا — عالم تمام اُس کا عزادار ہوئے گا
صدقے رسولؐ آپ کے اُس نور عین پہ — قربان لاکھ جان سے ہوگا حسینؑ پہ
خود مجھکو اشتیاق لقا اسکا ہے کمال — حسرت یہ ہے کہ ہوگا نہ زندہ یہ پرملال
آئے جو اس جہان مین وہ بدر بیمثال — کہنا پس از سلام مری آرزو کا حال
دیکھو قصور اس مین نہ زنہار کیجیو — پہلے مری طرف سے اُسے پیار کیجیو

جل جلالہ وعم نوالہ فدا ہو جان مومنین کی اس علمبردار پر کہ ہنوز وجود اُس عاشق حسینؑ کا دنیا مین نہ تھا اور مرتبہ اور عزت اور شوکت وجلالت اسکی دل رسول الثقلین پر نقش کالحجر تھی کیون حضرات جناب امیر حمزہ اور حضرت جعفر طیارؑ نے یہ مرتبے تو اسوقت پائے کہ جب علمبردار رسولؐ مقبول ہوئے اور اپنی جانین فدا پیغمبر آخر الزمانؐ پر کین اور آپ کا مرتبہ قبل پیدائش سے ایسا تھا کہ پیغمبر خداؐ نے دونوں حضرات پر ترجیح فرمائی پس یہ مژدہ سُنکر

جناب امیرؑ نے عرض کی کہ خدا ہو جان میری آپ پر اے سردار انبیائے دارین مگر دو بیٹے جو مجھکو خداوند کریم نے عطا فرمائے انکا نام ایزد پاک نے رکھا اب اگر بعد آپ کے وہ فرزند پیدا ہوگا تو اسکا نام کون رکھیگا چونکہ بعد خدا کے مرتبہ اسکے رسول کا ہے پس میری گزارش ہے کہ نام اسکا زبان مبارک سے آپ تجویز فرمادیجئے کہ وقت ولادت اسی نام مسعود سے مشہور کیا جائے

نظم

یہ سُن کے سوچ میں گئے پیغمبر جلیلؑ	اُنکی مگر نہ نام کے رکھنے کی کچھ سبیل
نازل ہوئے زمین پر اتنے میں جبرئیلؑ	بعد از سلام کی یہ محمدؐ سے قال و قیل
بیفائدہ حضور کی خاطر کو فکر ہے	اسوقت عرش پر اسی لڑکے کا ذکر ہے
کہتا ہے کبریا یہ پس از تحفۂ سلام	ہوئے مرے نبیؐ کو مبارک یہ لالہ فام
یوسفؑ صفت عزیز ہے مجھکو یہ صبح و شام	کیا خوب میرے ہوتے رکھے کوئی اسکا نام
رکھونگا نام آپ میں اس نور عین کا	عاشق ہے دل سے وہ مرے پیارے حسینؑ کا
عاشق مرا حسینؑ ذوی الاقتدار ہے	اُس با وفا حسینؑ کا یہ جان نثار ہے
وہ بھی ہے دوست دوست کا جو جاں نثار ہے	اسپر ازل سے خالق اکبر کا پیار ہے
شیر خدا کے مرتبہ کا پاس چاہیے	وہ شیر ہوگا نام بھی عباسؑ چاہیے

جسوقت حضرت جبرئیلؑ نے یہ پیام رب جلیل دیا جناب ابو ترابؑ یہ خطاب زبان مبارک نبیؐ سے سُنکر شادان و فرحان دولت سرا میں تشریف لائے اور جناب فاطمہؑ سے کل حال جو گزرا تھا فرمایا بسماعت اس خبر کے جناب فاطمۂ زہراؑ شاد ہوکر فرمانے لگین کہ یا علیؑ اگر وہ لڑکا میرے حسینؑ کا عاشق ہوگا تو میں جان و دل سے اسکی خدمت کرونگی خداوند کریم ایسا کرے کہ جلد پردۂ غیب سے ظہور اُس سرو سینہ کا ہوا اور یہ فرمایا

نظم

پیدا جہان میں ہوگا جو عباسؑ نامور	حسرت ہے میں بناؤنگی اپنا اُسے پسر
ہوگا وہ سرو قد جو خرامان اِدھر اُدھر	چھوٹا سا اک رکھونگی علم اُسکے دوش پر

سقا بنے وہ جعفرؑ ثانی جہان مین	ننھی سی ایک مشک بندھی ہو نشان مین
دیکھو یہ تم سے پہلے کہے رکھتی ہے بتول	عباسؑ کو مین پالونگی اے نائب رسولؐ
زہراؑ کا پیار دیکھ کے حیدر ہوئے ملول	کہنے لگے یہ آپ کا کہنا بدل قبول
لیکن ہے دیر اُس گل نورس کے آنے مین	جب آئیگا وہ آپ نہونگی زمانے مین

لیکن مطلب آپ کا بر آئیگا یعنے وہ فرزند علم فوج حُسینی پائیگا اور مشک بھی اُمین لٹکائیگا مگر یہ سب امور بعد وفات میرے اور آپ کے عالم ظہور مین آئینگے پس یہ سُنکر جناب فاطمہ زہراؑ کو نہایت رنج وملال ہوا اور حضرت زینبؑ سے ارشاد کیا کہ اے زینبؑ مین اس دار ناپائدار سے قضا کرونگی تو میری وصیت ہے یاد رکھنا کہ میرے بعد تیرا ایک بھائی عاشق حسینؑ ہوگا میرے بعد تو اسکی پرورش کرنا اور زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگیں اسوقت جناب زینبؑ علیہا السلام نے دست بستہ **بیت**

کی عرض رفع کیجئے اب شور وشین کو	پالونگی اسکو کیجئے ضامن حسینؑ کو

مومنین اب مدنظر مولّف ہے کہ جس برگزیدہ کے قبل ظہور وجود یہ قدر ومنزلت تھی تھوڑی سی کیفیت اسکی عرض کرے اور یہ امر بھی خالی از معجزۂ جناب نہیں ہے کہ ہنوز یہ یخمف نہ رخصت عرض کرتا ہے نہ شہادت بیان کرتا ہے صرف تمہید کا اظہار ہے مگر یقین ہے کہ بیان شہادت تک پہونچنے کی نوبت نہ آوے اور مطلب دلی مُولف اور ذاکر کا بر آوے اور روح جناب سیدہ اور جناب سید الشہداؑ آپ لوگوں سے شاد ہو کر جاوے وہ کلمہ مومنین کے گوشۂ خاطر مین مکنون ہوگا کہ جو حضرت زینبؑ نے باقرار پرورش عباسؑ جناب زہراؑ سے فرمایا تھا مگر واسطے یاددہی کے مکرر عرض کرتا ہون ع پالونگی اسکو کیجئے ضامن حسینؑ کو پس اب ذاکر آگے عرض نہیں کرسکتا ہے کیونکہ بہت سے محب ایسے ہیں کہ جنکا حال صرف نام حسینؑ یا حضرت کے لینے سے متغیر ہو جاتا ہے پس جواب حضرت فاطمہؑ کا اگر سماعت فرمائین گے تو ذاکر کو یقین ہے کہ اپنا حال غیر کرین اور

روتے روتے جان عزیز کو قربان کریں مگر واسطے حصول ثواب کے عرض کرنا پڑا کہ جب علیا زینبؑ نے اقرار یہ درش کیا تو **نظم**

بولیں بتولؑ شرط ہے کچھ اور اسکے سات	اُسنے کہا میں لاؤنگی اس شیر کی برات
آنسو بہا کے بولیں بتولؑ انکو صفات	لاشہ پہ بال کھولیو جب وہ کٹائے ہات
سر پیٹیو کچھ اور نہ وسواس کیجیو	میری طرف سے ماتم عباسؑ کیجیو
زہراؑ کے اس کلام پہ حیدر کر تھے کمال	عباسؑ باوفا کا رہا ذکر ماہ و سال
ناگہ اُٹھے جہان سے محبوب ذوالجلال	کچھ دن کے بعد ہوگیا زہراؑ کا انتقال
غل تھا کہ بنت احمد مختارؐ مر گئی	خاتون روزگار جہان سے گزر گئی

چنانچہ روایت ہے کہ بعد انفراغ ماتم بتولؑ عذرا جناب امیرؑ نے حسب مشیت ایزدی عقد ساتھ ام البنینؑ کے فرمایا **بیت**

اس شادی سے ہر ایک کا دل شاد ہوگیا	اُجڑا ہوا جو گھر تھا وہ آباد ہوگیا

اور بعد چندے نخل تمنا حضرت ام البنینؑ کا بار ور ہوا اور جناب علی مرتضےٰؑ کو فرمانا جناب رسول مقبول کا یاد تھا کہ بحکم رب العالمین **بیت**

نخل مراد دل کا یہاں بھی ثمر ملا	عباسؑ سا علیؑ ولی کو پسر ملا

پس جسوقت جناب عباسؑ پیدا ہوئے **نظم**

لکھا ہے کہ پیدا ہوا جب یہ مہ انور	تشریف کہیں لے گئے تھے حیدر صفدر
لیتا تھا انھیں جو کوئی آغوش کے اندر	روتے تھے مچلتے تھے تڑپتے تھے برابر
ماں پاس تھا آرام نہ خواہر نہ پھوپھی کے	گویا تھے یہ مشتاق ملاقات کسی کے
ناگاہ وہاں آئے شہنشاہ شہیدان	عباسؑ ہمکنے لگے سوئے شہ ذیشان
گودی میں جو بھائی نے لیا مثل دل و جان	بشاش ہوئے بھول گئے نالہ و افغان
یون لپٹے تھے عباسؑ محمدؐ کے پسر سے	جس طرح لپٹتا ہے پسر اپنے پدر سے

داخل ہوئے گھر میں جو شہنشاہ ولایت	دیکھی جو یداللہ نے فرزند کی صورت
بھرایا جگر سینہ مین طاری ہوئی رقت	بوسہ لئے ننھے سے جو ہاتھوں کے بشدت
آغاز مین یاد آگیا انجام پسر کا	یہ روئے کہ آنکھوں سے بہا خون جگر کا

کیون حضرات کہین زمانے مین قسمت بھائی بہن کی یکسان دیکھی ہے مگر حضرت زینبؑ اور جناب عباسؑ کی کہ وقت ولادت حضرت زینبؑ بھی جناب رسول مقبولؐ روئے تھے اور وقت ولادت عباسؑ جناب علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام روئے پس جسوقت کہ جناب امیر کو روتے دیکھا عرض کی سب نے کہ اے آقا **بیت**

شادی کے گھر مین نالۂ وشیون روا نہین	ہنسنے کا یہ مقام ہے رونے کی جا نہین

مگر یہ ارشاد ہو کہ جسوقت سے یہ صاحبزادہ پیدا ہوا ہے بجز رونے کے کسی کی گود مین آرام نہین فرماتا سوائے کنار حسینؑ کے کہین پر آرام نہیں لیتا **بیت**

بس گود میں شبیرؑ کے جاتے ہیں خوشی سے	ہنس ہنس کے لپٹتے ہین حسینؑ ابن علیؑ سے
فرمانے لگے رو کے شہ یثرب و بطحا	بچے کو مرے سمجھے نہ بچا کوئی اصلا
دامان حسینؑ آج سے ہے اسنے سنبھالا	تا وقت یہ حاصل کرے یہ دل کی تمنا
منصب جو ملا حیدرؑ و جعفرؑ کو نبیؐ سے	انکو بھی ملے گا وہ حسین ابن علیؑ سے
شبیرؑ کی سرکار میں مختار یہ ہوں گے	اور فوج حسینی کے علمدار یہ ہون گے
بھائی کی مصیبت میں مددگار یہ ہون گے	پانی کے لیے خون مین سرشار یہ ہونگے
بے دست کریگی سپہ بدسیر ان کو	جعفرؑ کی طرح بخشے گا اللہ پر ان کو
یہ کہکے بہت روئے جناب اسداللہؑ	سات آٹھ برس کا ہوا جسوقت وہ ذیجاہ
رہنے لگے سایہ کیطرح بھائی کے ہمراہ	ہر کام مین ہر بات مین رہتے تھے بہی خواہ
کہتے تھے اگر کام کو شہ اور کسی سے	وہ کام بجا لاتے تھے عباسؑ خوشی سے

اللہ اللہ ہنوز سن طفولیت تھا مگر کیا لحاظ و پاس و اطاعت جناب سید الشہدا کا ابھی سے

آپ کو مرکوز خاطر تھا کہ تمام عرش و فرش پر ہر ایک کی زبان پر بھی یہی جاری تھا **قطعہ**

کہتے ہیں جسے عاشق شہ ملک و ناس | اللہ کے شبیرؑ ہیں شبیرؑ کے عباسؑ
اس حسن ارادت سے یہ حضرت کے رہے پاس | جیسا تھا پیمبرؐ کا علیؑ کو ادب و پاس

ایمان کو یہ جانتے ہیں جان سے زیادہ | اور حضرت شبیرؑ کو ایمان سے زیادہ

مکتب میں ابھی جا کے سبق بھی نہ لیا تھا | تختی پہ رقم ایک الف تک نہ کیا تھا
پر چاہیئے جو علم وہ خالق نے دیا تھا | آئینۂ اخلاص بھی بے زنگ رہا تھا

تھا ذکر خط عارض شبیرؑ زبان پر | قرآن تھا گویا مع تفسیر زبان پر

آثار تھے عرفان کے عیاں رخ سے جو سارے | اک روز علیؑ ممتحن انکے ہوئے بارے
فرمایا کہو ایک تو صدقہ میں تمھارے | جب ایک کہا بولے کہ اب دو کہو پیارے

سو طرح کا اک دل میں غم و رنج عیاں تھا | دو کہنے سے چہرہ پہ شش و پنج عیاں تھا

اُسوقت جناب حیدرؑ کرار سے وہ جرار اس طرح گزارش کرنے لگا کہ اے بابا جو کچھ ارشاد ہو بجان و دل بجا لاؤں لیکن تقصیر معاف لفظ دو اس مُنھ سے عرض نہ کیا جائیگا **بیت**

دل سینہ میں بولے گا جو چپکا میں رہوں گا | میں ایک کا قائل ہوں کبھی دو نہ کہوں گا

نظم

منھ چوم کے بولے اسد اللہ پسر سے | رتبہ ہوا کامل کہ ملا شمس قمر سے
فرمایا جگر گوشہ کو لپٹا کے جگر سے | شاباش کہا کلمۂ حق تو نے پدر سے
اللہ کے اخلاص نے یہ ذہن دیا ہے | کیا ترجمۂ سورۂ توحید کیا ہے

یہ فرما کر خوب پیار کیا اور فرمایا **بیت**

انکار سے میں خوش ترے اقرار سے راضی | راضی ہو خدا تجھ سے تو غفار سے راضی

پس اسطرح استفسار کیا کہ اے ثابت قدم جادۂ تسلیم و رضا و زینت علم سید الشہداؑ **قطعہ**

اس عمر میں پیارے یہ سبق کس نے پڑھایا | کیونکر تمھیں اللہ کا پہچاننا آیا
عباسؑ نے شبیرؑ کو انگلی سے بتایا | کی عرض یہ فیض اپنے خداوند سے پایا

لاکھون بنی آدم ہیں پر اک سے ہی جدا ایک	بندون میں حسینؑ ایک وہ عالم میں خدا ایک

پس یہ حال سُنکر جناب امیر نے درگاہ رب العالمین میں عرض کی کہ اے حافظ حقیقی تو میرے عباسؑ کو نظر بد سے بچانا کہ روز عاشورہ یہ اپنے مقصد دلی کو پہونچے چنانچہ روایت مین وارد ہوا ہے کہ ایک روز جناب حیدر کرارؑ مع صحاب و انصار مسجد کوفہ مین زینت افزاے دربار تھے اور جناب امام حسینؑ اور جناب عباسؑ بھی آپ کے پاس بیٹھے تھے کہ جناب امام حسینؑ نے حضرت قنبر سے پانی طلب فرمایا چونکہ قنبر جان و دل سے اسوقت وعظ سن رہے تھے آواز حسینؑ سننے میں غفلت کی آپ نے بہ تکرار پانی طلب فرمایا پس اسوقت جناب عباسؑ بخیال تشنگی آپکے خود دوڑ کر ساغر آب بصد اضطراب اٹھا لائے اور بوجہ تیز رفتاری کے کچھ پانی چھلک کر چہرۂ مبارک پر گرا یہ حالت دیکھکر جناب امیرؑ رونے لگے اور بکمال شفقت مُنھ اور گردن اور شانے کے بوسہ لینے لگے اور فرمایا کہ اے عباسؑ **بیت**

راضی ہے خدا خدمت اولاد نبیؐ میں	عباسؑ تمھاری تو سعادت ہے اسی مین

اے حضرات **نظم**

بے وجہ نہ تھا گریۂ ضرغام الٰہی	یاد آتی تھی وہ اپنے گھرانے کی تباہی
وہ فاطمہؑ کا ماہ وہ لشکر کی سیاہی	اطفال کی وہ پیاس وہ پانی کی مناہی
مشکیزہ دھرے دوش پہ وہ جوش غضب مین	عباسؑ کا دریا کی طرف جانا تعب مین
وہ مشک بھرے پیاسا ہی دریا سے نکلنا	وہ تشنہ لبی سے جگر و قلب کا جلنا
لاکھون سے ترائی مین وہ تلوار کا چلنا	وہ مُنھ پہ لہو بہنا وہ رنگت کا بدلنا
ہاتھون کا قلم ہونا وہ شمشیر ستم سے	خم ہونا وہ شبیرؑ کا بھائی کے الم سے
برپا کرین اب شور و بکا شیعہ حیدر	وہ حال رقم کرتا ہے اب خامۂ بے سر
جسکے کہ تصور میں علیؑ روتے تھے اکثر	شاہ شہداؑ پہونچے جو مقتل کی زمین پر
اعدا کی چڑھائی ہوئی جب سرور دین پر	جز فوج نظر آتا نہ تھا کچھ بھی زمین پر

عباسؑ علیؑ تولے ہوئے ہاتھ میں تلوار	ہمراہ لئے چند جوانان خوش اطوار
پروانہ صفت گرد خیام شہ ابرار	پھرتا تھا طلایہ صفت شیر وہ جرار
دیتے تھے صدا کوئی اِدھر آنے نہ پائے	آئے تو گرفتار کرو جانے نہ پائے

پس وہ حال تشنگی اطفال کا کیا عرض کروں کہ حضرت سکینہؑ و پسران جناب عباسؑ وجناب باقر و حضرت عبداللہ پیاس کے مارے بےچین تھے **نظم**

ہر وقت تھا ماؤں سے یہ بچّوں کا اشارا	پانی ہمیں پلواؤ نہیں ضبط کا یارا
کہتی تھی سکینہ کہ ہمیں پیاس نے مارا	للّٰلہ خبر لو کہ جگر جل گیا سارا
بچوں کے قلق سے ہیں حرم آہ و بکا میں	اک شور قیامت تھا بپا آل عبا میں

یہ حالت دیکھکر جناب سید الشہدا اور حضرت عباسؑ کا دل سینوں میں ہلگیا اور طرف دریا کے حضرت عباسؑ بصد یاس دیکھنے لگے کہ ناگاہ اسی عرصہ میں **نظم**

چلائی یہ بانوے حسینؑ ابن علیؑ آہ	ہے ہے مری بچّی مری نازوں کی پلی آہ
عباسؑ چلو جان سکینہؑ کی چلی آہ	پانی نہ ملا آج بھی دوپہر ڈھلی آہ
بیساختہ شہ بولے کہ لو بھائی مبارک	پیاسی ہے سکینہ تمھیں سقائی مبارک

یہ حال سنکر حضرت عباسؑ خیمۂ مبارک میں تشریف لائے تو دیکھا کہ زوجہ آپکی مشوش کھڑی ہیں پوچھا آپ نے کہ سکینہ کہاں ہے تب عرض کی آپکی زوجہ نے کہ حبیب سے کبریٰ ستم رسیدہ بیہوش ہوئی ہے وہ بیہوش پڑی ہے اور خدمت بابرکت میں عرض کرنے لگی **نظم**

کس کام میں تھے آپ میں شرماتی ہوں صاحب	کنبہ میں خجالت سے گڑی جاتی ہوں صاحب
اب نبض بھی پیاسی کی نہیں پاتی ہوں صاحب	قرآں کی ہوا دیکے ابھی آتی ہوں صاحب
کھلجاتی ہے جب آنکھ تو چلاتی ہے پانی	غش ہوتی ہے تو منھ سے صدا آتی ہے پانی

اُسوقت حضرت عباسؑ نے فرمایا کہ اُسکو میری گود میں دیدو پس فوراً زوجہ آپ کی پاس سکینہؑ کے گئیں اور فرمایا کہ چلو تمھارے چچا جان بُلاتے ہیں اُسوقت حضرت سکینہؑ نے بوجہ ناز کے

منھ پھیر لیا اور کہا کہ مین نہ جاؤنگی پس آپ کی زوجہ نے آنکر عرض کی کہ سکینہ تمسے روٹھی ہیں میری منت خیال مین نہیں لاتین تمھارے پاس نہیں آتین ۔ **بیت**

بھنون سے نہ مان سے نہ پھوپھی سے نہ چچی سے	جب آتا ہے غصہ تو وہ منتی ہیں کسی سے

یہ سنکر حضرت عباسؑ پاس حضرت سکینہ کے خود چلے اللہ کسی چچا کو بھتیجی کی یہ حالت نہ دکھائے جسوقت حضرت عباسؑ پاس حضرت سکینہ کے گئے تو دیکھا کہ پھول سے رخسار پژمردہ ہیں۔ آنکھین بند ہیں مارے پیاس کے عالم یاس ہے **بیت**

ہونٹھ اودے ہین زردی رخ گلگون پہ عیان ہے	قرآن کی نشانی کی طرح خشک زبان ہے

یہ حال حضرت سکینہؑ کا دیکھکر آپ سراسیمہ ہوے اور دامان علم کی ہوا دیکر خاک شفا بوجہ نہ میسر ہونے پانی کے اشکون سے ترکر کے بطور لخلخہ کے سنگھائی اور لب مبارک کان سکینہ سے لگاکر یہ بات فرمائی

کیون روٹھی ہو کیون غصہ ہے تقصیر ہماری	بیت	پیاسی نے کہا کچھ نہیں تقدیر ہماری
کیون تمسے ہلی عفو سکینہ کی خطا ہو	نظم	ہم تو نہین روٹھے ہیں تمھین ہمسے خفا ہو
جسکا شہ والا سا پدر تم سا چچا ہو		ہفتم سے نصیب اسکو دہم تک نہ غذا ہو
لائے تھے یہی کہکے ہمین آپ وطن سے		تو پیاس سے تڑپے گی نہ ہم آئینگے رن سے
فرمایا تھا یہ بھی کہ رلائین گے سفر مین		منھ صبح کو اشکون سے دھلائینگے سفر مین
الفت جو وطن کی ہے بھلائینگے سفر مین		بابا بھی نہ سینہ پہ سلائین گے سفر مین
فاقہ سے مرینگی تو خبر تک بھی نہ لین گے		ہوگی جو بہن رانڈ نہ پرسا تجھے دینگے
یاد آتا ہے بیمار بہن کا مجھے کہنا		دشوار ہے پردیس مین ایذا اُن کا سہنا
تمسے بھی کہا تھا کہ جدا اُنسے نہ رہنا		یان آکے بُرا ہو گیا ہے ہے مرا الھنا
بابا نے نہ پوچھا تو چچا نے بھی نہ پوچھا		یہ اور غضب ہے کہ قضا نے بھی نہ پوچھا
جن بچون کے مان باپ نہیں ہوتے ہیں عمو		آج اُنکی طرح فاقہ سے ہم روتے ہیں عمو
پروا بھی کسی کو نہیں جی کھوتے ہین عمو		بابا نہ سلاتے ہین نہ ہم سوتے ہین عمو

کیا یہ بھی ہے تاثیر کچھ اس دشت بلا کی	وہ دل نہ پدر کا ہے نہ وہ آنکھ چچا کی

پس اُسوقت حضرت عباسؑ سے کچھ بات بجز اسکے نہ بن پڑی کہ اے سکینہؑ ہم سخت ناچار تھے خیال تو کرو کہ جسکے کیسے کیسے بھائی بھتیجے مارے جاوین اسکے ہوش کیونکر بجا رہیں بجز میرے اور علیؑ اکبر کے کوئی نہیں کہ جناب سید الشہدا کی خبر لے تمکو کیا خبر ہے کہ ہم پر کیا مصیبت گذری جسوقت زوجۂ حضرت عباسؑ نے دیکھا کہ سکینہؑ کو اب حال شہادت عونؑ و محمدؑ و قاسمؑ وغیرہ معلوم ہوگا قریب حضرت عباسؑ مشک لیکر آئیں اور عرض کرنے لگین کہ اے والی تمکو اسکے بچپن کا خیال نہیں ہے یہ موقع تشفی دینے کا ہے نہ آس توڑنے کا اب تک ہمنے خبر شہادت عزیزان پوشیدہ رکھی ہے اور آپ اس حالت مین اُس بچی کو ایسی خبر سناتے ہیں **بیت**

تقدیر جو لونڈی کی الٹ جائے تو کیا ہو	ننھا سا کلیجہ ابھی پھٹ جائے تو کیا ہو

یہ کہکر مشک سکینہؑ کی حضرت عباسؑ کو دیکر عرض کی یہ پانی کی طالب ہین تھوڑا سا پانی انکو لا کر پلاؤ **نظم**

کان اپنے لگائے ہوئے سنتی تھی وہ نادان	چلائی مرے دل کی کہی تم نے چچی جان
عباسؑ پکارے مری مشکل ہوئی آسان	زوجہ سے کہا ہمپہ ہے تا حشر یہ احسان
آسایش عقبےٰ کی دعا وقت سفر دو	سقا جو بنایا ہے سبکدوش بھی کردو
تب خیمہ مین اپنے گئی وہ غم کی ستائی	اک خط کو لئے ہاتھ مین جلدی سے پھر آئی
دیکھا جو اُسے کہنے لگی بانو کی جائی	کیا یاد چچی جان کو وادی مری آئی
یہ ہاتھ میں مکتوب ہے بھیجو گی وطن کو	لکھا ہے مرا حال بھی بیمار بہن کو
وہ بولی یہ کاغذ ہے مرے مہر کا واری	لٹتی ہون اُجڑتی ہون محبت مین تمھاری
ہے مہر تو کیا چیز نہیں جان بھی پیاری	بی بی جیئے مر جائے سب اولاد ہماری
سقائی کا انعام عطا کیجے انکو	کاغذ یہ مرے مہر کا دے دیجئے ان کو
عباسؑ نے فرمایا کریم اسکی جزا دے	صاحب نے دیا ہم نے لیا اجر خدا دے
جنت کا قبالہ تمھین یون خیر نسا دے	غربت مین مصیبت مین یہ ہمت یہ ارادے

کیون راہِ خدا میں نہ کرم کرنے کی خو ہو — دی جسنے قطار اونٹون کی تم اسکی بہو ہو
اب کیا کہون جو بعد مرے ہونا ہے بی بی — شاہ شہدا کو بھی یون ہی رونا ہے بی بی
اس دشت مصیبت مین مجھے سونا ہے بی بی — منھ آنسوؤن سے تمکو ابھی دھونا ہے بی بی
سر ننگے پھروگی نہ دلاسا کوئی دیگا — بازو بھی گلا بھی ابھی رسّی سے بندھیگا

پس یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ حضرت بانو مضطرب ہو کر قریب زوجۂ جناب عباسؑ آکر کے فرمانے
لگین اے بھابھی یہ کیا کرتی ہو اگر نہر کے اوپر فساد ہوا تو پھر جناب امام حسینؑ کا کوئی معین و مددگار
نہ ہیگا اور جناب امام حسین علیہ السلام فرمائین گے کہ **نظم**

بانوئے مصطفےٰ کی کمائی کو کھو دیا — بچّون کے واسطے مرے بھائی کو کھو دیا
کہنے لگی یہ زوجۂ عباسؑ خوش صفات — صاحب بھلا یہ کون سے وسواس کی ہے بات
مشکیزہ لیکے گر یہ نہ جائین سوئے فرات — پھر ننّھے ننّھے بچّون کی ہو کس طرح حیات
ہر وقت کبریا سے طلبگار خیر ہون — آگے جو کچھ سبھون کی رضا میں تو غیر ہون

کہ اسی عرصہ مین حضرت زینبؑ بھی تشریف لائین اسوقت کا حال اضطرار حضرت زینبؑ
بوجہ تنہائی و اضطراب جناب امام حسین علیہ السلام کیا عرض کرون **نظم**

بھائی کے اضطراب سے زینبؑ کا ہے یہ حال — ڈھلکی ہوئی ہے سر سے ردا اور کھلے ہین بال
عباسؑ سے یہ کہتی ہے رو کر وہ خوشخصال — چھوڑو نہ شہ کو اے اسدِ کبریا کے لال
کیا کہتے ہو سکینہؑ سے منھ موڑ موڑ کے — بھیّا کدھر چلے مرے بھائی کو چھوڑ کے
دیکھو تو حالِ سبطِ رسول فلک اساس — بیٹے کا غم بھتیجے کا ماتم ہجوم یاس
ہے کثرتِ سپاہ مین تنہا وہ حق شناس — واں جاؤ ایک تم تو رہو بھائی کے پاس
عاشق ہو دلبر اسدِ ذو الجلال کے — بازو قوی تمھین سے ہین زہراؑ کے لال کے

بارشاد جناب زینبؑ حضرت عباس عرض کرنے لگے کہ اے ہمشیرۂ عالی وقار اسوقت مین بجز
میرے اور علیؑ اکبر کے کون ہے کہ مدد شاہِ کونین سبط رسول الثقلین کرے مجھکو مناسب ہے

کہ علی اکبرؑ کو اپنے آگے میدان کارزار میں جانے دو ن آپ عادل کی بیٹی ہین انصاف کیجئے تمام عمر کی ریاضت برباد ہو جائے گی آپ بزرگ ہیں **بیت**

بیکس ہون ساتھ مان نہین سر پر پدر نہین	میں آپ کا غلام تو ہون گو پسر نہین

یہ سنکر حضرت زینبؑ کا جی بھر آیا یہ حالت دیکھکر گو زوجہ عباسؑ نے تہ دل سے اجازت میدان کارزار عباسؑ نامدار کو دے چکی تھیں مگر خیال کرنے کا مقام ہے کہ زوجہ کو فراق شوہر مصیبت عظیم ہے جبکہ دیکھا کہ جناب زینبؑ سے بھی رخصت پائی حضرت بانو نے بھی رضا دیدی کلیجہ مُنھ کو آیا بدن تھر تھرایا مارے شرم کے منھ پھیر پھیر کر روتی تھین اور اس عالم بیتابی میں **نظم**

کہتی تھی روکے بانو سے عالم سے بار بار	دیکھو تباہ کرتے ہین عباسؑ نامدار
ہے امر مین کنیز کے بی بی کو اختیار	کچھ آپ بولتی نہیں اسوقت میں نثار
کہئے جو روکنے کی کوئی ان کے راہ ہو	اب عنقریب ہے کہ مرا گھر تباہ ہو
عباس دیکھتے ہین جو زوجہ کا اضطرار	ہوتا ہے تیر غم جگر ناتوان کے پار
روتے ہین خود مگر یہ اشارہ ہے بار بار	شوہر کے غم میں یون کوئی ہوتا ہے بیقرار
آؤ ادب سے دلبر زہرا کے سامنے	روتی ہیں لونڈیان کہین آقا کے سامنے
کھولا ہے کوندھے بالون کو صاحب یہ کیا کیا	پیٹو نہ سر کو ڈرتا ہے فرزند مرتضا
خیر النساؑ کے لال پہ ہوتے ہیں ہم فدا	شادی کا ہے مقام کہ ماتم کی ہے یہ جا
ایذا مین صبر صاحب ہمت کا کام ہے	میری بھی آبرو ہے تمھارا بھی نام ہے
لو پونچھ ڈالو آنسوؤں کو بہر ذوالجلال	دیکھو زیادہ رونے سے ہوگا ہمین ملال
میری مفارقت کا نہ کچھ کیجئے خیال	قائم تمھارے سر پہ رہے فاطمہؑ کا لال
غم چاہیے نہ آہ و بکا چاہیے تمھین	شہ کی سلامتی کی دعا چاہیے تمھین
دیکھو کہ گھر میں اور بھی رانڈین ہین تین چار	آداب شہ سے چپ ہیں نہین کوئی بیقرار
رہجائے بات کرتے ہیں وہ مرد ہوشیار	دنیا ہے بے ثبات زمانہ ہے بے مدار

سوا ایسے تفرقہ ہوئے ہین ایک آن مین	صاحب سدا ابھی کوئی جیا ہے جہان مین
قاسمؑ کو دیکھو جانب کبریٰ کرو نگاہ	گزری جو شب تو صبح کو گھر ہو گیا تباہ
دشمن کو بھی دکھائے نہ اللہ ایسا بیاہ	کیا صابرہ ہے دختر شبیرؑ واہ واہ
سہتے ہین یون جہان مین جفا رانڈ ہونے کی	آواز بھی بھلا کوئی سنتا ہے رونے کی

پس انسان کو لازم ہے کہ ہر آفت مین صبر کرے کہ صابرون کا مرتبہ بہت بڑا ہے **نظم**

یہ کہکے چلے خیمہٴ پُر نور حرم سے	جسطرح سے پاک آئے تھے دنیا مین عدم سے
شانون کو سرافراز کیا مشک و علم سے	رخصت ہوئے ڈیوڑھی پہ شہنشاہ امم سے
اصطبل سے خوش خوش دو رکابہ نکل آیا	جھلتا ہوا شبیر سے ہُما مور جھل آیا

پس اسوقت کا حال جناب امام حسینؑ کا اگر عرض کرتا ہون تو ایک مجلس علیحدہ ہوتی ہے تمہید مین گوش گزار مومنین کے کر چکا ہون کہ جو عشق امام حسینؑ کو جناب عباسؑ سے تھا اور حضرت عباسؑ کو جناب امام حسینؑ سے تھا پس اسوقت کیا حال ہوا ہوگا کہ جب امام حسینؑ کو وقت رخصت یقین تھا کہ دریا سے اب میرا قوت بازو واپس نہ آئیگا پس بوقت رخصت کے جو حال آپ کا تھا عرض کرتا ہون کہ جناب امام حسینؑ **نظم**

چلاتے ہین کہ اے مرے محبوب بھائی جان	بھیا چلے حسینؑ ہے محبوب بھائی جان
اب زیست کا نہین کوئی اسلوب بھائی جان	بھائی کا ساتھ تمنے دیا خوب بھائی جان
جو غم ہوا وہ جان حزین آج سہ گئی	حسرت تمھارے ساتھ مین مرنے کی رہ گئی
عباسؑ رو کے کہتے ہین کیجے نہ یہ کلام	دل کو سنبھالئے نہیں مرجائے گا غلام
مولا مرے یہ صبر و تحمل کا ہے مقام	سر پیٹتی ہیں در پہ کھڑی بیبیان تمام
چلا کے آپ روئین تو پھر کس کو کل پڑے	ایسا نہ ہو تڑپ کے سکینہؑ نکل پڑے
رو کر حسینؑ کہتے ہین اچھا نہ روئین گے	مرضی تمھاری یون ہے تو بھیا نہ روئین گے
تھامے رہینگے اپنا کلیجہ نہ روئین گے	بھائی کو بھائی گر نہین روتا نہ روئین گے

ممکن ہے ہمسے یہ کہ نہ آہ و بکا کرین	پر دل تڑپ تڑپ کے جو روئے تو کیا کرین

القصہ اسی طرح جناب امام حسینؑ وقت رخصت حضرت عباسؑ بین فرماتے تھے پس اب کمترین کی گذارش ہے **نظم**

لو حضرت عباسؑ کے مشتاقو سنبھل جاؤ	دنیا کے خیالون سے کہو دل سے نکل جاؤ
عصیان کے پہاڑوں کو یہ دو حکم کہ ٹلجاؤ	لیلو وہ ثواب آج کہ فردوس مین کل جاؤ
ہلچل ہے زمینون مین کہ تسلیم کو اُٹھو	عباسؑ چڑھے رن پہ ہیں تعظیم کو اٹھو

پس بمقابل فوج اشقیا تشریف لاکر اول رجز پڑھا اور بعد رجز کے اس طور کلمات حجت فرمائے کہ اے قوم اشقیا فرزند رسول الثقلین تمھارا مہمان ہے اور تین روز سے لب فرات پر مع اہلبیتؑ اور چھوٹے بچون کے لب تشنہ اور گرسنہ ہے مقام غیرت اور عبرت ہے **نظم**

یون تو ہین تین روز سے بے آب ودانہ سب	لیکن قریب مرگ ہین دو طفل تشنہ لب
کیون آل کو ستاتے ہو بیجرم و بے سبب	کچھ مصطفےٰ کا پاس نہیں تمکو ہے غضب
دو دن تو بیکسوں پہ عطش مین گذر گئے	کس پر یہ خون ہو گا جو معصوم مر گئے
یہ دھوپ یہ خیام کا تپنا یہ گرم بن	مرجھا گیا ہے احمد مختار کا چمن،
مانند غنچہ پیاس سے کھولے ہیں سب دہن	پانی بغیر اب نہ بچین گے وہ گلبدن
گرمی سے ہاتھ پاؤن غریبون کے سرد ہین	نیلے ہیں ہونٹھ بھول سے رخسار زرد ہین
چلایا شمر تب کہ عبث ہے سوال آب	دینگے زبان تیغ سے ہم آپ کو جواب
بچون کی پیاس سے ہی جو حضرت کو اضطراب	پھر کس لیے ہے بیعت حاکم سے اجتناب
خیمہ سے گھٹنیوں اگر اصغر بھی آئے گا	جز آب تیر پانی کا قطرہ نہ پائے گا

یہ کلام سنکر حضرت عباسؑ کو غصہ آیا **نظم**

غازی نے لی نیام سے تیغ شرر فشان	شعلہ نے الحذر کہا بجلی نے الامان
آواز دی زمین نے کہ یا حافظ زمان	وہشت سے تھرتھرا گیا مریخ آسمان

ذائقہ ماتم

ثابت ہوا کہ چہرۂ خورشید کٹ گیا	غل تھا کہ فوج شام کا دفتر الٹ گیا

پس سیکڑوں اعدائے بدشعار کو واصل جہنم کیا الغرض جناب عباسؑ نے جب ملاحظہ فرمایا کہ اب کوئی نابکار معترض نہیں ہے کنارے سے گھوڑے کو ٹھوکر دیکر نہر کے اندر داخل ہوئے

نظم

دُرِ نجف جو نہر میں آیا بصد ضیا	پانی کا تختہ سطحۂ انوار بنگیا
ماہی سے تابماہ ہوا شور برملا	دریا دلی پہ حضرت عباسؑ کی فدا
شرمندہ خشک ہونٹوں سے ہونے لگے حباب	دریا میں پھوٹ پھوٹ کے رونے لگے حباب
مشکیزہ بھر کے دوش پہ رکھا بعز و جاہ	اور باگ چھوڑ کر سوے رہوار کی نگاہ
راغب ہوا نہ پانی پہ وہ اسپ خیر خواہ	یہ ہاتھ پیر مار کے چھینٹیں اڑائیں آہ
دریا میں بادبانی یہ تازہ ہنر گیا	سقائے اہلبیت کے کپڑون کو تر کیا
چمکار کر سمند کو عباسؑ نے کہا	کپڑے تو میرے تر کئے خود پیاسا تو رہا
بولا وہ بیزبان کہ قلق ہیں ہزار ہا	اک غم یہ ہے کہ دشت میں پیاسوں کا خوں بہا
چلو میں لیکے تم نے جو پانی گرادیا	اس رمز نے کلیجہ پہ خنجر پھرادیا
چھینٹیں اڑا کے تر جو کیا آپ کا لباس	مشکیزہ کیطرف سے ہے خادم کے دل کو یاس
تیرون کو جوڑے چلون مین ظالم ہین آس پاس	پوری کرے جناب الٰہی یہ میری آس
مانگا تھا پانی ننھے سے ہاتھوں کو جوڑ کر	شہزادی کو پلائیو کپڑے نچوڑ کر
نکلا غرض فرات سے سقائے نامدار	بھاگے ہوئے پھر آئے لعینان نابکار
چلاتے تھے صفون میں منادی یہ بار بار	مشکیزہ لے نہ جائے علمدار ہوشیار
جان لڑا اڑا کے سر اسکا اتار لو	مشکیزہ چھین لو اسے تیرون سے مار لو

پس جسوقت نہر سے حضرت عباسؑ باہر تشریف لائے چارون طرف سے فوج بدشعار نے گھیر لیا اور نیزہ و شمشیر و سنان و تیر گرنے لگے آپ کبھی مشک کو سینہ پر رکھکر بچاتے

تھے کبھی پشت پر لیجاتے تھے یہاں تک لڑتے لڑتے پہونچے کہ خیمۂ مبارک نظر آنے لگا اور اسطرف تمام بچّے خیمے کی ڈیوڑھی پر کوزے ہاتھ میں لئے با نتظار آمد حضرت عباسؑ مارے پیاس کے بیچین کھڑے تھے اور سب سے آگے حضرت سکینہ دلبسر حضرت عباسؑ تھے کہ ناگاہ اس بچّے کی نگاہ علم ضوفشان پر جا پڑی بکمال مسرت حضرت سکینہ سے کہنے لگا کہ اے بہن بیتاب نہو خدا نے تم کو تشنگی اور میرے تئیں بلائے یتیمی سے پناہ دی بسماعت اُن کلمات کے حضرت سکینہؑ خوش ہوکر خیمہ میں اپنی چچی کے پاس جاکر عرض کرنے لگیں **نظم**

پیاسوں کے دن نصیب تمھارے چچی پھرے　　مشکیزہ بھر کے نہر سے ابن علیؑ پھرے
دیکھ آئی ہوں قریب بہت عمو جان آئے　　بولی وہ بیجو اس کہ اللہ ان کو لائے
ڈرتی ہوں واری پھر نہ یہ تقدیر کچھ دکھائے　　ناگاہ آئی ڈیوڑھی سے آواز ہائے ہائے

اب آگے مومنین کیونکر عرض کروں تمھاری شاہزادی کس امید سے گفتگو کر رہی تھی کہ **نظم**

دیکھا جو آکے پردے سے محشر نظر پڑا　　غش خاک پر رسول کا دلبر نظر پڑا
اکبرؑ کو دی یہ زوجۂ عباسؑ نے صدا　　غش آیا کیوں امام کو کیا سانحہ پڑا
سر پیٹ کر پکارے یہ ہمشکل مصطفٰےؐ　　ٹوٹی کمر حسینؑ کی مارے گئے چچا
کھا کھا کے زخم زین سے علمدار گر پڑے　　گرتے ہی انکے یاں شہِ ابرار گر پڑے

یہ سنکر خیمۂ اطہر میں شور واعباسؑ واعلمدارا ہونے لگا اور اسطرف جناب امام حسینؑ زمین سے اٹھکر مع حضرت علیؑ اکبر روانۂ میدان کارزار تبلاش لاش عباسؑ جرار ہوئے اور اسطرف حضرت عباسؑ بصد یاس حالت نزع میں فرماتے تھے کہ اے آقا جلد آؤ تا بوقت اخیر قدم مبارک پر آنکھوں کو ملوں اور جان اپنی پائے مبارک پر نثار کروں کہ اسی عرصہ میں **نظم**

پہونچے قریب لاش جو شاہ امم اداس　　اکبرؑ نے عرض کی کہ بجا لائیے حواس
آ پہونچے اب حضور برادر کے اپنے پاس　　کہکر کہاں کہاں جو بڑھے شاہ حق شناس
دیکھا پڑی ہے مشک کہیں اور علم کہیں　　شمشیر خوں چکاں کہیں دست قلم کہیں

پس بے اختیار رہو کر لاش برادر نامدار سے لپٹ کر اسطرح بین فرماتے تھے **نظم**

تمنے ابھی تھا جسکو پکارا وہ آیا ہے	رکھتا تھا جو تمھارا سہارا وہ آیا ہے
جسکا نہ دکھ تھا تمکو گوارا وہ آیا ہے	بے موت جسکو آپنے مارا وہ آیا ہے
دن رات جسکی خم رہے تسلیم کے لئے	وہ آیا تم اُٹھے نہیں تعظیم کے لیے
کیا سو رہے ہو خاک پہ اے میرے غمگسار	جاگو حسین آیا ہے لاشے پہ بیقرار
عرصہ سے آپ کو نہیں ہمنے کیا ہے پیار	اُٹھو گلے ملو کہ لبوں پر ہے جانِ زار
اُٹھنے کی تاب گر نہ تن ناتوان مین ہو	آواز ہی سُناؤ جو طاقت زبان مین ہو
بھائی زبان مین تاب بیان بھی نہو اگر	باتین کرو اشارون مین آنکھون کو کھولکر
ممکن نہو اشارہ جو اے غیرت قمر	واکر کے آنکھ دیکھ ہی لو ہمکو اک نظر
اک آگ لگ رہی ہے دلِ بیقرار مین	تسکین کچھ تو ہو مری اس اضطرار مین
آئی صدا یہ لاش سے اے شاہِ دین پناہ	کسطرح کھولون آنکھون کو دیکھین تو جھکاکے نشاہ
گھبرا کے نور چشم نبی نے جو کی نگاہ	دیکھا کہ ایک آنکھ مین ہین سات تیر آہ
روکر وہ آہ کی جگر پاش پاش سے	آئی صدا جو رونے کی بھائی کی لاش سے
عباسؑ بولے روکے نہ مولا مجھے رلاؤ	دل کو سنبھالو آنکھون سے آنسو نہ اب بہاؤ
گھبراتی ہونگی زینب دلگیر گھر کو جاؤ	اب میرے بدلے میرے پسر کو گلے لگاؤ
یہ کہکے کروٹین لیں جہاں سے گزر گئے	شہ ہاتھ ملکے رہگئے عباسؑ مر گئے

پس اُسوقت کی حالت جناب امام حسینؑ کیا بیان کرون سینہ چاک سر پر خاک ڈالے ہوئے خون بھائی کا منھ پر ملتے تھے اور اسطرح فریاد کرتے تھے کہ اے بابا مشکلکشا میری مدد کون کریگا بتیس ۳۲ برس کے بعد کمر ٹوٹ گئی بازو شکست ہوا میرا بھائی مجھسے چھوٹ گیا پس اسوقت بجز حضرت علی اکبرؑ کے کوئی نہ تھا **نظم**

ناگہ صدا یہ آئی کہ اے شاہ بحر و بر	گھر سے نکل چلی ہے سکینہ برہنہ سر

مچلے ہوئے ہیں حضرت عباسؑ کے پسر
دونوں کو ضد یہی ہے کہ جائیں گے نہر پر

یہ تیغے لئے ہوئے جانوں پہ کھیلے ہین
کہتے ہین چھوڑ دو ہمیں بابا اکیلے ہین

اکبرؑ نے عرض کی کہ چلین شاہ بحر و بر
اب آل مصطفےٰ کی ہے بے پردگی کا ڈر

آئے تو مارے جائین گے عباسؑ کے پسر
چھوڑو خدا پہ لاش علمدار نامور

میت نہ اُٹھ سکیگی جسد پاش پاش ہے
بس اب نشان و مشک بہشتی کی لاش ہے

مقتل سے روتے پیٹتے گھر میں حسینؑ آئے
بیٹھی ہوئی تھین بیبیاں ماتم کی صف بچھائے

خون مین بھرا ہوا علی اکبرؑ علم جو لائے
اک غل ہوا کہ مر گئے عباسؑ ہائے ہائے

سر کھولنے کو زوجۂ عباسؑ ہٹ گئی
منہ پیٹ کر علم سے سکینہ لپٹ گئی

سب ملکے صف پہ رانڈ کو لے آئین بیبیان
پرسے کا شور ہونے لگا درد کے بیان

چلاتی تھی یہ زوجۂ عباسؑ نوجوان
صاحب علم کو چھوڑ کے تم چل بسے کہان

گرمی جو تھی ہوا تھیں بھائی فرات کی
اب تم ہوا اور سرد ترائی فرات کی

اے شاہ کے غلام بلا لو کنیز کو
اے بازوے امام بلا لو کنیز کو

ہوتا ہے دن تمام بلا لو کنیز کو
للہ قبل شام بلا لو کنیز کو

شہرت رہے جہان میں اس اتفاق کی
ہے یہ دعا کہ رات نہ دیکھون فراق کی

پہلو میں میری قبر کی جا ہے دیا نہین
وارث نہین تو زیست کا کچھ بھی مزا نہین

جیتی ہوں تو صاحب مہر و وفا نہین
وہ رانڈ ہون کہ جسکا کوئی آسرا نہین

قبریں ہون اور بہشت کے پھولوں کی باس ہو
میرا بھی ڈھیر آپ کی تربت کے پاس ہو

صاحب تو جان دیکے ہر ایک غم سے چھٹ گئے
صدموں سے مطمئن ہوئے ماتم سے چھٹ گئے

ہم تمسے آج چھٹ گئے تم ہمسے چھٹ گئے
یاں سے چھٹے امام دو عالم سے چھٹ گئے

حرمت بس اب کنیز کی صاحب کے ہاتھ ہے
کیونکر نباہ ہوگا کہ بچوں کا ساتھ ہے

کیوں مر گئی مین آپ کے آگے نہ ہائے ہائے
بس اب یہی ہے رانڈ کا جینا کہ موت آئے

دیدار وقت مرگ بھی ہم دیکھنے نہ پائے
صاحب کنیز دل کا تڑپنا کسے دکھائے
تنہا تڑپ تڑپ کے ترائی میں مر گئے
شانوں سے ہاتھ کٹ گئے صدمے گزر گئے
ہوتی جو میں تو بیٹھتی زانو پہ لے کے سر
گردن پھرا کے دیکھتے ہونگے ادھر ادھر
چہرے پہ خاک ملکے نکلتی میں نوحہ گر
کہہ جاتے گر نہ یہ کہ نہ آنا قریب در
چھٹ جاتے سب پہ لاش کو تنہا نہ چھوڑتی
دریا کا مثل موج کنارا نہ چھوڑتی
تربت بنا کے جائیے اس سوگوار کی
صاحب تمھیں قسم ہے سکینہ کے پیار کی
پہلو میں کیا جگہ نہیں میرے مزار کی
بس موت اب دوا ہے دل بیقرار کی
برسوں رہے جو ساتھ اُسے چھوڑتے نہیں
سردار پاشکستوں سے منہ موڑتے نہیں
پردے میں اپنے مین کے چھپائے خدا مجھے
بے قبر امن کی نہیں ملنے کی جا مجھے
اے بادشاہ جذب محبت دکھا مجھے
سب بیبیاں جہان میں کہیں با وفا مجھے
شوہر کے ساتھ زوجۂ عباسؑ مر گئی
غل ہو نہ قید میں گئی نہ پھر کے گھر گئی
بس اب خدا کو یاد کر اے بیکس و حزیں
بھاوج کے پاس آکے یہ بولے امام دیں
صدقہ کنیز اے پسر ختم مرسلین
قدموں پہ سر کو رکھ کے پکاری وہ بہ جبیں
کیا وجہ ہے جو لاش نہ لائے غلام کی
یکساں ہے سب کے حال پہ شفقت امام کی
وہ آپ منع کر گئے تھے وقت انتقال
چھاتی پہ ہاتھ مار کے بولا علیؑ کا لال
سر چار پارا ہاتھ جدا جسم پائمال
کیونکر کہوں کہ لاش کا بھائی کے تھا جو حال
چھاتی سے میں لگا نہ سکا اسکی لاش کو
چھوڑا اسی طرح جسد پاش پاش کو
صاحب تمھاری لاش کے ٹکڑوں کے میں نثار
سر خاک پر پٹک کے پکاری وہ سوگوار
یہ دھوپ اور یہ تن یہ ہوا اور یہ غبار
لوٹا گیا شباب خزاں ہو گئی بہار
کیونکر اٹھاؤں خاک سے ٹکڑوں کو لاش کے
رسنے لگے لہو زخم تن پاش پاش کے
زینبؑ نے شاہ دیں سے کہا رو کے زار زار
یہ کہہ کے پیٹنے جو لگی وہ جگر فگار

وارث کے غم مین ہوتا ہے یہ حال مین نثار ‏‏— لیجائیے علم کو تو اب شاہ نامدار
ماتم مین اور کوئی مصیبت گزر نہ جائے — ڈر ہے مجھے کہ بیوۂ عباسؑ مر نہ جائے

پس جسوقت کہ حضرت زینب علیہا السلام نے جناب امام حسینؑ سے یہ کلمہ عرض کیا تو اسوقت جناب امام حسینؑ نے زینبؑ سے جو کچھ ارشاد فرمایا کمترین عرض نہیں کرسکتا مجلس کو بھی طول ہوگیا ہے الا غم حسینؑ مین چونکہ خاصیت اکسیر ہے اور دوائے مرض عصیاں ہے ہواسطے ہوس کمترین نہیں جاتی دوچار اشعار جواب حضرت امام حسینؑ اور حال پسران جناب عباسؑ عرض کرکے خاتمہ کرتا ہون

نظم

زینبؑ سے رو کے کہنے لگے سرور زمن — لیکر نشان کو جائیے کہاں اب یہ بیوطن
ابتو نہ فوج ہے نہ علمدار صف شکن — گھر لٹ گیا علم کو بڑھاؤ اب اے بہن
لو اب نشانی شہ دلدل سوار لو — پٹکا علم سے کھول دو پنجہ اتار لو
جسدم سنا علم کے بڑھانے کا سب نے نام — سر اٹھ کے پیٹنے لگین سیدانیاں تمام
رایت لٹا کے خاک پہ کہنے لگے امام — لو الوداع اے حرم سید الانام
پیاسے گلے پہ خنجر خونخوار چاہیئے — بس اب مجھے علم نہ علمدار چاہیئے
پرخون علم کے پاس تھے عباسؑ کے پسر — تکمے کھلے تھے کرتون کے تھرائے تھے جگر
مان نے جو طوق اتارے تھے اور کان کے گہر — سہما ہوا تھا ایک تو ایک پیٹتا تھا سر
زلفون پہ گرد تھی تو رخون پر غبار تھا — چہرون سے درد بے پدری آشکار تھا
چھوٹا یہ شہ سے کہتا تھا آنسو بہا بہا — بابا ہمارے گھر میں کب آئینگے اے چچا
آیا علم یہ انکے نہ آنے کی وجہ کیا — چھوٹے سے رو کے تب یہ بڑے بھائی نے کہا
امان کی مانگ اجڑ گئی صدمے گذر گئے — بھیا تمھین خبر نہیں بابا تو مر گئے
دوڑا یہ سن کے نہر کی جانب وہ بے پدر — اٹھکر پکارے شاہ کہ بیٹا چلے کدھر
ننھے سے ہاتھ جوڑ کے بولا وہ نوحہ گر — بابا کی لاش اٹھانے کو جاتے ہیں نہر پر

میت نہ اٹھ سکے گی تو خالی نہ آئینگے
دامن مین ہم کٹے ہوئے ہاتھونکو لائینگے

پس جناب امام حسینؑ نے اس یتیم کا ہاتھ تھام کر چھاتی سے لگایا اور کلمات تشفی فرما کر علم بڑھا کر خیمۂ مبارک سے باہر تشریف لے گئے

ہے عرض یہ علیؑ سے کہ یا حضرت امیرؑ
کوثر کا جام خلد میں پا جائے یہ وزیر

اور بروایتے بموجب گزارش جناب عباسؑ کے

شہ نے اٹھایا خاک سے مشکیزہ و علم
لاشہ کیا سپرد خدا رو کے ہے ستم
لیکر علم جو گھر کو پھرے سید امم
آکر قریب خیمہ پکارے بدرد و غم
لو بیبیو پھرا ہے علم اس سپاہ کا
حاضر ہے سرنگون یہ علم فوج شاہ کا

دوڑے تمام اہل حرم سن کے یہ خبر
داخل ہوئے علم لیے سلطان بحر و بر
روئے نشان صحن مین خیمہ کے گاڑ کر
اہل حرم میں شور قیامت ہوا ادھر
دل غم سے اہلبیتؑ نبیؐ کے پھٹ گئے
سب خون فشان علم سے بس آکر لپٹ گئے

حال علم سکینہ نے دیکھا جو ناگہان
پوچھا پدر سے کہیے چچا جان ہین کہان
لائے جو آپ مشک و علم اے شہ زمان
آئے نہ ساتھ آپ کے عموئے مہربان
پانی نہ لائے مجھکو بہانہ ہی دے گئے
پیاسی ہون مین وہ نہر سے آگے چلے گئے

لیکر علم گئے تھے یہاں سے مرے چچا
بھجوا دیا علم نہ خود آئے یہ کیا ہوا
لونگی چچا کو آپ سے مین یا شہ ہدا
وہ رہ گئے کہان یہ بتا دو مجھے ذرا
بھیجا علم نہ دھیان ہمارا ہوا انھین
کیونکر مرا فراق گوارا ہوا انھین

کیونکر کہون کہ بھول گئے مجھکو میرے عم
ہرگز انھین بھتیجی کی الفت نہیں ہے کم
پر ہان یہی خیال ہے اب دل مین دمبدم
وہ بھی کہین نہ قتل ہوئے ہون یہی ہے غم
بھجوا دیا علم تو نشانی کے واسطے
مارے گئے چچا مرے پانی کے واسطے

شہ نے کہا کہ صبر کر اے سوختہ جگر
کوثر کو اب تمھارے چچا کر گئے سفر

کھویا تمھاری پیاس نے سقہ کو عمر بھر | یہ سنتے ہی چچی کو پکاری وہ پیٹ کر

دن عیش کے تو اب چچی امان گزر گئے
نتھ چوڑیاں بڑھاؤ چچا جان مر گئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس در ذکر شہادت جناب علی اکبر نور نظر سبط پیغمبرؑ

گرچہ غم سب اقربا کا شاق ہے انسان پر | غم مین پر اولاد کے ہوتا ہے صدمہ جان پر

راویان اخبار غم اندوز و حاکیان حکایت جانسوز اس طرح پر روایت کرتے ہین کہ ایک عزیز کسی صاحب تمیز سے سائل ہوا کہ ہر ایک متنفس پر بمقابلہ عزیز و اقربا غم اولاد جانکاہ ہوتا ہے اسکا کیا سبب ہے بجواب اسکے اسنے کہا کہ جسم انسان مین دل و چشم اعضائے رئیسہ ہین اسی طرح عزیز و اقارب مین فرزند لخت جگر و نور نظر مشہور ہے پس یہ غم اسی وجہ سے زیادہ تر ہے اور یہی وجہ ہے کہ آدمی متحمل اس غم کا نہین ہو سکتا ہے **بیت**

فی الحقیقت آدمی کو ہے بڑی نعمت پسر | روشنی چشم ہے آرام جان لخت جگر

واقعی غم اولاد ایسا ہی ہے چنانچہ روایت ہے کہ جنگ اُحد مین جب حضرت امیر حمزہؑ عم بزرگوار رسولؐ کبار شہید ہوے اور قاتل نے جگر آپ کا چاک کیا اسوقت کلیجہ مین کئی داغ نظر آئے جناب رسولؐ مقبول سے کسی نے حال داغون کا پوچھا تو آپنے فرمایا کہ یہ انکے اولاد ہین جب بیٹا بیٹی حمزہؑ کے مرتے گئے کلیجے مین داغ پڑتے گئے اور حضرت یعقوبؑ کا حال مشہور ہے باوجودیکہ گیارہ پسر نامور آپ کے پاس موجود تھے مگر فراق حضرت یوسفؑ مین اسقدر روئے کہ نور بصارت جاتا رہا حالانکہ آپ جانتے تھے کہ یوسف زندہ ہین اور ملین گے **قطعہ**

یعقوبؑ جانتے ہین جہان مین پسر کی چاہ | کیا کیا کنوئین جھنکاتی ہے نور نظر کی چاہ

ہوتی ہے ہر درخت کو اپنے ثمر کی چاہ	کوئی صدف کے سینہ سے پوچھے گہر کی چاہ
غم کا پہاڑ گرتا ہے بیکس حسینؑ پر	اِس صبر کا بھی خاتمہ ہے بس حسینؑ پر
ہتھیار سج رہا ہے پسر دیکھتے ہین آپ	دلبند باندھتا ہے کمر دیکھتے ہین آپ
کرتا ہے نورِ عین سفر دیکھتے ہین آپ	آنکھون کے آگے لٹتا ہے گھر دیکھتے ہین آپ
سودا جو حق کی راہ کا ہے ٹوکتے نہین	رکتا ہے دم پسر کا مگر روکتے نہین

القصہ جس وقت وہ گل رعنا آمادۂ جنگ ہوکر عازم جہاد ہوا اور بابا سے اجازت طلب کی تو حضرت فضہ یہ حالات ڈیوڑھی خیمہ سے ملاحظہ کر رہی تھین بیتاب ہوکر حضرت علی اکبر علیہ السلام سے کہنے لگین کہ اے شاہزادہ کون و مکان شاہزادی دو جہان تمھارے فراق مین مثل ماہی بے آب خاک پر طپیان ہے **نظم**

آگے نہ بڑھنا تمکو قسم ہے بتولؑ کی	اکبر بلا رہی ہے نواسی رسولؐ کی
ماں جان بلب ہے خیمہ میں ہو جائیے ذرا	پالا ہے جسنے پھر اسے دیکھ آئیے ذرا
بہنین تڑپتی ہین انھیں سمجھائیے ذرا	پھر سب کو شکل چاند سی دکھلائیے ذرا
تصویر مصطفےٰ کی چھپے گی نگاہ سے	کاہے کو پھر کے آؤ گے اب قتل گاہ سے

برطبق گزارش حضرت فضہ جناب علی اکبر نیک نام مع قبلۂ انام داخل خیام بصد احترام ہوئے جناب شہربانو مشتاق دیدار فرزند دلبند دوڑ کر لپٹ گئین اور حضرت علی اکبرؑ سے فرمانے لگین کہ اے نور دیدہ و اے سرور سینہ تمنے عزم میدان کارزار کیون کیا تنہائی اور ضعیفی پر رحم نہ آیا اسوقت جناب علیؑ اکبر بہت پریشان اور ہراسان ہوکر سوچنے لگے کہ مادر مہربان رخصت میدان ہرگز نہ دینگی چونکہ آپ نہایت ہی شیرین سخن تھے فرمانے لگے **نظم** -

اے والدہ یہ غور و تامل کا ہے مقام	بابا کے خاندان سے تو واقف ہین خاص و عام
گر حربگاہ مین نہ کیا آج مین نے کام	چرچا رہیگا ہاشمیوں مین یہی مدام
رن سے نہ ہٹتا پوتا جناب امیرؑ کا	ہمسرائی ماں تھی یہ تھا اثر اس کے شیر کا

علاوہ اسکے جب روز حشر سامنا علیؑ وفاطمہؑ کا ہوگا تو مین گروہ شہیدان سے علیحدہ اور آپ عترت اطہار سے جدا کھڑی ہونگی اور جناب علی مرتضیؑ اور فاطمہؑ زہرا آپ سے پوچھین گے کہ زوجہ حسنؑ نے حضرت قاسمؑ سا مہ لقا اور زینبؑ نے فرزندان باوفا فدائے سر سید الشہدا کئے تمنے میرے بیٹے کے اوپر کیا صدقہ کیا **بیت**

اُسوقت کس غضب کی خجالت اُٹھائینگے	دادی سے آپ دادا سے ہم مُنھ چھپائینگے

پس بغور استماع گزارش جناب علیؑ اکبر کے **نظم**

مان بولی قہر ہے یہ ندامت خدا بچائے	آنکھ اُجڑے جان جائے مگر آبرو نہ جائے
کیون روکا مین نے آپکو اے لال ہائے ہائے	فرزند ہے وہی جو پڑے وقت کام آئے
لو جلد اب عقاب منگاؤ سوار ہو	جاؤ شتاب جاؤ پدر پر نثار ہو
ہوتے تھے یان تو مادر اکبر مین یہ کلام	بیہوش اُس طرف کو جو تھی خواہر امام
آیا جو ہوش بولی تڑپ کر وہ تشنہ کام	خیمہ مین آیا یا نہیں بانو کا لالہ فام
کہدو کہان ہو آؤ دم سرد بھرتے ہین	فضہ پکاری مان سے وہ کچھ باتین کرتے ہین

یہ بات سنکر فرمایا کہ اے علیؑ اکبر نوجوان تیرے فراق مین مین نیمجان کیا کیا صدمہ اٹھاتی ہون اور تمکو کچھ لحاظ و پاس مجھ بے آس کا نہیں ہے اور حضرت بانو سے فرمایا کہ اے بھابھی **بیت**

زندہ رہی کہ ذبح مین تشنہ گلو ہوئی	مان بیٹون مین بتایئے کیا گفتگو ہوئی
بانو پکاری درد مصیبت کا تھا بیان	سُن سُنکے روئی بیکسی شاہ دوجہان
آئے کلام رخصت میدان جو درمیان	ہان نانہ منھ سے نکلا بجز نالہ و فغان
پھر رضا جوان پسر بیقرار ہے	حاضر ہوے حضور مین اب اختیار ہے
بولی تڑپ کے خواہر سلطان دین پناہ	بھابھی غضب کیا کہ بھرا گھر کیا تباہ
ہے ہے نہ سمجھے نیم رضا ہے خموشی آہ	بھایا نہ کیا تمھین مرے پیارے کا عز و جاہ
اسکا گلہ تو ہوگا شہ خوشخصال سے	بے پیر سے ہم سخن ہوئین کیون میرے لال سے

سر کو جھکا کے بانوئے ناشاد نے کہا | ہاں مہر مادری سے یہ اس دم ہوئی خطا
للہ عفو کیجئے اے بنت مرتضیٰ | وہ بولی اپنے پالے سے مجھکو تو ہے گلا
کس سے کہیں انھیں سے یہ فریاد کرتے ہیں | زینبؑ کو جان بوجھ کے برباد کرتے ہیں

اے بھابھی جان مجھکو سلامتی اکبر عزیز ہمیشہ رہی انکی خاطر داری میں میں نے کون کون سی آفت نہیں سہی دو بیٹے انپر صدقے کیے اور اپنے اوپر صدمے اُنکے فراق کے لیے سہے مگر انکو کچھ خیال ہمارا نہیں ہے **بیت**

نظم

کیا انکا شکوہ اپنے مقدر کو روتی ہوں | ہر ہی میں پال پوس کے بے آس ہوتی ہوں
پھر اکبر جوان سے یہ بولی وہ خستہ حال | اس سے سوا عروج یہ ہو نیّر جلال
کچھ تمکو میرے رنج و قلق کا نہیں خیال | تیغ و سپر تو باندھ لی اے میرے نونہال
زندہ نہ چھوڑ دلاشہ یہ فریاد کرنے کو | جاؤ تو قتل کر کے مجھے جاؤ مرنے کو

یہ باتیں غم انگیز جناب علیا زینبؑ سے سُنکر حضرت علی اکبرؑ اپنی پھوپھی سے عرض کرنے لگے کہ اے پھوپھی جان میں نے جادۂ طاعت سے کبھی قدم باہر نہیں رکھا اور نہ اب آپ کے ارشاد کے خلاف ہوگا اور عرض کی **بیت**

نظم

اہل وفا غلام پھوپھی ہم سے کب ہوئے | باہر کبھی نہ حکم سے آگے نہ اب ہوئے
یہ کہہ کہ ہاتھ ثانی محبوب کردگار | زینبؑ کو آیا جوش محبت جو ایکبار
پھیلا کے ہاتھ ہو گئی بیٹے سے ہمکنار | منھ رکھ کے منھ پہ بولی کہ بس بس ترے نثار
صدقے پھوپھی زبان صداقت بیان ہو تم | ہر بات میں شبیہ رسول زمان ہو تم

ہنوز پھوپھی بھتیجے میں یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ گروہ اشقیا نے مبارز طلب کیا اسوقت جناب امام حسین علیہ السلام نے دروازہ خیمہ پر آکر باواز بلند فرمایا **بیت**

لو الوداع جاتے ہیں اے بنت مرتضیٰ | یہ سنکے تھرتھرا گئے زینبؑ کے دست و پا

اور جناب شہر بانوؑ کے ہاتھ سے عنان صبر چھوٹ گئی گھبرا کے حضرت زینبؑ کے چہرۂ مبارک

پر نظر کی اور حضرت علی اکبرؑ کی طرف دیکھا اسوقت **نظم**

اکبر نے کی نگاہ سوئے بنت بوترابؑ	بولی تڑپ کے خاک پہ واہ آسمان جناب
کیا پوچھتے ہو واری دیا زینبؑ نے جواب	رو کے کیسے رضا دے کیسے یہ جگر کباب
جلاد لوٹتے ہیں کمائی بتولؑ کی	کہتی ہیں آپ سے کہ دہائی رسولؐ کی

پس بسماعت اس کلام دلخراش کے جناب علیؑ اکبر کنایہ حضرت زینبؑ کا سمجھ گئے کہ پھوپھی کو اب بجز میری رخصت کے چارہ نہیں جھکا کر تسلیم کی اور جناب شہربانو نے ابھی ارشاد فرمایا کہ اگر تمھاری مرضی ہے تو پدر بزرگوار پر جان عزیز نثار کرو **مسدس**

یاں ماں سے ہم شبیہ پیمبرؐ ہوئے وداع	عابد کو غش سے ہوش میں لا کر ہوئے وداع
دامن چھڑا کے بہنوں سے اکبر ہوئے وداع	اک اک سے کنبہ میں وہ برابر ہوئے وداع
پھر نکلے جب خیام سے اکبرؑ نکل پڑی	ہر بی بی ساتھ کھولے ہوئے سر نکل پڑی
پھپھیاں بلائیں لے کے کرتی تھیں یہ بیان	آفت میں ہم کو چھوڑ کے واری چلے کہاں
لپٹی ہوئی تھیں قدموں سے بہنیں بصد فغاں	سر پیٹ کر یہ کہتی تھیں بانوے خستہ جاں
مرنے کو قتل گاہ میں اے نوجوان چلے	گر حکم ہو تو لاش پہ رونے کو ماں چلے
گھبرا گئے یہ دیکھ کے شاہنشہ انام	سمجھا کے ایک ایک کو بھیجا سوئے خیام
پھر بولے یہ پسر سے امام فلک مقام	لپٹو گلے سے باپ کے اے میرے لالہ فام
اب پھر کے پیارے آپ نہ میدان سے آئینگے	جیتے رہے تو لاش گلے سے لگائیں گے

بسماعت اس ارشاد پدر بزرگوار کے جناب علی اکبرؑ آپ سے لپٹ گئے اور شہنشاہ بے دیار فرزند نامدار کو اپنے کلیجہ سے بار بار لگاتے تھے اسوقت پدر اور پسر کا یہ حال تھا کہ۔

یعقوبؑ دار شاہ شہیدان تڑپتے تھے	یوسفؑ کی طرح اکبرؑ ذیشان تڑپتے تھے
آخر پسر پدر کے جگر سے جدا ہوا	مجرے کو خم ہلال صفت مدعا ہوا
مثل فلک دوتا شہ ارض و سما ہوا	شکل عروس آیا نگاہ رسا ہوا

ذائقۂ ماتم

زین پر مکین شبیہ رسول زمن ہوا
رہوار کے قدم پہ فلک بوسہ زن ہوا
دامان گرد مین ہوے ہفت آسمان نہان
اور سایۂ عقاب مین امن و امان نہان
چیونٹی کی آنکھ میں ہوے پیل دمان نہان
اور زیر کاہ ہو گیا آب روان نہان
شیر درندہ مسکن روباہ مین چھپے
رہزن بزیر نقش قدم راہ مین چھپے

ساکن کو اضطراب ہے مضطر کو ہے سکون
دنیا تباہ خلق کا احوال ہے زبون
ساکت ہے نبض جسم ہے بیجان جگر ہین خون
لیلی کا ہے نہ حسن نہ مجنون کا ہے جنون
خاقان چین سقیم ہے فرش ہلاک پر
قیصر اتر کے تخت سے بیٹھا ہے خاک پر

القصہ بصد شوکت و حشمت بمقابلہ لشکر بدگہر وار آکر ارشاد فرمایا کہ اے قوم ناہنجار اور اے فرقہ اشرار

نظم

پہچانو ہمکو کون ہین ہم اور کیا ہین ہم
نور خدا شبیہ رسول خدا ہین ہم
شیروں کے شیر ضیغم دشت وغا ہین ہم
قہر و جلال خالق ارض و سما ہین ہم
پوتے علیؑ قلعہ کشا صف شکن کے ہین
بیٹے حسینؑ کے تو بھتیجے حسنؑ کے ہین

سنکر رجز نبیرۂ شیر اِلٰہ کا
رنگ اڑ گیا رخ سپہ روسیاہ کا
تاکا خطا شعار نے گوشہ پناہ کا
دیکھا جو حال شمر نے ابتر سپاہ کا
بڑھکر کہا شبیہ رسولؐ انام سے
ڈرتے ہیں تمسے ہم نہ تمہاری حسام سے

یہ سنکے لال ہوگیا غازی کا رنگ رو
کھینچی غضب میں میان سے شمشیر شعلہ خو
چلائی موت نکلی مرے دل کی آرزو
چمکی تو یون ہوئی مہ و انجم مین گفتگو
بھاگو نزول قہر ہے دشت قتال ہین
مریخ برج حوت سے نکلا جلال ہین

یون رخش کو اڑا کے گیا فوج پر دلیر
جسطرح سے شکار کو جائے گرسنہ شیر
لائی اجل جو ظالموں کو منھہ پہ گھیر گھیر
تلوار نے لگائے تن و سر کے پھیر تو ڈھیر
جس صف پہ برق وار حسام دو سر گئی
سیدھی الٹ کے وہ سوے قعر سقر گئی

لاکھوں سے لڑ رہا تھا اکیلا وہ نوجوان	صف صف پہ گر رہی تھی تڑپتے تھے پہلوان
ناگاہ سر پہ تیغ جگر پر لگی سنان	تیورا کے رہگیا جگر شاہ بیکسان
بہنے سے خون کے ضعف بڑھا زور گھٹ گیا	گردن سے راہوار کے غازی لپٹ گیا
چاروں طرف سے پڑنے لگے نیزہ و حسام	مجروح ہوگیا بدن نازنین تمام
طاقت گھٹی تو زین پہ مشکل ہوا مقام	آواز دی کہ لو خبر اے قبلۂ انام
بولی زمین جو زین سے وہ خستہ جان گرا	اے چرخ پیر تو نہ گرا نوجوان گرا

پس اس آواز کے سنتے ہی پدر عالی مقدار کی طاقت و توانائی نے جواب دیا اور طرف قتلگاہ کے اس طرح پر روانہ ہوے **بیت**

پیارے کا غم مرے لئے مرنے سے کم نہیں	نظم	نا طاقتی کا زور ہے اٹھتے قدم نہیں
گرتے ہوئے یہ کہکے شہ بحر و بر چلے		دامن دریدہ خاک بسر نوحہ گر چلے
زینبؑ پکاری ڈیوڑھی سے تنہا کدھر چلے		مر کر کہا اٹھانے کو لاش پسر چلے
غم کا سر حسینؑ پہ کوہ گران گرا		برچھی جگر پہ کھا کے مرا نوجوان گرا
بولی نکل کے خیمہ سے زینبؑ برہنہ سر پا		لیتے چلو بہن کو بھی اے شاہ کربلا
شہ نے تڑپ کے اہل حرم کو یہ دی صدا		زینبؑ کو روکو اے حرم شیر کبریا
میدان میں جو بنت علی ننگے سر گئی		یہ جان لو کہ ہم پہ قیامت گزر گئی
یہ کہکے دوڑے رن کی طرف شاہ کربلا		گر کر قدم پہ بانو نے زینبؑ سے یہ کہا
واقف نہیں حمیت اکبر سے آپ کیا		رن میں گئیں جو آپ انھیں ہوگا غم بڑا
مرتے ہوے نہ پالے کو ناشاد کیجئے		خیمہ میں چل کے نالۂ و فریاد کیجئے

الغرض سب سیدانیاں ہاتھوں ہاتھ اس اسیر غم کو خیمہ مبارک میں لیگئیں اور جناب سید الشہدا طرف میدان کارزار بتلاش اپنے دلدار کے روانہ ہوئے کس زبان سے عرض کروں کہ جناب امام حسینؑ کس وقت قریب تن مجروح علی اکبر پہونچے کہ وہ شاہزادہ

بوجہ صدمۂ جراحت زمین گرم پر تڑپ رہا تھا یہ حالت دیکھکر جناب امام حسین علیہ السلام بیتاب ہوکر لیٹ گئے اور فرمانے لگے کہ اے بیٹا تمنے ایسے وقت مین ہمارا ساتھ چھوڑا کہ کوئی حامی اور مددگار نہین اب جو کچھ آرزو وقت آخر ہوے بیان کرو کہ یہ مظلوم بجا لائے اسوقت جناب علی اکبرؑ نے عرض کی کہ اے بابا کوئی آرزو جان نثار کے دل مین بجز اسکے نہین ہے **نظم**

لیچلئے اب خیام مین مادر کو دیکھ لین	بہنون کو اور مریض برادر کو دیکھ لین
عباسؑ کے یتیمون کو اصغر کو دیکھ لین	وقت اخیر زینبؑ مضطر کو دیکھ لین
تیر کے نوجوانون کو داغ اپنا دے چلے	صغراؑ کے دیکھنے کا ہم ارمان لیچلے

یہ سُنکر جناب امام حسینؑ میدان کارزار سے لاشہ پسر نوجوان کا اٹھاکر طرف خیمہ کے روانہ ہوئے جس وقت قریب خیمہ مبارک کے پہونچے

ناگاہ آکے فضہ نے زینبؑ سے یہ کہا	اے بی بی آیا لاشۂ ہمشکل مصطفےٰؐ
یہ سُن کے وہ تڑپ کے اُٹھی پر غش آگیا	لاشہ لٹا کے شاہ نے پہلو مین دی صدا
اے بنت مرتضےٰ یہ عبث اضطرار ہے	مرضی مین حق کی بندہ کا کیا اختیار ہے
ہمشکل مصطفےٰ کا جہان سے سفر نہیں	پیغام موت میرے لیے ہے کرو یقین
بیہوش کیا پڑی ہو اُٹھو زینبؑ حزین	لڑ بھڑ کے رن سے آیا ہے بانو کا مہ جبین
اب تم ہو اور پالے کا داغ شباب ہے	اٹھو پسر مسافر پا در رکاب ہے
غش مین سُنی جو بھائی کی آواز بار بار	اٹھی وہ بیحواس سراسیمہ بیقرار
آیا نظر جو لاشۂ فرزند نامدار	بیساختہ لپٹ کے پکاری وہ دلفگار
فریاد ہے علیؑ کی دہائی بتولؑ کی	تصویر ظالمون نے مٹائی رسولؐ کی
منہ رکھ کے منھ پہ لاش کے پھر یون کیا بیان	کیا دل پہ اب گذرتی ہے اے میرے نوجوان
بتلاؤ زخم کھائے ہیں تمنے کہاں کہاں	دادی پھوپھی تڑپتی ہے اور جان بلب ہے مان
مشتاق سب ہین حرف وحکایات کیجئے	بیوہ بہن تڑپتی ہے کچھ بات کیجئے

آئی نہ جب کہ لاشۂ فرزند سے صدا
شانہ ہلا کے لاش کا بانو نے دی صدا
گھبرا کے پیٹنے لگی وہ غم کی مبتلا
کیا غش پڑے ہو خاک پہ ہمشکل مصطفےٰ
آنکھوں کو کھولو بات کرو ہوشیار ہو
مرجاؤنگی تڑپ کے پھوپھی ہمکنار ہو

یہ سن کے آئے ہوش میں ہمشکل مصطفےٰ
بہر خدا پھوپھی نہ کرو نالہ و بکا
باہیں گلے میں ڈال کے زینبؑ سے یہ کہا
بخشو کہا سنا ہے دم واپسیں مرا
اب تشنگی سے مورد رنج و تعب ہوئے ہیں
پانی جو اؤ منھ میں بہت تشنہ لب ہوئے ہیں

یہ کہتے تھے جو بند ہوئی چشم نیم وا
سانس آئی جلد جلد ہوئے سرد دست و پا
شکا ڈھلا رگوں میں تشنج ہوا سوا
آیا پسینہ موت کا نبض بند ہو گیا
لیں ہچکیاں جو شیر نے پیہم کراہ کے
قالب سے دم نکل گیا ہمراہ آہ کے

بانو یہ سمجھی ضعف سے فرزند چپ ہوا
باتیں کرو کچھ ہم سے بھی آنکھوں کو کر کے وا
بولی لپٹ کے مردے سے وہ غم کی مبتلا
چادر اٹھا کے مردے پہ زینبؑ نے یہ کہا
اے بھابھی جان خاک اڑاؤ بکا کرو
اٹھو جوان بیٹے کا ماتم بپا کرو

بیوہ ہوئیں ہائے ہائے کا اکبار غل ہوا
لب پر کسی کے ہائے برادر کی تھی صدا
چلاتی تھی کوئی مرا بن بیاہا مہ لقا
فریاد تھی کسی کی بھرا گھر اجڑ گیا
چلاتی تھی پھوپھی مجھے برباد کر گئے
بستی مری اجاڑ کے دادی کے گھر گئے

چادر ہٹا کے روئے پسر سے پکاری ماں
اٹھو مثال ماہی بے آب ہوں طپاں
کیا سو رہے ہو خاک پہ اے میرے نوجوان
کچھ حال اپنا اپنی زبان سے کرو بیان
برچھی کہاں لگی ہے کہاں تیغ کھائی ہے
داڑھی بتاؤ جلد کہ بیچین دائی ہے

اے قبر کے سدھارنے والے ترے نثار
اے خواہر حسینؑ کے پالے ترے نثار
اے میرے چاند گھر کے اجالے ترے نثار
اٹھ کر گلے سے ماں کو لگا لے ترے نثار
ہے ہے تڑپ کے احمد ثانی گذر گئے
پانی نہ پایا پیاسے ہی جانی گذر گئے

ہے ہے لہو میں بھیگیں مسین تیری آہ آہ — ہے ہے نہ کرنے پائی میں پیار کا اپنے بیاہ
ہے ہے تجھے نہ مرگ جوانی نے دی پناہ — ہے ہے اجل نے میرا بھرا گھر کیا تباہ
ہے ہے یہ کیسا وار ستمگر کا چل گیا — جو توڑ کر کلیجہ کو نیزہ نکل گیا

دیکھی جو غیر حالت بانوئے نیم جان — لاشہ اٹھا کے رن کو چلے شاہ دوجہان
کبریٰ نے یوں لپٹ کے کیا لاش سے بیان — بیوہ بہن کو چھوڑ کے بھیا چلے کہاں
بابا نے جنکو سونپا تھا انکا پتہ نہیں — بھیا سوا تمھارے کوئی آسرا نہیں

نکلے جو لاش در سے لئے شاہ کربلا — دیکھا کہ ساتھ ساتھ ہے زینبؑ برہنہ پا
فرمایا شہ نے صبر کرو بنت مرتضےٰؑ — بولی جہان سے کھو گئے ہمشکل مصطفےٰ
اب دل پہ اختیار رہے میرا نہ صبر پر — بھیا فقیر ہونگی میں اکبر کی قبر پر

شہ نے کہا کہ قبر ابھی اے بہن کہاں — پانی برائے غسل کہاں اور کفن کہاں
کافور بہر اکبر گل پیرہن کہاں — ہوتے ہیں آج دفن غریب الوطن کہاں
یاں سے ابھی تو شام کو سر ننگے جاؤ گی — پہلے کو آکے تربت اکبر بناؤ گی

اکبرؑ وزیر شاہ کو کوئی الم نہ ہو
جز ماتم حضور کوئی اور غم نہ ہو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ذکر احوال شہادت جناب علی اصغر علیہ السلام

بانو کو اے وزیر نیا داغ دے گئے — اصغر کا ماں کے سامنے سر کاٹ لے گئے

المولفہ

یا شاہ کربلا تری مدحت محال ہے — میں کیا زبان طوطی سدرہ کی لال ہے
دعویٰ جو اسکا کیجئے نقص کمال ہے — تو فاطمہؑ کا ماہ ہے حیدرؑ کا لال ہے

قرآن مین وصف جب ترا رب ہدیٰ کرے ۔ بندہ کی کیا مجال جو مدح وثنا کرے
ہر دل کے ولولے نے ہے بیتاب کردیا ۔ رکتا ہے اب قلم ہی نہ ذہن رسا مرا
نیت سے میری آپ ہین واقف شہ ہدیٰ ۔ طالب ہون مین رضا کا نہ انعام ونام کا
طاعت خدا کی تیری اطاعت سمجھتا ہون ۔ مدح وثنا کا ذکر عبادت سمجھتا ہون

اللہ اکبر کیا مرتبہ جناب امام حسینؑ کا تھا کہ کسی نبی کو بھی نہین ملا چنانچہ روایت مین وارد ہی کہ ایک روز آپ چھوٹے سے سن مین کھیلتے کھیلتے ایک باغ مین چلے گئے اور وہان پر بوجہ خنکی کے سو گئے جب وقت آپ کو عرصہ ہوا حضرت فاطمہؑ بوجہ فراق مضطر ہوئین اور تلاش کو لوگ گئے تو دیکھا کہ آپ سوتے ہین اور اژدہا آپ کے سر پر مروحہ جنبان ہے **نظم**

حضرت یہ ہے عنایت خالق کا واقعا ۔ ظاہر ہے سب پہ بچۂ آہو کا ماجرا
شبر کو مصطفےٰ نے خدا نے انھین دیا ۔ ملبوس عید مان سے جو رو کر طلب کیا
حزن آپ کا ہوا نہ گوارا غفور کو ۔ پوشاک عید بھیجی جنان سے حضور کو

دوسری روایت مین صادر ہے کہ بوجہ خاطر شکنی مباحثہ ہر دو برادران عالی وقار کے مروارید کو دو ٹکڑے کیا اور راہب لاولد کو سات فرزند دعا کرکے دلائے بہت سے ایسے امور ہین کہ کمسنی میں وقوع مین آئے اور کسی نبی و پیغمبر باسلف کو یہ رتبے حاصل نہیں ہوئے چنانچہ مفصل وہ حالات کمترین مجلس سوم فضائل امام مظلوم میں تحریر کر چکا ہے اور ایک روایت یاد آتی ہے کہ ایک روز آپ کسی صحرا مین تشریف لئے جاتے تھے کہ ایک ہرنی نے آکر عرض کی کہ اے آقا میرے بچے کو صیاد نے گرفتار کیا ہے الغرض آپ نے خانۂ صیاد پر جاکر اُس حیوان کا بچہ دلا دیا حضرت مین مؤلفہ

حضرت سا رحم دل بھی نہ ہو دیگا زینہار ۔ صیاد نے جو بچۂ آہو کیا شکار
ہرنی فراق بچہ مین روتی تھی زار زار ۔ حضرت کے جب حضور میں آئی وہ اشکبار
رونے نے اسکے آپ کے دل کو ہلا دیا ۔ صیاد سے حضور نے جا کر دلا دیا

کیون حضرات افسوس ہزار افسوس کہ ایسا مقبول درگاہ رب العلمین شاہ کونین فرزند رسول الثقلین روز عاشورا میدان کربلا مین ظلم اشقیا سے بعد شہادت جمیع اصحاب و اقربا کے یکہ و تنہا لاش فرزند نوجوان حضرت علی اکبر علیہ السلام کی اُس حالت تشنگی مین اپنے ہاتھ سے اٹھاتا ہو جس کو کسی انسان کا لاولد رہنا تو ایک طرف جانورون کو بھی مبتلائے غم و اندوہ دیکھنا ناگوار تھا چنانچہ اب آگے وہ مضمون ہے کہ اہل بزم جسکے سُننے سے بیہوش ہو جائین اور سرون کو پیٹین منقول ہے کہ آپ بعد شہادت علی اکبرؑ کے سکوت کے عالم مین کھڑے ہوئے شکر اپنے پروردگار کا کر رہے تھے کہ گوش مبارک مین **بیت**

آئی ندا جو چاہتے ہو کارساز کو	شش ماہہ طفل نذر کرو بے نیاز کو

سبحان اللہ بفور سماعت اس خبر کے بکمال خوشی **نظم**

کی عرض شہ نے بارخدایا ابھی ابھی	حاضر ہے شیرخوار مین لایا ابھی ابھی
گھر مین گیا حسینؑ اور آیا ابھی ابھی	اُن کو بھی قتل گہ مین بسایا ابھی ابھی
پر زخم کون سا ہو گلوئے صغیر مین	خنجر مین ہے توانے یادہ کہ تیر مین

اور فرمایا آپ نے کہ اے پروردگار ایک علی اصغر تو کیا اگر تجھکو نسل امامت کا انقطاع منظور ہو تو سجادؑ کو بھی تیری راہ مین قربانی کے واسطے حاضر کرون **بیت**

وابستۂ مشیت پروردگار ہون	مین عین اختیار مین بے اختیار ہون

مین بندہ ہون تو معبود ہے تو حاکم ہے مین محکوم ہون تو قادر ہے مین عاجز ہون تو مالک جلیل ہے مین عبد ذلیل ہون **بیت**

چاہا بسایا چاہا اجاڑا ملال کیا	بندہ کو اسمین چون و چرا کی مجال کیا

اے میرے پروردگار آج تو مین تیری سرکار مین آیا ہون الا تیرے قابل کوئی تحفہ پاس نہین ہے ہان تیری بندہ نوازی ہے اگر اس عبد ذلیل کو تو مشرف کرے قبولیت سے کسی نذر کے **نظم**

فرزند کو خلیل نے قربان جب کیا — تحفہ غذا کھلائی اور آب خنک دیا
اصغرؑ نے دودھ بھی کئی دن سے نہین پیا — تڑپے یہ تیر کھا کے زہے شان کبریا
چشم قبول اس پہ ہو رب جلیل کی — یہ نذر آخری ہے حقیر و ذلیل کی

سبحان اللہ محب راز و نیاز کی باتین درمیان عاشق و معشوق حقیقی کے ہوتی تھیں اسی بند پہ حضرات خیال کرین مرتبہ اُس مظلوم کا بجواب گزارش اُس شہید راہ معبود کے خداوند قدیر کیا فرماتا ہے **نظم**

آئی ندا کہ تم ہو دو عالم کے افتخار — خاتم تمھارے نانا تھے آدم کے افتخار
تم ہو خدا کے فضل سے خاتم کے افتخار — کرسی کے زیب عرش معظم کے افتخار
بندے مرے خدائی کی تو زیب و زین ہے — دونون جہان مین ایک خدا اک حسینؑ ہے

پس بفرمان رب جلیل جناب مظلوم ثانی خلیلؑ خوشی خوشی لاش علی اکبرؑ کو میدان کارزار مین چھوڑ کر خیمہ مین تشریف لائے اور جناب بانو سے فرمایا کہ اے بانو فدیۂ راہ خدا کو لاؤ حضرات شہربانو تو بوجہ غم و الم اپنے فرزند علی اکبرؑ کے حالت غش مین تھین مخدرات نے جواب دیا کہ اے مولا فدیہ راہ خدا میدان مین سوتے ہین ہم تو انھین کو بیٹھے ہوئے روتے ہین یہ باتین دلخراش سنکر **نظم**

بانوے نامراد کو حضرت نے دی ندا — اے ہاجرۂ زمانہ پیغمبر خدا
اللہ کی کنیز نوازی پہ ہو فدا — آیا ہون تیرے پاس فرستادۂ خدا
ارشاد خواب مین جو ہوا تھا خلیل سے — ہمکو ندا وہ آئی ہے عرش جلیل سے
اصغرؑ کو لاؤ فدیہ راہ خدا کو لاؤ — شش ماہہ شیر بیشۂ رب ہدیٰ کو لاؤ
معصوم کو نشانۂ تیر جفا کو لاؤ — محروم آب و شیر کو او بے غذا کو لاؤ
اکبرؑ تو کب کے داخل دربار رب ہوئے — لو اب تمھارے ہمنسلیون والے طلب ہوئے
وہ بولی بار بار نہ ارشاد کیجئے — لائی ہین لائی لیجئے اصغرؑ کو لیجئے

حاضر مرا جگر ہے چھری پھیر دیجئے	کچھ غم نہین یہ وارث آل عبا جئے
آپ چھلے کے خواب سے ہون مین سخت اضطراب مین	دیکھے نہ کوئی کوکھ جلی مان یہ خواب مین

جبکہ امام حسینؑ نے حال خواب سے دریافت کیا تو عرض کیا جناب شہربانوؑ نے کہ اے امام زمان بوقت صبح مین سوگئی اور جس وقت اذان علیؑ اکبر نے دی دیکھا مین نے کہ ہجوم طائرون کا زیر آسمان ہے اور زمین سے ایک مرغ علیحدہ ہو کر **نظم**

اُترا مثال باز شکاری زمین پر	جھپٹا زمین پہ آکے مرے ناز نین پر
چنگل بڑھا کے وہ مرے پالے کو لیگیا	جھولے سمیت جھولنے والے کو لے گیا
دل کی ضیا کو گھر کے اُجالے کو لیگیا	برج شرف کے چاند کے ہالے کو لیگیا
اس وقت سے نہ چونکتے ہیں اور نہ روتے ہین	اُنکے نصیب جاگتے ہین اور یہ سوتے ہین

جب سے ہی یہ معصوم بیہوش ہے اور شدت تشنگی سے امید زیست کی نہین ہے جناب امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ غش بوجہ اسکے ہے کہ تین روز سے پانی نہین پایا ہے اب مین اسکو لئے جاتا ہون شاید لشکر کفار اس معصوم پر رحم کھا کر پانی دے **نظم**

فرما کے یہ گہوارۂ اصغر پہ جھکے شاہ	دیکھا دم اُکھڑتا تو ہوا صدمۂ جانکاہ
خورشید لب بام نظر آیا جو وہ ماہ	رانڈون کے جگر ہلگئے اس درد سے کی آہ
چھائی ہوئی زردی تھی جو دلبند کے منہ پر	شبیرؑ نے منہ رکھدیا فرزند کے منہ پر
بل کھائے ہوئے ہاتھ جو تکیے سے اٹھائے	منہ رکھدیا بوسے لئے آنکھون سے لگائے
رعشہ ہوا ہاتھون کو قدم سر د جو پائے	دو دی جو ملی نبض تو آنسو نکل آئے
کانٹے جو نظر آگئے ننھی سی زبان مین	اک درد کا نشتر تھا کہ ڈوبا رگ جان مین
ننھے سے جو تکیہ سے ڈھلی جاتی تھی گردن	دم باپ کا رُک جاتا تھا اور کانپتا تھا تن
نیلے تھے لب سُرخ جو مثل گل سوسن	روتے تھے لہو زرد تھا شہ کا رخ روشن
چھاتی مین دھڑکتا تھا دل اُس ماہ جبین کا	صدمے سے اُلٹتا تھا کلیجہ شہ دین کا

یہ حالت دیکھکر جناب سید الشہداؑ نے تکیے سے وہ ڈھلی ہوئی گردن اور اس صغیر کا کانپتا ہوا تن اٹھایا جس وقت کہ چھاتی سے لگایا تو دل اُس معصوم کا دھڑکتا ہوا پایا اُسوقت کا حال کیا عرض کرون مسوڑھے کبود تھے منہ پر ہوائیان اڑتی تھیں کلیجہ دھڑکتا تھا ہچکیان لیکر دم سرد بھرتا تھا پتلیاں پھری جاتی تھیں آنکھون مین اندھیرا تھا۔

تھا نزع میں وہ غنچہ دہن پیاس کے مارے	اینٹھی تھی زبان موت کے آثار ہیں سارے
دم رُکتا تھا سینے میں تو ڈھل پڑتے تھے آنسو	کھلجاتی تھیں آنکھیں تو نکل پڑتے تھے آنسو

الغرض اسی حالت میں اُس شیرخوار کو فرزند حیدرؑ کرار نے اٹھالیا اور حضرت بانوؑ سے اجازت چاہی کہ مین اسکو لیے جاتا ہون اب بھی اگر چاہو تو مین پھر اسکو گہوارہ مین لٹادون سبحان اللہ کیا دل تھا عرض کی آپ نے کہ اے شاہ کونین جب حکم ربّ دارین اس کی طلب مین آیا ہے تو لونڈی ہرگز نہین رُوک سکتی نظم

سب نے کہا تحمل بانو یہ آفرین	ہم مین تو ایک کا بھی یہ دل اور جگر نہین
کی ایک بھی نہ سالگرہ اس کی اے حزین	پرہے نثار خالق اکبر یہ نازنین
باہر علیؑ کے پوتے کو زینت سے بھیجئے	دربار ذوالجلال مین عزت سے بھیجئے
جوڑا سیا ہو سالگرہ کا تو لائیے	چھوٹی سی کوئی تیغ و سپر بھی بندھائیے
جنت کا دولھا رن کا مجاہد بنائیے	ننھے سلاح سج کے اُنھین آزمائیے
دولھا بنیں گے اب نہ دولھن بیاہ لائینگے	اب کے گئے ہوئے یہ قیامت مین آئینگے
کہنے لگی حرم سے یہ بانوئے خستہ تن	دربار کبریا میں وہ پوشاک ہے کفن
بیٹا خلیل نے جو کیا نذر ذوالمنن	آراستہ نہ زیور جنگی سے تھا بدن
جاتے ہین سید الشہدا کی گنہگار مین	عزت بڑھے گی بارگہ کردگار مین

راوی کہتا ہے کہ جس وقت جناب علی اصغرؑ کو طرف لشکر کفار نا ہنجار جناب امام حسینؑ لیجانے کیواسطے آمادہ ہوئے

کہنے لگا محل کے علمدار کا پسر	آمان سدھارتا ہے خوزادہ مرا کدھر
کہدیجئے امام سے ہاتھون کو جوڑ کر	فدوی کو ساتھ لین نہ اکیلے کرین سفر
میرے سوا نہ کوئی ملازم جلو مین ہو	تیغ و سپر لیے ہوئے خادم جلو مین ہو

اُس وقت زوجۂ عباسؑ نے اپنے فرزند دلبند سے کہا کہ اے لخت جگر نور بصر تمکو شہزادہ کونین کی برابری نہ کرنا چاہیئے اسوقت حضرت علی اصغرؑ دربار ذوالجلال کے عازم ہین وہ ایسا دربار ہے کہ بلا طلب و اجازت کوئی نہیں جا سکتا۔ **بیت**

جاتا جہان پہ لخت جگر ہے حسینؑ کا	اُس جا گزر محال ہے تجھ نورعین کا

الغرض جناب شہربانوؑ نے اپنے لخت جگر کو واسطے دربار ایزد غفّار کے سطح آراستہ فرمایا اور کلمات رخصت کہنے لگین **نظم**

سلجھائے انگلیون سے پھر اُسکے جھنڈولے بال	آیا گلے پہ تیر کے لگنے کا جو خیال
منّت کا طوق اُتار کے روئی وہ خستہ حال	بولی سدھارو دودھ بھی مین نے کیا حلال
حق سے گلہ نہ دودھ کے ملنے کا کیجیو	واری مین ہاتھ جوڑتی ہون بخشدیجیو
بیٹا بہت خجل ہے بہت شرمسار مان	امیدوار عفو ہے تقصیر وار مان
کوکھ اُجڑی بدنصیب غریب الدّیار مان	اپنی غریب دائی نحیف و نزار مان
ہفتم سے دودھ مان نے جو تمکو دیا نہین	ہمنے بھی ایک قطرۂ پانی پیا نہین

ہنوز حضرت بانوؑ یہ فرما رہی تھین کہ جناب امام حسینؑ مع اصغرؑ سمت لشکر کے چلنے لگے اُس وقت کا حال جناب بانوؑ کا کیا عرض کرون **نظم**

سب بیبیان چلا کے جو کرنے لگین زاری	گھبرا کے اٹھی اور یہ حضرت کو پکاری
یا سبط نبی تن سے چلی جان ہماری	اک لحظہ ٹھہر جائیے مین آپکے واری
صاحب مرے آغوش کے پالے کو دکھادو	اکبار پھر اُس ہنسلیون والے کو دکھادو

حضرت نے فرمایا کہ آؤ اپنے بے شیر معصوم کی تصویر دیکھو اور صبر کرو۔ **نظم**

لوگود مین فرزند کو اللہ نگہبان　　ہر حال مین زینبؑ کی اطاعت کا رہے دھیان
بانوؑ نے کہا جوڑ کے ہاتھوں کو یہ اُس آن　　لونڈی سے خفا کچھ ہوئے مین آپکے قربان
یون آپ کا جی چاہے تو لیجائیے انکو　　کب مین نے کہا تھا کہ نہ لیجائیے انکو
مین بھی ہون کنیز آپ کی یا حضرت شبیرؑ　　ہر دُکھ مین رضا جوے خدا تابع تقدیر
بیتاب تھا دل جو ہوئی بیجا کوئی تقریر　　ہین آپ خطا پوش تجمل کیجئے تقصیر
فرزند کا غم مان کے کلیجے کو چھری ہے　　صدقہ گئی یہ آتما کی آنچ بُری ہے
خنجر کے تلے جس کا جگر ہو وہی جانے　　اس درد کی جس دل کو خبر ہو وہی جانے
دُکھ درد مین یون جسکی بسر ہو وہی جانے　　آغوش مین جس مان کے پسر ہو وہی جانے
شب کٹتی ہے کسطرح سے دن ڈھلتا ہے کیونکر　　پوچھے کوئی مان سے کہ پسر پلتا ہے کیونکر
پہلو میں ہو یا گود میں ہو چھاتی پہ سوئے　　دھڑکا ہے کہ بچہ کہیں بیچین نہ ہوئے
پلتا ہے پسر ایک جو مان عمر کو کھوئے　　جسنے یہ اٹھائی ہو مصیبت وہ نہ روئے
مان چپ رہے اور گود سے جائے پسر ایسا　　صاحب کوئی لے آئے کہان سے جگر ایسا

یہ خادمہ تابع فرمان ہے جان و دل سے آپ پر قربان ہے بمقتضائے مہر مادری اسوقت دیکھنے کو آئی تھی آپ شوق سے لیجائیے یہ سنکر آپ نے ارشاد فرمایا کہ مین تمسے رضامند ہون حق بجانب ہے جو تم بیتابانہ چلی آتی ہو اب **بیت**

لوگود مین لیکر انھین چھاتی سے لگاؤ　　بس صبر کرو اشک نہ آنکھون سے بہاؤ

اس مخدومہ کو نین نے گود مین لیکر جسوقت پیار کیا تو جناب علی اصغرؑ اپنی مادر بزرگوار کی طرف بحسرت دیکھتے تھے گویا **نظم**

مادر سے اشارہ تھا کہ دنیا سے چلے ہم　　افسوس نہ اس باغ مین پھولے نہ پھلے ہم
گودی مین تمھاری چھ مہینے تو پلے ہم　　اب تشنہ دہن جاتے ہین طوبیٰ کے تلے ہم
کیون روتی ہو کچھ رونے سے حاصل نہین اماں　　یہ دار فنا رہنے کے قابل نہین اماں

اک شور تھا اللہ نگہبان علی اصغرؑ	چلاتی تھیں پھوپھیاں مرے نادان علی اصغرؑ
پیاسے علی اصغرؑ مرے ذیشان علی اصغرؑ	ماں کہتی تھی جاتے ہوئیں قربان علی اصغرؑ
چھٹتا تھا جو بھائی تو موئی جاتی تھیں بہنیں	منھ چھاتی پہ رکھے ہوئے چلاتی تھی بہنیں

الغرض جسوقت خیمہ اطہر سے دامان عبا اُڑھائے ہوئے اس معصوم کو سید مظلوم لیکر روانہ میدان ہوئے **نظم**

اُس وقت تھی یہ حالت مظلوم کربلا	فرزند دونوں ہاتھوں پہ اور غم میں مبتلا
کہتے تھے چوم چوم کے بے شیر کا گلا	تو گھٹنیوں چلا نہیں اور مرنے کو چلا
جاتا نہیں ہوں میں تجھے پانی پلانے کو	میں لیچلا ہوں قبر میں تجھکو سلانے کو
یہ کہتے آئے متصل لشکر جفا	دکھلایا ظالموں کو تڑپنا صغیر کا
آنکھوں میں حلقے خشک زبان ننھا سا گلا	چاہا کہ پانی مانگیں مگر آگئی قضا
مشکل سے اتنا صرف کہا درد و یاس سے	یارو قریب مرگ ہے بچہ یہ پیاس سے
سید ہے بے زبان ہے پیاسا ہے مہ لقا	نادان ہے صغیر ہے اسکی نہیں خطا
اکبرؑ کا بھائی سمجھو نہ اس کو پرایا	پانی پلادو جان کے اک بندۂ خدا
یہ کار آخرت ہے اگر تم سے ہو سکے	طاقت نہیں ہے پیاس کے مارے جو رو سکے

اور آپ اس فوج جفا کار سے فرماتے تھے کہ اے قوم ناہنجار اگر تمھارے زعم باطل میں میں بے دیار اور گنہگار ہوں تو اس معصوم پر ترس کھاؤ **نظم**

یہ چھوٹا سا سید بھی ہے مہمان تمھارا	کیا تمکو ملیگا جو اسے پیاسا ہی مارا
یہ فرش کی زینت ہے تو ہے عرش کا تارا	میرا بھی جگر بند ہے ماں کا بھی ہے پیارا
کچھ پانی کے بدلے تمھیں لینا ہو تو کہدو	دریا سے جو قطرہ کوئی دینا ہو تو کہدو
طالب ہو اگر زر کے تو زر لیجیو مجھسے	قطرے کے عوض لعل و گہر لیجیو مجھسے
پانی اسے دو خلد میں گھر لیجیو مجھ سے	خالی ہو اگر نہر تو بھر لیجیو مجھ سے

معصوم ہے بے آب تو یہ جی نہ سکیگا
اک جام بھی یہ تشنہ دہن پی نہ سکیگا

مین یہ نہین کہتا ہون کہ پانی مجھے لادو
مرتا ہے یہ مرتے ہوئے بچے کو جلادو
تم ان کے چلو سے اسے آپ پلا دو
للہ کلیجہ کی مرے آگ بجھادو
جب منھ مرا تکتا ہے یہ حسرت کی نظر سے
اے ظالمو اٹھتا ہے دھواں میرے جگر سے

اگر تمکو میرے کلام مین کچھ شک ہو کسواسطے کہ تم خود جھوٹے اور کاذب ہو تو نظم

دو اک قدم کی ہوئے جو تکلیف ناگوار
آگے بڑھے جو امنین سے دو چار بدشعار
آنکھوں سے اپنے دیکھ لو احوال شیرخوار
چادر الٹ دی شاہ نے چہرے سے ایکبار
تیور کبھی بجھے ہوئے گہ ضو نظر پڑی
بجھتے ہوئے چراغ کی سی لو نظر پڑی

بولے حسینؑ دیکھ چکے وہ پکارے ہان
ہم کس کے میہمان ہین یہ کس کا ہے میہمان
فرمایا اب حمیت اسلام ہے کہان
طالب نہیں صراحی و ساغر کا بیزبان
مشہور ان کے گھر کی قناعت ہے خلق مین
دو چار قطرے پانی کے ٹپکا دو حلق مین

اترے بھی یا نہ اترے بھی پانی گلے سے اب
پوری یہ بات کہہ نہ چکے تھے شہ عرب
تالو سے ملگئی ہے زبان اور لب سے لب
ننھے گلے پہ تیر لگا آکے ہے غضب
فوارہ خوں کا زخم سے گردن کے بہ گیا
جتنا پیا تھا دودھ لہو بن کے بہ گیا

رگڑے یہ ننھے پانوں کہ گھنگرو نکل پڑے
ہو ہو کے ڈھیلے جوشن و بازو نکل پڑے
منھ سے انگوٹھے آنکھ سے آنسو نکل پڑے
حیدر جنان سے کھول کے گیسو نکل پڑے
شہ بولے قدر بڑھ گئی تجھ سے دل ملول کی
نذر حسینؑ رب علیٰ نے قبول کی

منھ رکھ کے منھ پہ بیٹے کے روئے امام دین
حضرت سے پوچھنے لگا یوں حرملہ لعین
کی ایسی ایک آہ کہ تھرا گئی زمین
کیون ابتو پانی آپ سے یہ مانگتا نہین
فرمائیے کہ تیر مرا کارگر ہوا
اصغرؑ کا حلق خشک رہا یا کہ تر ہوا

یہ سنکر اس مظلوم کونین نے فرمایا کہ اے حرملہ مجھسے اسکا حال کیا پوچھتا ہے روز محشر

اس کا جواب اسوقت تجھکو ملیگا بیت

جس وقت نانا سامنے تجھکو بلائینگے	اس تیر کا مزا تجھے اسدم چکھائینگے

حضرت ابعد شہادت جناب علی اصغرؑ جناب امام حسینؑ نے طرف حرم محترم دیکھکر بیت

بانو کو دی ندا یہ امام حجازؑ نے	مقبول کی نیاز مرے بے نیاز نے

یہ آواز سنکر تمام مخدرات اطہار مین شور گریہ و زاری و نالہ و بیقراری برپا ہوا اور بیتاب ہو کر نظم

بانو پکاری آپ کا جواذن پاؤن مین	اس بے زبان کی آخری خدمت کو آؤنین
آنکھ انکی بند کیجیئے قربان جاؤن مین	حضرت نے سر جھکا کے کہا کیا بتاؤنین
حسرت بھری نگاہ کہیں بند ہوتی ہے	قربانیون کی آنکھ نہین بند ہوتی ہے
یہ کہہ کے آئے گنج شہیدان مین بیقرار	بیٹھے زمین پہ بر مین لئے لاش گلعذار
ممکن نہ گورکن تھا نہ کوئی معین و یار	آخر لحد کے کھودنے کو نکلی ذوالفقار
منظور تھی جو شہ کو رضا کردگار کی	ننھی سی قبر کھودتے تھے شیرخوار کی
پھر صاف کرکے ہاتھوں سے اصغر کی خوابگاہ	باندھا عمامہ ننھی سی میت کے سر پہ آہ
اور قبلہ رو لحد مین لٹا کر پکارے شاہ	جلدی ہمیں بلائیو اے فدیہ آلہ
اب تم ہوا اور حضوری پروردگار ہے	یان سے بڑھے تو بارگہ کردگار ہے

اور بعد فرمانے ان کلمات کے طرف لاش حضرت علی اکبر آواز دیکر حضرت بالغونے فرمایا کہ اے علی اکبرؑ نظم

بعد آپ کے ہم دشت میں پھر آہ لٹے ہین	ہشیار کہ یہ پہلے پہل مان سے چھٹے ہین
جنگل کے درندون سے برادر کو بچانا	گھبرائین تو بٹیا انھیں پہلو مین لٹانا
اور بہو نچ کے کوثر پہ پیاس انکی بجھانا	لیجو انھین جب دادی کی تسلیم کو جانا
مثل گل تر پیاس سے مرجھائے ہوئے ہین	گردن نہ دکھے تیر ستم کھائے ہوئے ہین

جسوقت لاش معصوم صغر سپرد جناب علیؑ اکبر کر چکین اور جناب امام حسین علیہ السلام **نظم**

فارغ ہوئے جو دفن سے بچہ کے شاہ دین	آئی ندا کہ اے جگر شاہ مرسلین
تمنے تو اپنا چاند چھپایا تہ زمین	چھپتا ہے پر چھپائے سے نور خدا کہین
اصغرؑ کا سر تو نیزہ پہ معراج پائیگا	اکبرؑ کے سر کے ساتھ یہ شہر وغین جائیگا
لو سو سنو خلاصہ سنو اس بیان کا	بانو کو پرسہ دو چھ مہینے کی جان کا
پر کس زباں سے حال کہوں بیزبان کا	کیون گر پڑا نہ پھٹ کے طبق آسمان کا
جھولے مین دی پناہ نہ مان کے کنار مین	کاٹی عدو نے گردن اصغر مزار مین

چنانچہ روایت ہے کہ بعد شہادت جناب علیؑ اصغرؑ جناب سید الشہدا کو شمر ناہنجار نے شہید کیا اور تیاری پائمالی لاش سید الشہدا تھی اسوقت تمام اہلحرم لاش سید الشہداؑ پر آئے اور روتے تھے اور عمر بد نہاد نے عرضی یزید پلید کو لکھی کہ میں نے کام جناب سید الشہداؑ تمام کیا اور بہتر سر نیزون پر تیری نذر کو لاتا ہون بعد تحریر عرضی کے وہ شقی جائزہ سرون کا لیتا تھا کہ وقت شمار کے ایک سر کم شمار مین آیا تو اسوقت وہ ملعون کہنے لگا کہ اے سرداران فوج **بیت**

اسدم مجھے خیال عتاب یزید ہے	عرضی میں لکھ چکا ہون بہتر شہید ہے

اسوقت سرداران فوج نے عرض کی کہ ہان اے امیر حسینؑ نے ایک صغیر قتلگاہ مین دفن کیا ہے اور حرملہ نے تصدیق کلام نافرجام ان ملاعنہ کی کر کے کہا کہ بیشک اس معصوم کا سر نہین ہے جسکو میں نے تیر سے مارا ہے **نظم**

پیٹینگے اس بیان پہ سب کودک و جوان	یہ تازہ واقعہ ہے غضب کی ہے داستان
کیون خشک ہو گئی نہ ستمگار کی زبان	بولا عمر تلاش کرو قبر کا نشان
بچے کی قبر کھود کے سر کو قلم کرو	اکبرؑ کے سر کے پاس سنان پر علم کرو
بعضے لرز لرز کے پکارے کہ الحذر	ہم تو نہ قبر کھود سکینگے ظالم خدا سے ڈر

اس بے زبان سید کمسن پہ رحم کر | سوتا ہے ساری رات کا جاگا لہو میں تر
دیکھے نہ چین جھولے کے نے ماں کی گود کے | بچے کا سر نہ کاٹیں گے ہم قبر کھود کے

اے ملعون اسکی قبر سے تجھے کیا دعویٰ ہے شہید کربلا نے تمام زمین مول لی ہے اور خود مع لشکر بے دفن و کفن پڑے ہیں اسپر بھی

بیت

مُردوں کو گور زندوں کی خاطر مکان نہیں | اک بچہ قبر میں ہے اُسے بھی امان نہیں

حضرات جو ملعون ازل سے بیرحم ہوا اسکو کیا رحم آئے نیزہ داروں کو بلا کر کہنے لگا کہ قبر اصغر تلاش کرو یہ حکم سنکر ایک ملعون واسطے تلاش قبر علی اصغر کے نیزہ لیکر میدان کو چلا اسوقت حضرت فضہ نے اہل حرم سے کہ لاشہائے شہدا پر رو رہے تھے پکار کر کہا

بیت

یہ قبر ڈھونڈھتا ہے کسی نازنین کی | نیزے سے دیکھتا ہے یہ نرمی زمین کی

برطبق گذارش فضہ قطعہ

بانوؑ نے پوچھا دیدۂ دل سے بہا کے خون | جویا ہے کس کی قبر کا یہ ظالم زبون
فضہ پکاری خاک مرے منھ میں کیا کہوں | کس کی زبان سے صاحب تربت کا نام لوں
کھودیگا مقبرہ چھ مہینے کی جان کا | مانگا ہے ابن سعد نے سر بے زبان کا
پیکان جس گلے سے ابھی ہو چکا ہے پار | ہے ہے اُسی گلے پہ چلے گی چھری کی دھار
آرامگاہ مردوں کا ہے گوشۂ مزار | بی بی کے لخت دل کو وہاں بھی نہیں قرار
نے فاتحہ نہ پھول کسی نور عین کے | ہوتے ہیں فرج قبر میں بچے حسینؑ کے
رن میں وہ نیزہ دار جو ہر سمت تھا رواں | اک جا زمین نرم ملی اسکو ناگہاں
پیوستہ اُس زمین میں جو ظالم نے کی سناں | آواز ہولناک فلک سے ہوئی عیاں
ہشیار یہ زمین نہیں عرش پاک ہے | پیارا خدا کے نور کا پیوند خاک ہے
ہے ہے تو نوک نیزہ چبھوتا ہے قبر میں | او کور چشم کون یہ سوتا ہے قبر میں
اصغرؑ ابو تراب کا پوتا ہے قبر میں | یہ ظلم بھی شہیدوں پہ ہوتا ہے قبر میں

بالوں کو زیر عرش جو بکھرائے فاطمہؑ	یہ جان لے کہ ہوگیا دنیا کا خاتمہ
غالب تھی حرص زر نہ ڈرا دشمن اللہ	نیزہ زمیں سے کھینچ کے اٹھنے جو کی نگاہ
پایا عمامہ بچے کے سر کا سناں میں آہ	مڑ کر عمر کی سمت پکارا وہ روسیاہ
لے خاک چھاننے سے خوشی سے گھڑی ہوئی	پائی امام حسینؑ کی دولت گڑی ہوئی
یہ کہہ کے کھودنے جو لگا قبر ہے غضب	یارب الغیاث زمینیں پکاریں سب
پر دشت نینوا کو تزلزل ہوا غضب	کی ارض کربلا نے یہ فریاد پیش رب
یہ ظلم اور قبر شہیدان خاص کی	یہ ذرہ گار اب تو رضا دے قصاص کی

افسوس صد افسوس زمین کو بھی اس لاش شاہزادہ کونین پر رحم آتا تھا مگر بیرحمی اس ملعون کی اور سنگدلی اب کمترین کس زبان سے عرض کرے **نظم**

وہ ننھی لاش قبر سے باہر نکالنا	وہ پھر فوج میان سے خنجر نکالنا
ماتم زدوں کے حلقے میں تھی نعش شیرخوار	وا اصغرا کے نالوں سے محشر تھا آشکار
پھرتی تھی گرد قبر کے بانوئے بیقرار	چلاتی تھی مٹا نہ مرے لال کا مزار
دنیا تھی ہاتھ اٹھا کے جگہ اتنی پائی ہے	اصغر نے جان دیکے یہ بستی بسائی ہے
ناگاہ چاند برج لحد سے بدر ہوا	لے دیں کہ ہائے حق سے نہ خوف و خطر ہوا
خنجر رواں جو ننھے سے حلقوم پر ہوا	روئی سکینہ پیٹ کے ٹکڑے جگر ہوا
کہتی تھی اپنی جان بھی تن بھی مرا فدا	حاضر ہے ننھے بھائی کے بدلے گلا مرا
ظالم ٹھہر برائے خداوند دوسرا	پھر کر عدم سے آئے ہیں دم لینے دے ذرا
خنجر ابھی گلے پہ مسافر کے کیوں دھرا	بدلونگی شیرخوار کا کرتا لہو بھرا
پوچھونگی حال منزل آخر کا بھائی سے	کہدینگے وہ اشاروں میں سب ان جائی سے
پوچھونگی کب چچا مرے لینے کو آئیں گے	بابا حسینؑ خلد میں کس دن بلائیں گے
مشکلکشائی کب مرے دادا دکھائیں گے	اب ظالمو نگے ظلم اٹھائے نہ جائیں گے

طاقت نہیں طمانچوں کے کھانے کی اب مجھے	ہے ہے رہائی ہو گی اسیری سے کب مجھے

ہائے وا ویلا ہنوز وہ معصومہ یہ فرما رہی تھی کہ نظم

روح نبی پکار رہی یہ حلقوم ہے مرا	یہ سن کے اُس نے حلق پہ خنجر کو رکھ دیا
پر کچھ سنا نہ اُس نے گلا کاٹنے لگا	زہرا نے دی صدا یہ ہے سیدانی کا گلا
بالی سکینہ پیٹ کے لاشہ پہ رہ گئی	تھرگ سے نہر خون کی سینہ پہ بہ گئی

اصغر کا واسطہ تمھیں شہزادی عجم
دنیا میں اب وزیر کو ہووے نہ کوئی غم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس تمہید معراج رسالت مآب و رخصت امام مظلوم از حرم وشہادت حضرت محمد پسر حضرت عباسؑ

فرزند وفادار کے ہوتے ہیں وفادار	مشہور ہیں جہاں میں وفادار علمدار
خدا بھی ہوا جس سے ہے ہمکلام	پیمبر ہے اپنا وہ عالی مقام
یہ کہتے ہیں پڑھ کر درود و سلام	نبی و ولی و ملائک تمام
ہمہ نور ہا پرتو نور اوست	کلیمے کہ چرخ برین طور اوست

محمد یعقوب کلینی نے جناب محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ ہفتدہم ماہ رجب المرجب کو سالک مسالک سبحان الذی اسریٰ واقف مواقف مسجد حرم اقصیٰ یعنی جناب محمد مصطفٰےؐ مکان اُم ہانی ہمشیرہ مشکلکشا میں آرام فرماتے تھے نظم

دل و دیدہ ہر ایک بیدار تھا	مگر خواب سے کب سروکار تھا
ادھر سے کب آوے پیام وصال	سوے درنگہ کو یہی تھا خیال

کہ دفعتاً جبرئیل امین بحکم رب العالمین خدمت بابرکت ختم المرسلین مین حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اے شاہ کونین وائے شجرۂ چمنستان دارین وائے عندلیب گلستان احدیت وائے بلبل بوستان صمدیت خالق ارض وسما نے برائے انکشاف اسرار سربستہ وبجہت معائنہ تماشائے قدرت کاملہ آپ کو بالائے عرش یاد فرمایا ہے اور برائے سواری حضور براق بھیجا ہے چنانچہ صاحب عیون الاخبار نے تحریر کیا ہے کہ خداوند عالم نے اپنے حبیب کے واسطے بجہت استعجال براق کو ایسا مسخر کیا تھا اگرچہ قد اسکا بقدر اسپ متوسط تھا مگر قدرت پروردگار کا مرقع جواہرات صنعت سے مرصع مروارید سم مرصع دم نازک اندام نازنین خرام سرعت کا یہ عالم تھا کہ اگر حکم پروردگار ہوتا تو آن واحد مین تمام عالم امکان کی سیر کرتا **نظم**

تھی اس قد وقامت پہ سرعت ستم	زمین پر قدم گہ فلک پر قدم
ہوا چال مین اور تیزی مین برق	زسر تا قدم نور مین تھا وہ غرق
دیا یہ خدا نے اسے احترام	اگر ے آدمی کی طرح سے کلام

اور صاحب کافی فرماتے ہین کہ خالق کل مخلوقات نے براق اس صنعت سے بنایا تھا کہ جس وقت جانب بلندی صعود کرتا تھا تو دونون ہاتھ کوتاہ اور پاؤن اس کے دراز ہوجاتے تھے اور جس دم بلندی سے طرف پستی کے نزول کرتا تھا تو دونون پاؤن کوتاہ اور دونون ہاتھ اسکے دراز ہوجاتے اور علی ابراہیم قمی نے جناب امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ اسرافیلؑ اور میکائیلؑ اور جبرئیلؑ خدمت جناب رسولخدا میں ہمراہ براق آئے تھے غرضکہ ان ہرسہ فرشتون مین سے حضرت جبرئیل نے پیش قدمی کرکے خدمت جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین **بیت**

کی عرض ہاتھ باندھ کے یہ جبرئیل نے	تمکو طلب کیا ہے خدائے جلیل نے

یا حضرت امیدوار ہون کہ بہ تعجیل تمام مقرب بارگاہ خداوند علام ہوجیئے کہ خاطر قدرت کو نہایت انتظار ہے یہ سنکر جناب رسولخدا بالعجلت تمام بطہارت تا لا کلام میکائیلؑ

واسرافیلؑ وجبرئیلؑ کو لیکر درمیان صفا ومروہ تشریف لائے تو اس مقام پر حضرت نے براق کو بہیئت عجیب وغریب کے ملاحظہ فرماکر اس عجیبہ کارستان وجود اور مجموعۂ نگارستان مشہود یعنی رسول رب ودود تعریف صناعی صانع قدرت کی زبان خوش الحان پر جاری کرکے شکر الٰہی بجالاکر سوار ہوئے نظم

روشن کیا جو زین رسول جلیل نے	بڑھکر رکاب تھام لی بس جبرئیل نے
اللہ رے احتشام رسول فلک جناب	قدسی جلوس کے لئے حاضر تھے بیحساب
ہر اک کو آرزو تھی کہ ہون ہمرہ رکاب	حکم خدا سے باز تھے ساتون فلک کے باب
جنت تھی اشتیاق رسالت پناہ مین	جھوکے نسیم خلد کے آتے تھے راہ مین

حضرات مثل رکاب جناب رسولخدا رکاب سید الشہدا کو بھی جبرئیل امین نے بحکم رب العالمین تھاما ہے مگر وہ رکاب برداری جناب رسول مقبول کی باعث مسرت مومنین کے تھا اور جسوقت رکاب فیض اکتساب سید الشہدا تھامی وہ وقت تو سب کو یاد ہوگا کہ روز عاشورا بعد شہادت جمیع عزیز واقربا مہر سپہر سیادت واختر برج امامت ومالک گلزار جنان وسردار لشکر تشنہ لبان سفیر ذریت ابوالبشر دلبند ساقی حوض کوثر یعنی جناب سید الشہدا بے یار ومددگار میدان کارزار مین تن تنہا رہگئے تو اس وقت فوج یزید بدکردار نے مبارز طلب کیا آواز مبارز طلبی سنکر جناب امام حسینؑ بغرض رخصت ناموس رسول الثقلین خیمۂ حرم محترم مین تشریف لائے مومنین مقام رونے اور سر پیٹنے کا ہے کہ اسوقت برادر والاقدر جناب امام حسینؑ کو مبتلائے ہجوم دیاس وتنہا دیکھکر نظم

زینبؑ نے روکے پوچھا کہ یاور کہان گئے	عباس وقاسم وعلی اکبر کہاں گئے
مسلم کے لال دلبر حیدر کہاں گئے	بیبی کے پسر عقیل کے دلبر کہاں گئے
کوئی نہیں رکاب شہ دین پناہ مین	رو کر کہا کہ سوتے ہیں سب قتلگاہ ہیں
ہمشیر سب ہمارے مددگار مرگئے	بھائی بھتیجے بھانجے انصار مرگئے

شانے کٹا کے بھائی علمدار مر گئے	اکبر بھی کھا کے نیزۂ خونخوار مر گئے
رخصت دو جلد فاطمہ کے نور عین کو	جز مرگ اب نہین کوئی چارہ حسین کو
غش خاک پر یہ سن کے ہوئی بنت مرتضےٰ	اہل حرم میں شور قیامت بپا ہوا
رخصت حرم سے ہونے لگے شاہ دوسرا	اک ایک کو گلے سے لگایا جدا جدا
پھر پھر کے گرد اہل حرم جان کھوتے تھے	لپٹائے شہ گلے سے سکینہ کو روتے تھے
وہ کہتی تھی کہ شاہ مدینہ نہ جائیے	پھٹتا ہے میرا رنج سے سینہ نہ جائیے
الفت کا یہ نہین ہے قرینہ نہ جائیے	مرجائیگی تڑپ کے سکینہ نہ جائیے
فرماتے تھے امام کرو صبر باپ کو	بی بی کرو ہلاک نہ رو رو کے آپ کو

یہ کلام مصیبت انجام امام عالی مقام سے سنکر جناب شہربانو نے دامن مبارک جناب امام حسین دست مبارک سے تھام لیا اور بہت کچھ گفتگو درباب اسیری اپنے کے کی چنانچہ اس حال کو مفصل اس نیازمند نے مجلس[۱] بست و پنجم ذکر حضرت شہربانو میں تحریر کیا ہے لکھنے مین اعادہ ہوگا الغرض جناب امام مظلوم نے تمام اہلبیت اور حضرت بانو کو تشفی دیکر امام زین العابدین کو راز امامت تفویض فرماکر کمر ہمت سفر آخرت پر چست باندھی اور سلاح حرب بدن مبارک پر آراستہ کرکے دروازۂ خیمہ پر تشریف لائے اور قریب ذوالجناح بقصد سواری استادہ ہوئے اور ارادہ سوار ہونے کا کیا تو اسوقت رکاب سعادت انتساب مین کوئی بھی جان نثارون میں سے باقی نہ رہا تھا کہ رکاب حضرت کی تھامے پس اسوقت حضرت بہ نگاہ یاس و حسرت یمین و یسار کو دیکھتے تھے اور اپنی تنہائی پر بیقرار ہوکر روتے تھے اور رکاب تھامنا جناب عباس حق شناس کا یاد آگیا تو آنکھ سے تیرے ہاے برادر زبان مبارک سے فرماکر کمر شکستہ کو دونون ہاتھون سے تھام لیا اُس وقت بیکسی برادر عالی قدر کی دیکھکر جناب زینب خاتون بیتابانہ ہوکر خیمۂ حرم محترم کے دروازہ پر

[۱] مجلس ۲۵ مین یہ بیان آئیگا ۱۲-

آئین اور عرض کی کہ اے بھائی اگر حکم ہو تو یہ بیکس آ کر رکاب داری کرے اللہ رے
مرتبہ حضرت زینب کا فوراً **نظم**

اُس وقت جبرئیل کو حکم خدا ہوا ۔ گھر سے کہیں نکل نہ پڑے بنت مرتضیٰ
بچپن سے تو ہے خادم سلطان کربلا ۔ حاضر ہو جلد جا کے یہاں دیکھتا ہے کیا
جا تھام لے رکاب شہ مشرقین کو ۔ جلدی سوار کر مرے پیارے حسین کو

اب کمترین کو یقین ہے کہ اسی روایت پر آل کار مجلس ہوگا پس **نظم**

روح الامین بصورت عباس نامدار ۔ جلدی سے آئے نزد شہنشاہ بے دیار
بھائی کی شکل دیکھ کے جاتا رہا قرار ۔ آگے بڑھے یہ کہہ کے شہ آسمان وقار
چلتے ہیں تیر ظلم عدو کی سپاہ سے ۔ بھیا کہاں چلے گئے تھے رزمگاہ سے
دریا پہ واں تو آپ کے بازو ہوئے قلم ۔ بھیا گرا حسین پہ یاں آسمان غم
تم کو خبر کہاں ہے جو ہم نے سہے الم ۔ مارے گئے جہاد میں اکبر بھی بے ستم
لشکر ہوا تمام اداسی سی چھا گئی ۔ تم کیا جدا ہوئے کہ مری موت آگئی
بھیا بتاؤ درد تو شانوں میں اب نہیں ۔ رکھا ہے کس جگہ علم بادشاہ دیں
لیکر گئے تھے مشک سکینہ بھی تم وہیں ۔ ابتک ہے انتظار میں وہ تشنہ و حزیں
ڈر ہے مجھے کہ جی سے سکینہ گذر نہ جائے ۔ جلدی چلو تڑپ کے وہ خیمہ میں مر نہ جائے

پس حضرت زینب دروازہ خیمہ سے یہ حال دیکھکر حرم سرا میں تشریف لیگئیں اور فرمانے لگیں کہ اے بیبیو عباس نامدار تو ابھی زندہ ہیں اور اپنے بھائی کی رکاب برداری میں حاضر ہیں **بیت**

عاشق ہیں جان و دل سے شہ مشرقین کے ۔ دیکھو کھڑے ہوئے ہیں وہ آگے حسین کے

راوی لکھتا ہے کہ جب یہ کلمات حضرت زینب نے فرمائے حضرت سکینہ فراق عم نامدار میں مغموم و محزون شدت پیاس سے بیتاب تھیں لیکن **نظم**

عباس کا جو نام سکینہ نے سن لیا ۔ خوش ہو کے آئی پاس چچا کے وہ مہ لقا

شانہ ہلا کے زوجۂ عباس سے کہا	اُٹھو چچی کہ نہر سے آئے مرے چچا
مارا تھا ہجر کے غم جانکاہ نے مجھے	حضرت سے سرخرو کیا اللہ نے مجھے
یہ سن کے بیبیاں درِ خیمہ پہ آئیں سب	چلائی اشک بھر کے سکینہؑ بصد تعب
کیوں عمو جان آپ کے دل میں یہی ہے اب	مرجائے مارے پیاس کے یہ زار و تشنہ لب
پہونچے ارم میں حکم خدائے جلیل سے	لائے نہ مشک بھر کے مری سلسبیل سے

حضرات سکینہؑ یہ شکایت فرما رہی تھیں کہ نظم

پردے سے منھ نکال کے زینبؑ کی فغاں	بھیا گئے تھے چھوڑ کے بھائی کو تم کہاں
اکبر کے غم میں سرورِ عالم ہیں نیمجاں	لاشہ کی جستجو میں گرے ہیں کہاں کہاں
ہو جس طرح بچاؤ شہ خوشخصال کو	لیکر کہیں نکل چلو زہراؑ کے لال کو
زینبؑ کے اس بیان سے جبرئیل تھرتھرائے	ہاتھوں کو جوڑ کر درِ خیمہ کے پاس آئے
کی عرض یہ غلام غریبی کے صدقے جائے	یہ حال ابن شیر الٰہی کا ہائے ہائے
شہزادی میں جناب کا عبد ذلیل ہوں	عباسؑ نامدار نہیں جبرئیلؑ ہوں

بہ سماعت اس جواب کے اہل حرم میں کہرام پڑ گیا اور ماتم عباس نامدار پھر تازہ ہو گیا اور جناب امام حسینؑ علیہ السلام کی رکاب برداری حضرت جبرئیلؑ نے کی الغرض جس وقت وہ امام بیکس و مظلوم بے یار و مددگار سوار ہو چکا تو اُس وقت نظم

جبرئیلؑ پکارے کہ خدا حافظ و ناصر	رخصت ہوں خوزادے سے کہ جلو میں رہوں حاضر
رو کر کہا جو حکم خدا ہے تری خاطر	وہ بولے کہ باقی ہے بس اک خدمت آخر
ڈھاپونگا پر اپنے تن صد پاش کے اوپر	اب رونے کو آؤنگا تری لاش کے اوپر

پس حضرت جبرئیلؑ امین امام جلیل سے رخصت ہوئے اور جناب امام حسینؑ نے عنان مرکب صبا رفتار طرف لشکر بدکردار کے منعطف فرمائی اگر تعریف اسکی تیزی کی عرض کروں تو طوالت ہوگی انھیں دو بندوں پر خاتمہ کرتا ہوں نظم

گھوڑا وہ نہ ران کہ لیتا ہی نہ تھا دم — اندیشہ اسے کہتا ہے رہ رہ سکے ذرا تھم
مایں وہ وصف اسکو جو جولان کریں پیہم — اللہ رہی تری تیزی رفتار کا عالم
یان غل ہو کہ واں ہے وہ کہیں شور کہ یان ہے — اللہ کی قدرت ہے نہ یان ہے نہ وہان ہے

تصویر لکھے اسکی مصور تو پڑے دھوم — سرعت بھی قدم توسن تصویر کے لے چوم
گوڑا ایئے لغز پر جو چاہے کرے مرقوم — اک آن میں سب رنگ ہوے تصویر کا معدوم
نقاش کا دل نقش پہ آمادہ ہی رہجائے — بس ہاتھ مین دیکھے تو ورق سادہ ہی رہجائے

الغرض چشم زدن مین میدان کارزار مین بوجہ تازہ ہونے غم اپنے بھائی کے لاش حضرت عباسؑ پر شیون کرنے لگے اور ادھر بوجہ تشریف بری حضرت امام حسینؑ خیمہ اطہر مین ہنگامہ حشر برپا تھا اور حق بجانب تھا کہ اب اہلبیت اطہار کی کوئی امید و آس باقی نہین رہی نہ حضرت عباس ہیں نہ علی اکبر نہ قاسم پاس ہین نہ عون و محمد سب شہید ہو چکے حتے کہ علی اصغر تک جان کھو چکے تھے بس ایک سبط رسول الثقلین ابا عبد اللہ الحسین باقی تھے جنکی سلامتی کے واسطے تمام اہلبیت نے اپنی مایہ بضاعت لٹائی آخر کو پھر بھی جدائی کی گھڑی نظر آئی پس جسقدر نالہ و فریاد دل ناشاد سے نکلین بجا ہے روایت ہے کہ اس وقت خیمۂ اطہر میں بجز امام زین العابدینؑ بیمار و حضرت امام محمد باقر اور پسر حضرت عباس علمدار اور حضرت عبد اللہ کہ یہ سب صغیر السن تھے اور کوئی باقی نہ رہا تھا حالت گریہ الحرم دیکھکر یہ تینوں بچے گھبراتے تھے کہ ناگاہ محمد پسر حضرت عباس **نظم**

اس حشر میں یہ ماں سے لگا پوچھنے صغیر — اے اماں جان لاللہ تمہاری حالت ہے کیون تغیر
بولی گھرے ہیں فوج مین شاہِ فلک سریر — پر سار ہے ہیں اہل خطا بے خطا پہ تیر
آکر بچائے کون مددگار بھی نہیں — اکبر بھی اب نہیں ہیں علمدار بھی نہیں

اے بیٹا سردار دارین سبط رسول الثقلین نرغۂ اہل جفا مین گھرے ہین نہ قاسم ہین نہ عون و محمد ہیں نہ عباس اسوجہ سے تمام اہلبیت روتے ہیں۔ **نظم**

یہ سُن کے اس صغیر کو بس جوش آگیا	ترکش کہیں تھا حضرت عباسؑ کا دھرا
اُس میں سے ایک تیر محمد نے لے لیا	باندھا پھر اسمیں پھاڑ کے دامن قمیص کا
بولے کہ ورثہ دار ہیں شیر آلہ کے	بابا نہیں تو ہم ہیں علمدار شاہ کے
بولی بلائیں لے کے یہ ماں سوختہ جگر	آساں نہیں ہے عہدۂ عباسؑ نامور
تم ہو جو حامل علم سید البشر	جاؤ سپاہ ظلم میں صدقے ہو شاہ پر
غل ہوگا جب کہ لاش پہ فریاد و آہ کا	تب ہم کہیں گے تمکو علمدار شاہ کا

پس یہ سنکر اس صغیر پر غیرت طاری ہوئی بدن تھر تھرانے لگا اشک آنکھوں میں بھر کر وہ مہ لقا مادر بزرگوار سے اسطرح عرض کرنے لگا کہ اے اماجان آپ ہم کو مرنے سے ڈراتی ہیں سبحان اللہ کیا میں پوتا اسد ذوالجلال کا نہیں ہوں جسطرح میرے باپ نے وفاداری کی ہے میں بھی یوہیں آقائے نامدار پر فدا ہو جاؤنگا آپ اسکو یاد رکھیں **بیت**

جرار جو ہیں وقت پہ جان اپنی کھوتے ہیں	فرزند باوفا کے وفادار ہوتے ہیں **نظم**
آیا سکینہ پاس یہ کہکر وہ رشک ماہ	ناوک پہ ہاتھ رکھ کے یہ بولا با شک و آہ
بابا ہوئے نثار شہنشاہ دین پناہ	جاتا ہوں اب میں لیکے علم سوئے رزمگاہ
حسرت یہ ہے کہ باپ کا عہدہ بھی پاؤں میں	چھوٹی سی ایک مشک بھی دیدو تو جاؤں میں

جس وقت حضرت سکینہ نے یہ کلمہ سنا رو کر جواب دیا کہ اے بھائی مجھ سے ہرگز نہ ہوگا چچا کو مشک دیکر تو تمام کنبہ سے شرمندہ ہوئی پھوپھی اماں اور چچی جان میری طرف ہر وقت بچشم غضب دیکھتی ہیں کہ عباس کو سکینہ کی پیاس نے شہید کرایا وہ شرم کیا تھوڑی ہے اب تو جان رہے یا جائے میں پانی کا نام بھی نہ لونگی **بیت**

طعنوں کی جھڑکیوں کی سزاوار ہوگئی	اکبار مشک دے کے گنہگار ہو گئی

اگر آپ میدان کارزار میں جائیں اور آپ کو عمو جان نظر آئیں تو میرے چچا سے عرض کرنا کہ سکینہ کو نہ رلاؤ اپنی مشتاق کے پاس جاؤ اسکی تقصیر الحرم سے بخشواؤ الغرض ہر چند

اہل حرم روکتے تھے مگر کسی طرح وہ شاہزادہ نہ رکا اور سمت رزمگاہ کے روانہ ہو کر اس مقام پر پہونچا۔

نظم

تیغیں کھنچی ہوئیں تھیں عدو کی سپاہ میں	غل اقتلوا الحسین کا تھا رزمگاہ میں
بچے پہ جا پڑی شہ ذیجاہ کی نظر	آنسو بہا کے بولے کہ بیٹا چلے کدھر
لو گھر میں جاؤ دشت میں ہیں جمع اہل شر	ایسا نہ ہو کہ تم پہ کریں ظلم بدسیر
بولا یہ خردسال کہ طالب ہیں قبر کے	بڑھکر ہٹے بھی ہیں کہیں بچے ہزبر کے
مشغول اماں جان ہیں واں اشک و آہ میں	بھیجا ہے ہمکو دے کے علم فوج شاہ میں
قاتل پدر کا ہوگا عدو کی سپاہ میں	لیوینگے اُس سے خون کا عوض رزمگاہ میں
بتلائیے نشان علیؑ کے نشان کا	لاشہ اٹھانے آئے ہیں ہم باباجان کا
شہ نے اشارہ کر کے سوئے تیر یہ کہا	یہ کیا ہے تم جو لائے ہو اے میرے مہ لقا
بولا وہ ماہرو علم شاہ کربلا	قابل علم اٹھانے کے یہ سن نہ تھا مرا
عباس کے شرف کا طلبگار ہے غلام	اصغر کا یا امام علمدار ہے غلام
ہو ویگا یاد آپ کو اے سرور امم	لایا تھا جب کہ مشک یہاں میں اسیر غم
کی تھی پدر نے مجکو وصیت بصد الم	جانا ہمارے بعد سوئے لشکر ستم
صدمہ ہے دل پہ بھول تو کیا جاؤنگا اُسے	بابا نے جو کہا تھا بجا لاؤنگا اُسے
کرتا تھا وہ تو شہ سے یہ تقریر دلپذیر	روتے تھے اسکی باتوں پہ شاہ فلک سریر
مارا اُدھر سے بڑھ کے سہ پہلو کسی نے تیر	سینے پہ زخم کھا کے تڑپنے لگا صغیر
حالت ہوئی تباہ شہ دیں پناہ کی	بچے کا دم نکل گیا گودی میں شاہ کی
میت لٹا کے خاک پہ روئے امام دیں	تیغوں کو تول تول کے آگے بڑھے لعیں
تھا زخم دار ناف سے سب جسم تا جبیں	قبلہ کی سمت جھک گیا حیدر کا نازنیں
طاعت بھی مومنو نہ خدا کی ادا ہوئی	سجدہ ہی میں حسین کی گردن جدا ہوئی

عباس تم کو اپنے محمد کا واسطا	آقا وزیر شاہ کو روضہ پہ لو بلا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس در ذکر شہادت جناب عبداللہ پسر امام حسن علیہ السلام

دشمن کو بھی نہ اپنی کمائی پہ یاس ہو	عسرت ہے یہ دولت اولاد پاس ہو

جناب صادق علیہ السلام سے کتب احادیث میں منقول ہے کہ جو مومن روئے مصیبت حسینؑ کی سنکر اُسنے نیکی اور احسان کیا جناب فاطمہ زہرا سیدۃ نساء العالمین پر اور نیز احسان کیا اس شخص نے جناب رسولخدا پر اور احسان کیا اُسنے علی مرتضےٰ پر اور اس مومن نے ادا کیے حقوق اہلبیت رسولخدا کے کیونکر مومنین کیا مرتبہ ہے گریہ کنندگان مجلس عزا کا اگر تمام عمر انسان نیک اعمال کرے تو ہرگز برابر نہیں ہو سکتے وہ اعمال برابر ایک قطرۂ اشک غم حسینؑ کے چنانچہ ایک روایت عرض کرتا ہوں جس سے حال مراتب گریہ کنندگان معلوم ہو **نظم**

لکھا ہے ایک راوی جا نشوز سانحا	میت جلا رہے تھے یہود ان بے حیا
پر قدرت خدا سے وہ مردہ نہ جلتا تھا	ناگہ وہاں پہ زین عبا کا گذر ہوا
جب وارث خلیل کی واں بار ہو گئی	فیض قدم سے آگ وہ گلزار ہو گئی
پوچھا سبب جلنے کا شہ نے تو بولے سب	حیران شکل آئینہ ہم خود ہیں اسمیں اب
گویا ہوئے یہ مردہ سے تب سرور عرب	تو خود زبان حال سے کر شرح کیا سبب
اُٹھتے ہیں شعلے تم پہ نہیں آنچ آتی ہے	کیا وجہ آگ کیوں نہیں تمکو جلاتی ہے
معجز نما کے لال نے جس وقت یہ کہا	اکبار آنکھیں کھول کے مردہ یہ بول اٹھا
کیا پوچھتے ہو حال مرا یا شہ ہدا	رویا تھا ایک دن میں لئے شاہ کربلا
سو رحمت خدا ہے پہ میں لئے ہوئے	آنسو وہی ہیں گرد احاطہ کئے ہوئے
قربان رحمت پسر شاہ لافتا	گو آگ شعلہ زن ہے زہے شان کبریا

پر رونگٹا جلا سکے میرا مجال کیا	شہ نے کہا وہاں تجھے معلوم ہوئیگا
آنسو یہ آبرو تری اُس دن بڑھائینگے	یہ آگ کیا ہے نار جہنم بجھائینگے

اور وہ روایت مومنین نے اکثر سُنی ہوگی کہ ایک یہودی نے اپنی ہمسایہ مومنہ کا چولھا پھونکا تھا جبکہ وہ مومنہ مصروف عزاداری تھی اور اس اعانت کے سبب سے وہ یہودیہ بھی محفوظ عذاب سے رہی سبحان اللہ مومنین کیا عزو شرف ہے آپ لوگوں کا کہ مجلس عزا میں صعوبات اٹھا کر آئے اور خود اس مظلوم کے مصائب پر رونے کو آمادہ ہوئے اللہ اللہ ذاکر خیال کرتا ہے کہ جب اس یہودیہ کا یہ پاس ولحاظ تمھارے آقا کو ہو پس تمھاری خاطر داری اور مراتب کا حال میں نہیں لکھ سکتا کہ کیا ہوگا اب کمترین عرض کرتا ہے کہ جس کام کیواسطے آپ آتے ہیں اسمیں مصروف ہوں روایت ہے کہ جب روز عاشورہ تمام یار و انصار و بھائی و بسیر امام مظلوم کے شہید ہو چکے اُسوقت تمھارے مولا یکہ و تنہا تشنہ و گرسنہ میدان کارزار میں کھڑے تھے اور فوج اشقیا جوق جوق محاصرہ کئے ہوئے کھڑی تھی **نظم**

کوئی نہ تھا اجل کے سوا اس ولی کے پاس	دشمن چھ لاکھ اور تن تنہا وہ حق شناس
وہ بیکسی وہ عالم غربت وہ غم وہ یاس	وہ دکھ وہ سوز قلب وہ داغ جگر وہ پیاس
صحرا پہ تھی نگاہ کبھی نہر پر نظر	نرغہ تھا مورچوں کا سلیمان دہر پر
تھے سامنے کلیجے کے ٹکڑے جو خوں میں تر	روتے تھے بار بار لہو شاہ بحر و بر
ٹوٹا ہوا تھا بازوے پر نور سر بسر	خم ہوگئی تھی صدمہ جانکاہ سے کمر
ریش سیہ سفید تھی فرط ملال سے	سیدھا ہوا نہ جاتا تھا زہرا کے لال سے
لب خشک ہوگئے عرق افشاں جبین پاک	دامان و آستین پہ لہو گیسوؤں پہ خاک
جان حزیں فراق میں بھائی کے دردناک	غم میں جوان پسر کے گریباں تھا چاک چاک
سنگ جفا سے شیشۂ دل چور چور تھا	طاقت نہ قلب میں تھی نہ آنکھوں میں نور تھا

اور فوج اشقیا کے جوان و پیر نہر فرات سے سیراب ہوکر حسینؑ مظلوم کو دیکھکر وہ ملعون خوش

ہوتے تھے اور کہتے تھے کہ اے حسینؑ اب تو کوئی یار و مددگار باقی نہیں رہا اب بھی بیعت قبول کرو اسوقت امام عالیمقام فرماتے تھے کہ اے گروہ مجھ سے اُمید بیعت رکھنا فضول ہے میں لخت جگر رسول ہون مین تمھارے حاکم فاسق فاجر کی بیعت کیونکر قبول کرون نظم

اب جلد سر کٹے کہ ہے دل زندگی سے سیر	پیاروں کے ہجر میں ہمیں دشوار ہے یہ دیر
سوتا ہے جلتی ریتی پہ عباس میرا شیر	ہے گرم کنگروں سے تنِ قاسم دلیر
میداں کی دھوپ پڑتی ہے اکبر کی لاش پر	رومال تک نہیں علی اصغر کی لاش پر
روتے تھے درد دل سے یہ کہکر شہِ امم	مُنھ پیٹتے تھے خیمۂ عصمت میں سب حرم
کفار بڑھتے آتے تھے کعبہ پہ دمبدم	چھائی تھی یہ گھٹا کہ کُھلے تھے سیہ علم
تاکید کوفیوں کی یہ تھی فوج شام پر	برساؤ تیر پانی کے بدلے امام پر
چلّا رہا تھا شمر کہ ہاں برچھیاں لگاؤ	سبط نبی کی تشنہ لبی پر نہ رحم کھاؤ
ڈیوڑھی پہ وہ حسینؑ اکیلے کھڑے ہیں جاؤ	سولہ پہر کے پیاسے کا ریتی پہ خون بہاؤ
سر پیٹتی وہ فاطمہ زہرا کی جائی کو	مارو بہن کے سامنے تلوارین بھائی کو
اب ڈر ہے کیا کہ خویش و برادر گذر گئے	تیغوں میں جو سپر تھے وہ صفدر گذر گئے
دل جنسے تھا قوی وہ دلاور گذر گئے	قاسم گذر گئے علی اکبر گذر گئے
چھوڑا نمازیون نے شہ تشنہ کام کو	بس اب کوئی نہیں جو بچائے امام کو
کہتا تھا شیث سبط پیمبر کو گھیر لو	چاروں طرف سے خیمۂ اطہر کو گھیر لو
سب ملکے ابن فاتح خیبر کو گھیر لو	نیزے اٹھا اٹھا کے دلاور کو گھیر لو
مہلت نہ دو دعا کی امام دلیر کو	جیتا پکڑ لو شیر الٰہی کے شیر کو
اور اہل نار کرتے تھے آپس مین یہ کلام	جا کر عقب سے پھونک دو شبیر کے خیام
مر جائین گھٹ کے خیمہ میں اطفال تشنہ کام	جلجائیں گھر کے آگ میں سیدانیاں تمام
بیکس پسر پہ باپ کے آگے ستم کرو	عابد کا سر بھی تیغ دو دم سے قلم کرو

کہتا تھا سب سے یہ پسر سعد بدخصال
یارد حسینؑ ہے اسدِ کبریا کا لال
اسکا جلال ہے بخدا قہر ذوالجلال
ہاتھ آئے وہ کسی کے یہ سب خام ہی خیال
ایسا ہژبر فوج میں زندہ اسیر ہو
دیکھا نہیں کہ شیر درندہ اسیر ہو

ہنوز اہل شر یہ گفتگو کرتے تھے اور شاہ بحر و بر یکہ و تنہا کھڑے تھے یہ حال اہل حرم دروازۂ خیمہ سے دیکھکر ڈاڑھین مار مار کر روتے تھے اور کبھی مدینہ کی طرف اور کبھی نجف کی سمت فریاد کرتے تھے کہ یا رسول اللہ یا مرتضٰے مدد کرو اپنے فرزند کی کیا حال عرض کرون ہر ایک بی بی غم کی ماری سر دھنتی تھی سینہ کوٹتی تھی **نظم**

زانو پہ سر رکھے کوئی روتی تھی زار زار
بسمل کی طرح لوٹتی تھی کوئی سوگوار
منھ ڈھانپے بین کرتی تھی کوئی جگر فگار
پڑھتی تھی کوئی نوحۂ جانسوز بار بار
برپا تھا شور بیبیون کے شور و شین سے
گھر ہو گیا تھا مجلس ماتم حسینؑ سے

الغرض جناب امام حسینؑ یہ حال دیکھکر خیمۂ اطہر مین آتے اور ہر ایک بی بی کو تسلی و تشفی دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ صبر کا مقام ہے **بیت**

فرماتے تھے قلق ہے دلِ پُر ملال کو
دے صبر اے کریم محمدؐ کی آل کو

اور زینب سے فرماتے تھے کہ اے بہن رونے اور سر پیٹنے سے کیا فائدہ ہے مین اپنے نانا رسولخدا اور پدر بزرگوار علی مرتضٰے اور برادر نامدار حسن مجتبیٰ سے تو افضل نہیں ہون پس آپ کو صبر درکار ہے جیسا کہ مفارقت مین ان بزرگوارون کی کیا بجواب ارشاد امام عالیمقام **نظم**

زینب نے عرض کی کہ بجا ہے یہ سب کلام
پر کیونکر اپنے دل کو میں سمجھاؤں یا امام،
انصاف کیجئے یہ بکا کا نہین مقام
کس گھر پہ ایک دن میں ہوا تھا یہ قتل عام
چشمون سے جو ے اشک نہ کیونکر رواں رہے
بچے رہے نہ پیر رہے نے جوان رہے
نکلے تھے گھر سے چار جنازے نہ ایک بار
تھا میرے سر پہ ایک کے بعد ایک غمگسار
اب تو فقط ہیں آپ ہی یا شاہ نامدار
نانا کے ماں کے باپ کے بھائی کے یادگار

اولاد قتل ہوگئی ماں باپ اُٹھ گئے — پھر کون سرپرست ہے جب آپ اُٹھ گئے

دنیا میں مجھ سا کوئی نہ ہوویگا سخت جان — مجکو اجل بھی بھول گئی یا شہِ زمان

دُنیا سے اٹھ گیا علی اکبر سا نوجوان — ابتک جہان میں جیتی ہے یہ پیر ناتوان

سب اسیری عمر آہ وبکا میں گذر گئی — اماں کا گھر اجڑ گیا اور میں نہ مر گئی

بابا نے ماں نے بھائی نے ہنگام احتضار — حضرت سے یہ کہا تھا کہ زینب سے ہوشیار

شبیر ہے حوالے تمھارے یہ سوگوار — اب مجکو سونپتے ہیں کسے شاہ نامدار

اماں جو کہہ گئی ہیں اُسے یاد کیجئے — کچھ تو بہن کے باب میں ارشاد کیجئے

بیٹھوں کہاں جو فوجِ ستم لوٹنے کو آئے — اتنا تو ہو کوئی کہ یہ کہہ ردا بچائے

الٹے مرے نصیب بڑھاپے میں ہائے ہائے — اماں کو آج ڈھونڈھ کے زینب کہاں سے لائے

چادر اڑھائے کون جو یاں ننگے سر پھروں — قسمت میں یہ لکھا ہو کہ میں دربدر پھروں

پس بجواب گزارش حضرت زینب جناب امام حسینؑ نے کلمات تشفی دیکر فرمایا کہ راہ خدا میں اسیری باعث افتخار ہے نہ جائے اضطرار اُس خالق کون ومکان کی ذات احکم وستار ہے اب میں اسکو سپرد کرتا ہوں جو کل کا مُختار ہے یہ کہہ کر فرمایا **نظم**

لوالوداع جاکے بس اب ہم نہ آئیں گے — اس تین دن کی پیاس میں تلواریں کھائینگے

سر دیکے عاصیوں کی خطا بخشوائیں گے — اب بعد عصر نانا کی خدمت میں جائینگے

ہشیار انسے جو مرے نازوں کے پالے ہیں — زینب یہ سب یتیم تمھارے حوالے ہیں

شب کو جو مجکو ڈھونڈھ کے روئے سکینہ جان — زینب خدا کے واسطے تم رکھنا اسکا دھیان

لو بیبیو کریم تمھارا نگاہبان — لو بانو آدہوتا ہے رخصت یہ میہمان

کبریٰ کدھر ہے دلبر زہرا کو دیکھ لے — سجاد کو جگادو کہ بابا کو دیکھ لے

یہ فرما کر جناب زین العابدینؑ کے پاس تشریف لائے اور تمام آداب امامت تعلیم فرماکر حکم واسطے صبر کے دیا اور فرمایا کہ اے بیٹا تمھارا جہاد یہی ہے کہ طوق وزنجیر پہنو

الغرض اس فرزند امام نے تمام وصیت اپنے پدر بزرگوار کی سُنکر اقرار بجا آوری کا کیا اور جناب امام حسینؑ اہل بیت سے رخصت ہوتے وقت اسطرح فرماتے تھے **نظم**

لو الوداع موت ہمیں لینے آئی ہے
اب ہمسے تمسے تابہ قیامت جدائی ہے
تنہائی میں چھ لاکھ کی ہمپر چڑھائی ہے
آفت کا معرکہ ہے غضب کی لڑائی ہے
اک جان کے لئے ادھر انبوہ خلق ہے
خنجر ہزار تیز ہیں اور ایک حلق ہے

لو بیبیو بچھڑتا ہے تم سے یہ میہمان
خیمے سے ننگے سر نہ نکلیو ہے یہ دھیان
لو شاہ بانو خالق اکبر نگاہبان
لو اب پدر کی چھاتی سے لپٹو سکینہ جان
ڈھونڈھو گی عمر بھر تو یہ سینہ نہ پاؤ گی
بابا کو تابہ حشر سکینہ نہ پاؤ گی

پس یہ کہکر آپ روانہ طرف میدان کارزار ہوئے اثنائے راہ میں **نظم**

حضرت نے سامنے جو کیا اس گھڑی خیال
دیکھا کہ روتے جاتے ہیں محبوب ذوالجلال
مڑ کر سوئے عقب جو نظر کی بصد ملال
دیکھا بتول آتی ہیں بکھرائے سر کے بال
رخت سیاہ بر میں ہے اور لب پہ نالے ہیں
دو حوریں دونوں دست مبارک سنبھالے ہیں

دہنی طرف جو مڑکے لگے دیکھنے امام
خم ہو گیا جنود ملائک پئے سلام
بائیں طرف پھری جو نگاہِ شہ انام
مجرے کو تھم کے لشکر جن جھک گیا تمام
اقبال کہتا جاتا تھا سب سے بڑھے چلو
باہم ملاحظہ سے ادب سے بڑھے چلو

حضرت سے عرض کرتے تھے قدسی یہ بار بار
ہووے حکم جنگ اے خلفِ شیر کردگار
ہو جائیں آج ہم بھی تری راہ میں نثار
فرماتے تھے یہ امر ہے خاطر کو ناگوار
بڑھنے دو غول فوج ضلالت شعار کے
خواہاں ہیں ہم فقط مدد کردگار کے

کس زیست پر میں دوں تمہیں تکلیف کارزار
اک دم میں اب یہ حلق ہے اور تیغ آبدار
گھبرا رہی ہے خلد میں جانے کو جان زار
مرنے کی آرزو ہے اجل کا ہے انتظار
زیست سے اب نکلنے کی ساعت قریب ہے
رخصت ہو تم کہ وقت شہادت قریب ہے

فرما کے یہ بدل گئے تیور جناب کے	جولان کیا سمند کو رانون مین داب کے
قربان حسینؑ سبط رسالت مآب کے	مُنھ پہ ہوائیان سی چھٹین آفتاب کے
جنگل قدم کے فیض سے شاداب ہو گیا	پر تو سے رُخ کے دن شب مہتاب ہو گیا

پس جسوقت جناب امام حسینؑ بمقابل لشکر کفار نابکار تشریف لائے اسوقت تمام اشقیا نے پھر محاصرہ کیا اور وار تبر و نیزہ و شمشیر حملہ شریر کرنے لگے اور جب آپ کو بوجہ کثرت جراحت تاب قیام زین پر ذوالجناح کے نہ رہی اور بوجہ شدائد جراحت زمین پر آئے **نظم**

لشکر مین غل ہوا کہ زمین پر گرے حسینؑ	یان عرش کو ہلانے لگے بیبیون کے بین
اک شور تھا کہ ہاے محمدؐ کے نور عین	کیونکر زمین گرم پہ آئیگا تجھ کو چین
سب منحرف ہین آگ لگی ہے زمانے کو	بھیجین کسے حرم ترا لاشہ اٹھانے کو
ہے ہے کسے مدد کو پکارین یہ سوگوار	اسوقت مین نہ دوست نہ کوئی ہے غمگسار
سجاد ہے تو غش میں پڑا ہے وہ دلفگار	اے جان فاطمہ تری تنہائی کے نثار
لٹتا ہے گھر سر دن پہ نہ کیون خاک اڑائین ہم	قدمون پہ آنکھین ملنے کو کس طرح آئین ہم

جس وقت اہل بیت اطہار نے بیتاب ہو کر یہ نالہ و شیون برپا کیا اس وقت جو معصوم کہ خیمے مین تھے گھبرا کر باہر نکل آئے اور حضرت سکینہ سر پیٹتی تھین کہ میرے بابا پر جفائین ہوتی ہین کوئی بچہ کہتا تھا کہ چچا جان نرغۂ اعدا میں مجروح پڑے ہیں الغرض اسوقت سب معصومون کی آنکھون مین دنیا تیرہ و تار تھی **نظم**

لکھتا ہے اب یہ راوی غمگین وہان کا حال	ہمراہ تھا سکینہ کے چھوٹا حسنؑ کا لال
سنکر صدائے بانوئے شبیر خوش خصال	نکلا تڑپ کے خیمہ سے باہر وہ خرد سال
گھبرا کے بنت فاطمہ مضطر نکل پڑی	بیٹے کے ساتھ مان بھی کھلے سر نکل پڑی
تصویر اس صغیر کی کھینچے اگر قلم	پھر جائے ہر کلیجہ پہ شمشیر درد و غم
نو دس برس کا ہیگا ابھی تو وہ ذی حشم	پھلیے پھل چلا ہے سوے لشکر ستم

ا ذکر ما قبل سے ملے ذکر ما قبل سے بعد اضافہ ان الفاظ کے جس وقت امام حسینؑ مجروح ہو کر زمین پر آئے اسوقت